www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المرشد
لاہور

اکتوبر 2000

مہر نبوت علم بنا کر دنیا پر لہرائیں گے
دیکھنا تم سیماب یہ آخر اک دن ہم کر جائیں گے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المُرشد

لاہور

بانی : حضرت العلامہ مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین نشر و اشاعت : چوہدری غلام سرور

اکتوبر 2000

جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 3

مدیر ـــــ چوہدری محمد اسلم

نائب مدیر ـــــ الطاف قادر گھمن

سرکولیشن منیجر ـــ رانا جاوید احمد

کمپیوٹر گرافکس ـ اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3

قیمت 20 روپے

اس شمارے میں

1	(اداریہ) فوجی حکومت کا ایک سال	محمد اسلم	3
2	انسانیت کے مفاد کا تحفظ ...... مگر اسلام کے تحت	امیر محمد اکرم اعوان	6
3	[illegible] ان کی خوشبو خوشبو	حضرت اللہ یار خانؒ	17
4	دین اور مذہب میں فرق	امیر محمد اکرم اعوان	18
5	حقیقی ایمان کے تقاضے	پروفیسر عبدالرزاق	25
6	بے مثال لوگ	امیر محمد اکرم اعوان	26
7	کلام شیخ	سیماب اویسی	29
8	مقلد اور غیر مقلد	پروفیسر عبدالرزاق	31
9	فیضان رسالت	امیر محمد اکرم اعوان	35
10	دی کنفیوژ ڈ نیشن	جاوید چودھری	40
11	من الظلمت الی النور	حافظ ولی الرحمٰن کانشوی	43
12	انٹرویو امیر محمد اکرم اعوان	جاذب سہیل / ریاض اختر	46
13	[illegible] کے جواب میں خط	سرفراز حسین	53
14	نفاذِ اسلام اور ہم	الطاف قادر گھمن	61
15	[illegible] کیسے ہوتے ہیں	بشریٰ اعجاز	63

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پاؤنڈ	130 سٹرلنگ پاؤنڈ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس ـ دار العرفان، عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ، ریلوے کالونی، فیصل آباد ـ فون 542284

ناشر پروفیسر حافظ عبدالرزاق انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس ـ ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور ـ فون 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسرار التنزیل

امیر محمد اکرم اعوان کے ایمان افروز قلم سے لکھی گئی تفسیر "اسرار التنزیل" قرآن پاک کی روح کو سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ تصوف کے حوالے سے آیات کی تفسیر بڑے خوبصورت انداز سے کی گئی ہے۔ صاحب تفسیر نے بالکل سادہ انداز سے لکھا ہے۔ تفسیر کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

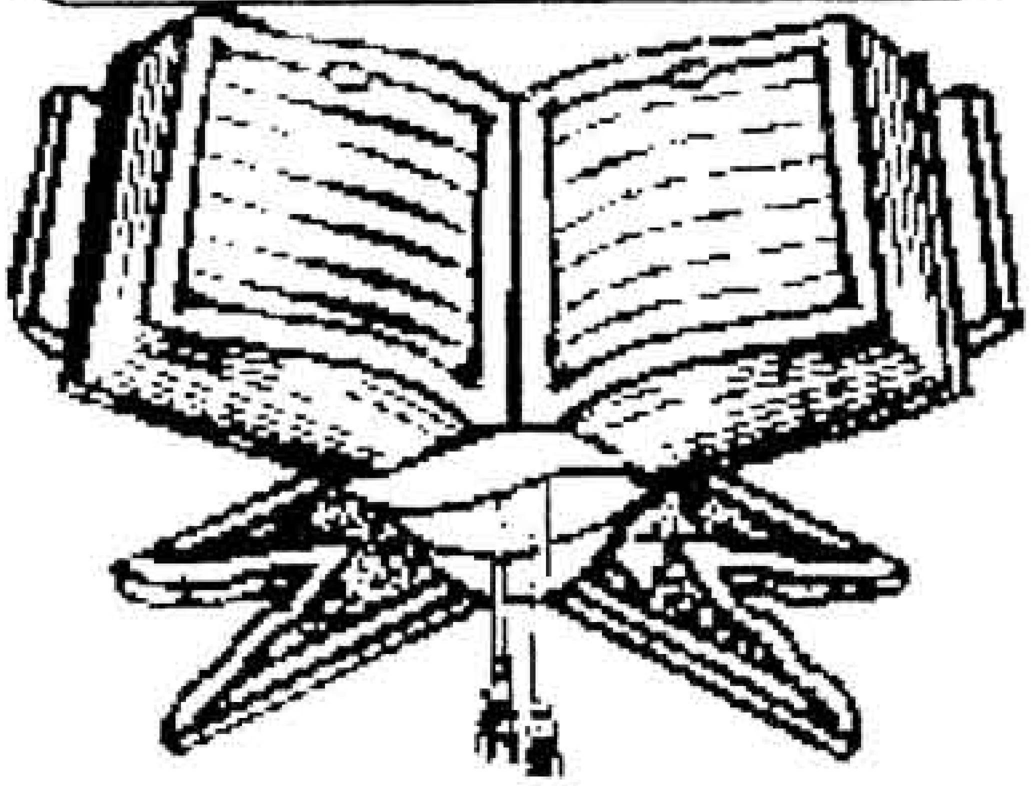

احسان

دوسرا حکم احسان کا ہے اور یہ حکم ہی سارے عمل کی روح ہے۔ احسان سے مراد کہ جو کردار ہو وہ کیفیات قلبی کا آئینہ دار ہو اور پورے خلوص سے عمل کیا جائے۔ محض دکھانے کو یا شہرت حاصل کرنے کو نہ کیا جائے۔ جیسا کہ حدیث احسان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ کیفیت نصیب نہ ہو تو یہ ضرور ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یعنی ہر عمل رب جلیل کے روبرو کیا جائے اور یہ کیفیت قلب کی ہوتی ہے۔ جس کے لئے مجاہدہ تو کیا جا سکتا ہے مگر عطا وہبی طور پر ہوتی ہے کہ یہ از قسم ثمرات ہے اور ثمرات ہمیشہ وہبی ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کریم کی طرف سے عطا فرمائے جاتے ہیں۔ یہی دولت صحبت نبویؐ سے تقسیم ہوئی۔ تعلیمات تو آپؐ نے زبانی ارشاد فرمائیں۔ مگر صحابی صرف وہ شخص بن سکا جسے فیض صحبت نصیب ہوا اور صحابیت کے طفیل انہیں یہ استحضار کا درجہ نصیب ہوا کہ ان کی زندگی اور موت ہر شے اللہ کے روبرو ہو گئی۔ یہی دولت شیخ کی صحبت سے مطلوب ہوتی ہے اور جوں جوں ترقی درجات نصیب ہوتی ہے۔ یہ کیفیت زیادہ ہوتی جاتی ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ جس قدر اضافہ اس کیفیت میں ہوتا ہے درجات و منازل بلند ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مجاہدہ کا تعلق اپنی ذات سے ہے کہ محنت سے اپنے قلب کی صفائی کرتا ہے اور شیخ کی صحبت کے اثر سے اس میں کیفیات پیدا ہوتی ہیں جو منتقل کرنا اللہ کا اپنا کام ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

فوجی حکومت کا ایک سال

12 اکتوبر 2000ء کو فوجی حکومت کو برسراقتدار آئے ایک سال ہو جائے گا۔ گزشتہ برس جب جنرل پرویز مشرف نے نواز شریف کو ہٹا کر ملک کے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھالا تو قوم سے اپنے پہلے باقاعدہ خطاب میں انہوں نے اپنے پروگرام کا اعلان کیا۔ اس پروگرام کے مطابق فوجی حکومت نے جو اہداف مقرر کئے ان میں قومی مورال کی از سر نو تعمیر' وفاق کو مضبوط بنانا' صوبائی رابطے کو فروغ دینا' قومی یکجہتی کی بحالی' معیشت کا استحکام اور سرمایہ کاروں کے اعتماد کی بحالی' قانون کی حاکمیت اور فوری انصاف کی فراہمی یقینی بنانا' ملکی دولت لوٹنے والے سے رقوم کی واپسی' قومی اداروں سے سیاست کا خاتمہ' اقتدار کی نچلی سطح پر منتقلی اور فوری اور غیر جانبدارانہ احتساب شامل تھا۔ چیف ایگزیکٹو نے اپنی پہلی نشری تقریر میں سرکاری اخراجات میں کمی اور قومی بچت بڑھانے جیسے اقدامات کرنے کا اعلان بھی کیا۔ چیف ایگزیکٹو نے اپنے پروگرام کو سات نکاتی ایجنڈے کا نام دیا۔ عوام نے فوجی حکومت کے اس ایجنڈے کا خیر مقدم کرتے ہوئے بہت سی امیدیں وابستہ کیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ اب ایک برس گزرنے کے بعد ماضی کے واقعات اور موجودہ حالات کی روشنی میں اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ حکومت اپنے ایجنڈے کی تکمیل میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔

حکومت نے معیشت مستحکم بنانے اور سرمایہ کاروں کے اعتماد کرنے کے لئے جو پروگرام ترتیب دیا اس سے ملک و قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا' بلکہ الٹا کئی سرمایہ کاروں نے اپنا سرمایہ بیرون ملک منتقل کرلیا ہے اور کئی ایک اس بارے میں سوچ رہے ہیں۔ ٹیکسوں کے فرسودہ نظام کی وجہ سے مہنگائی میں بے پناہ اضافہ ہوا اور ضروریات زندگی کی اشیاء عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہو چکی ہیں۔ حکومت نے معاشی استحکام کے لئے سرکاری اخراجات کم کرنے کا اعلان کیا تھا مگر اس کی کوئی مثال آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ وزیروں اور مشیروں کا انداز سابقہ دور کی طرح اب بھی شاہانہ ہیں۔ غیر ملکی قرضوں سے چھٹکارے کا نعرہ لگانے والی حکومت کے عہدیدار اپنے دعوؤں کے برعکس کشکول اٹھائے مزید قرضوں کے لئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے آگے پیچھے گھوم رہے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکمران بھی عالمی مالیاتی اداروں کی غلامی کرنے پر مجبور ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

فوجی حکومت سے عوام کی سب سے زیادہ توقع غیر جانبدرانہ اور کڑا احتساب تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ قومی دولت لوٹنے والے سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کا بلا امتیاز احتساب کیا جائے اور ان سے لوٹی ہوئی دولت نکلوائی جائے' وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حکومت عوام کی یہ توقع پوری کرنے میں بھی ناکام نظر آرہی ہے۔ اب تک ایک مخصوص طبقے کا احتساب ہی ہوا ہے اور اس سے بھی ملک و قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا' جس سے یہ تاثر پیدا ہوا ہے کہ حکومت احتساب کے نام پر اپنے مخالفین کے خلاف کارروائیاں کر رہی ہے جیسا کہ نواز شریف کے دور حکومت میں ہونے والے احتساب کے بارے میں کہا جاتا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہر اس فرد کے گرد گھیرا تنگ کیا جاتا جس نے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ملک کو نقصان پہنچایا لیکن ابھی تک کوئی بھی ایسا قابل ذکر کیس سامنے نہیں آیا جس میں کسی بیوروکریٹ کو سزا ہوئی ہو یا اس کی کرپشن سامنے آئی ہو۔ دوسری جانب لوٹ مار میں ملوث کئی افراد بیرون ملک فرار ہوگئے اور حکومت کے پاس انہیں واپس لانے کا کوئی اختیار نہیں۔

ایک سال کے دوران حکومت مہنگائی اور بے روزگاری پر قابو پانے میں بھی بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ خاص طور پر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے ہر شعبے میں مہنگائی کا طوفان امڈ آیا ہے۔ ان حالات میں قوم کا حکومت سے اعتماد اٹھ چکا ہے اور لوگ حکمرانوں کی کسی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حکومت کی ناکامی کے پیچھے سب سے زیادہ عمل دخل اس فرسودہ نظام کا ہے جس نے گزشتہ باون برسوں میں آنے والی ہر حکومت کو اپنے جال میں جکڑا ہے۔ چونکہ یہ نظام مظلوم کو تحفظ دینے کی بجائے ظالم کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی چاہے بھی تو اس نظام کے ہوتے ہوئے ملک و قوم کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔

ایک سال قبل چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے سات نکاتی ایجنڈے کا اعلان کیا تھا اور اب تک وہ اپنے ایجنڈے میں سے کسی بھی ایک نکتے پر کامیاب ہوتے دکھائی نہیں دے رہے اور نہ ہی مستقبل میں بہتری کی صورت دکھائی دیتی ہے البتہ ایک راستہ اب بھی کھلا ہے جو ملک و قوم کو گھمبیر مسائل سے نکال کر ترقی اور خوشحالی کی منزل تک لے جائے گا۔ ہم نے ایک سال قبل بھی انہی صفحات پر واشگاف الفاظ میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ اسلامی نظام کا نفاذ ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس میں ملک و قوم کی بھلائی ہے لیکن حکمرانوں نے اس جانب توجہ نہ دی۔ اگر اب بھی وہ اپنی ایک سالہ مایوس کن کارکردگی سے سبق سیکھتے ہوئے سات نکاتی ایجنڈے کو "نفاذ اسلام" کے یک نکاتی ایجنڈے میں تبدیل کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری ڈوبتی ہوئی ناؤ کو منزل مل جائے۔

محمد اسلم

www.naqshbandiaowaisiah.com

انسانیت کے مفاد کا تحفظ۔۔۔مگر اسلام کے تحت

قاضی حسین احمد نے دورہ امریکہ کے دوران فرمایا کہ ہمیں اگر حکومت ملی تو ہم امریکی اور مغربی مفادات کا تحفظ کریں گے۔ پہلی بات تو یہ کہ حکومت حق تعالیٰ سے مانگی جائے نہ کہ امریکہ سے۔ کیا خدائی اختیارات امریکہ بہادر کو منتقل ہو گئے ہیں؟ اور مفادات جو پاکستانی یا مسلمانوں کے مفادات سے ٹکراتے ہوں گے کیا ان کا تحفظ بھی قاضی صاحب اپنے ذمہ لے رہے ہیں۔ خدارا ایسی حکومت یا اقتدار پر لعنت بھیجیں جو ہمیں امت مسلمہ کے مفادات کے تحفظ سے روک کر امریکی مفادات کے تحفظ پر لگا دے۔

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
سالانہ اجتماع دارالعرفان
28-7-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ۔ وقال تبارک وتعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ۔ کتاب حکیم نے آیات مبارکہ کے ان دو جملوں میں سارے کا سارا اسلام سمو دیا ہے اور ان دو جملوں میں اتنی طاقت اتنا نور اتنا کمال رکھ دیا ہے کہ نسلوں کا کفر و شرک اور عمروں کی گمراہی، خلوص دل سے ایک دفعہ ان دو جملوں کو قبول کرنے اور دہرانے سے دور ہو جاتی ہے اور اگر اسی وقت اس بندے کی موت آ جائے، اسے نماز سیکھنے کی فرصت نہ ملے، رمضان کی کوئی ساعت نصیب نہ ہو، جہاد کے بارے سوچنے کی فرصت نہ ملے، عبادات کا تصور اور نیکی کا تصور ابھی تک اس کے پاس نہ ہو، خلوص دل سے یہ دو جملے زباں سے ادا کرے اور دل سے تصدیق کرے اور اسی وقت موت آ جائے تو اجماعاً تمام مسلمانوں کے نزدیک وہ قطعی جنتی ہے اگر چہ اس کی سابقہ زندگی کفر و شرک میں بسر ہوئی ہو، اس کی سابقہ زندگی دین سے دور اور گمراہی میں بسر ہوئی ہو لیکن ایک آن ایک لمحے کا یہ سفر ایک بار دو جملوں کو دہرا لینا ایک بار ان کی دل سے تصدیق کر لینا زندگی بھر کے گناہوں خطاؤں اور زندگی بھر کی گمراہیوں کو اور ان کی بنائی ہوئی ساری ظلمتوں کو اس سے دور کر کے اس کے سینے کو تجلیات باری کا مخزن بنا دیتی ہے مہبط بنا دیتی ہے۔ اسی لئے یہ باب الاسلام ہے اسلام میں داخلے کا دروازہ ہے اس جملہ مبارکہ کا سادہ سا عام فہم مفہوم یہ ہے کہ اللہ واحد و لاشریک غیر مشروط عبادت کے لائق ہے، غیر مشروط اطاعت کے لائق ہے۔ بغیر کسی شرط کے بغیر کسی بات کے، بغیر کسی حیل و حجت کے اس کی شان ایسی ہے کہ اس کی بلاچون و چراں اطاعت کی جائے۔ یہ بات کس نے بتائی آپ کیسے جانتے ہیں اور اگر اطاعت کی جائے تو کیا ہو گی اطاعت الٰہی کیا ہے اور اس کی نافرمانی کیا ہے اب دو سوال پیدا ہو جاتے ہیں کہ اتنی بڑی بات یہاں تو ہر دوسرا بندہ خدائی دعوے دار ہے یہاں تو انسان تھوڑے ہیں اور بت زیادہ ہیں ہر حاکم ہر سلطان ہر فرماں روا اپنی حکومت اپنی شہنشاہیت اپنی بادشاہی اپنی خدائی کا دعوے دار ہے۔ تو اتنی بڑی بات کہ ایک طرف کروڑوں لوگ یہ دعویٰ لئے کھڑے ہیں کوئی کہتا ہے میں خدا ہوں کوئی کہتا ہے میرا یہ بت خدا ہے کوئی کہتا ہے فلاں خدا ہے فلاں خدائی طاقت ہے تو ان سب پر آپ خط تنسیخ پھیر رہے ہیں سب کو آپ ایک قلم سے اڑا رہے ہیں تو اتنی بڑی بات آپ کو اتنا یقین کس نے دلا دیا ہے کہ آپ سارے لوگوں کی باتوں کو رد کر کے اس ایک بات پہ آ گئے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسری ایسی ہستی نہیں جس کی اطاعت بلاچوں و چراں کی جائے فرمایا یہ بات بتاتی ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے، وہ ہستی جو اصدق الصادقین ہے۔ اور جس پر اس کے دشمنوں نے دنیا بھر کے الزامات لگائے لیکن یہ الزام بھی نہ لگا سکے کہ اللہ کا یہ بندہ جھوٹ بولتا ہے اپنوں کی شہادت تو اپنوں کی ہوتی ہے۔

کفار مکہ نے ایک دفعہ سرکردہ لوگوں کا ایک اجتماع رکھا جس میں یہ بات زیر بحث آئی کہ لوگوں کا مکے میں حاضری کا موسم آ رہا ہے، عہد جاہلیت کے حج کا موسم آ رہا ہے بازار لگیں گے منڈیاں لگیں گی، میلہ لگے گا لوگ آئیں گے مکے کی زیارت کو تو یہ بات جو بھی سنے گا پہلے تو یہ بات اہل مکہ اور گرد و نواح کے درمیان تھی۔ لیکن اب تو پورا عرب جمع ہو گا اب تو یہ بات پورے عرب میں پھیل جائے گی اور ہم میں سے ہر بندہ کئی الگ راگ آلاپے گا، آپ ﷺ کے خلاف جو زبان کھولے گا وہ کوئی الگ الزام لگائے گا تو اس طرح لوگ کہیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو تم خود کسی ایک بات پہ متفق نہیں ہو تو کوئی ایک بات طے کر لی جائے جو ہر آنے والے کو ہم بتا سکیں تو اس تجویز پر مختلف آراء آئیں۔ کسی نے کہا ہم کہہ دیں گے شاعر ہے کسی نے کہا ہم کہہ دیں گے حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ محفل رد کرتی گئی مختلف دلائل کے

ساتھ۔ اب اس کی تفصیل میں پڑ جائیں تو بات لمبی ہو جائے گی جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا کہ سادہ سی بات ہے تم کہہ دو یہ بندہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ عام سی بات ہے ایک ایسی بات پہ ڈٹ جاؤ کہ جو یہ کہتا ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے تو مشرکین کے روساء جو وہاں جمع تھے انہوں نے بیک زبان کہا کہ اس طرح کا بکواس نہ کرنا ورنہ تم جھوٹے کہلاؤ گے۔ یہی تو ایک بندہ ہے جس کے بارے میں کوئی یہ نہیں بول سکتا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ یہاں پیدا ہوئے اور یہ بتالیس چالیس سال یہاں ہمارے ساتھ رہے' اختلاف تو اب آ کر شروع ہوا اگر اس اعلان نبوت سے پہلے بچپن سے لیکر کہولت تک' چالیس سال تک ہم ایک جملہ جھوٹ ثابت نہیں کر سکتے تو آج کیسے کہہ دیں گے یہ جھوٹ بولتا ہے۔ کیا لوگ اتنے بے وقوف ہیں کہ وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ یہ ایک اتنے سچے بندے پر جھوٹا ہونے کا الزام لگانے والے خود جھوٹے ہیں یعنی یہ مجبوری تھی کافروں کی کہ وہ ایسا نہیں کہہ سکتے تھے۔ اور بالآخر اتفاق اس پہ ہوا کہ یہ ایک ایسا کام سکھاتا ہے جس سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے بھائی بھائیوں سے جدا ہو جاتا ہے میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے یہ کوئی نئی بات سکھاتا ہے اس لئے اس سے بچو۔

تو میرے بھائی اللہ نے فرمایا کہ جب یہ بات آئے اور یہ سوال پیدا ہو تو بتاؤ کہ یہ بات اللہ کے اس بندے نے بتائی جو اصدق الصادقین ہے جس کے ساتھ کا دوسرا کوئی سچا تلاش کرنا ممکن نہیں۔ اللہ کے سارے نیک بندے سچے ہوتے ہیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سارے معصوم عن الخطا اور صادق ہوتے ہیں لیکن

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض۔

سب اچھے ہیں بعض اچھوں میں بھی بہت اچھے ہیں۔ اور سب کے سردار ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ اب اگر آپ ﷺ نے یہ بات بتائی تو یہ آپ ﷺ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ آپ ﷺ ہی بتائیں کہ اللہ کی رضامندی کس میں ہے اور اللہ کی ناراضگی کس میں ہے۔ میں آپ' مولانا' پیر صاحب' نیک پارسا' جو بات بتائے گا وہ حضور ﷺ کی بات ہمیں بتائے اپنی طرف سے آج تک کوئی مجاز نہیں ہے کہ جس کام کو اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی اطاعت نہیں کہا وہ اسے اطاعت کہہ سکے یا جسے حضور ﷺ نے اطاعت کہا ہے' کہے اب اس کی ضرورت نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ نہ تب تھا نہ اب ہے اور نہ جب تک حضور ﷺ کی نبوت ہے تب تک ممکن ہو گا۔ آپ ﷺ کی نبوت کی حدود کیا ہیں؟ جب تک دنیا آباد ہے اور کوئی متنفس یہاں سانس لیتا ہے اس کے لئے اللہ کا نبی ہے محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہ اس کی قسمت کہ وہ ایمان لاتا ہے یا انکار کرتا ہے وہ مومن ہے یا کافر۔

امت کے دو حصے ہیں امت دعوت مومنہ اور امت دعوت کافرہ۔ جس نے دعوت کا انکار کیا وہ کافر تو ہوا لیکن کوئی دوسرا دروازہ نبوت کا اس کے لئے موجود نہیں ہے۔ اب یہ جو امت دعوت کافرہ ہے اور جو امت دعوت مومنہ ہے تو بڑا فاصلہ ہو گیا ان میں۔ یہ کہتے ہیں اللہ واحد لاشریک ہے انہوں نے گھر گھر بت بنا رکھے ہوئے ہیں یہ کہتے ہیں عدل وہ ہے جو اللہ فرمائے وہ کہتے ہیں نہیں ہم نے مل کر ایک قانون بنایا ہوا ہے وہ عدل ہے یہ تو جہالت ہے جو تم کہتے ہو۔ امت دعوت مومنہ کہتی ہے کہ معاش کا ایک نظام رب العالمین نے دیا ہے جو تمام نوع انسانی کے ہر فرد کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ کہ کسی کو کس طرح سے دولت حاصل کرنے کا کتنا حق ہے اور دوسرے کے حقوق کی حدود کیا ہیں۔ اب دوسرا معاشرہ جو دعوت کافرہ ہے وہ کہتا ہے نہیں بھئی یہ کام قابل عمل کہاں ہے' ہم نے ایک اصول بنایا ہے جس میں دولت زیادہ سمائی جا سکتی ہے پیسہ زیادہ آ سکتا ہے اس میں زیادہ آسانیاں ہیں وہ صحیح ہے۔ تو کیا امت دعوت مومنہ جو ہے اس کے پاس گنجائش ہے کہ وہ امت دعوت کافرہ کی ان باتوں کو قبول کر لے اور اپنا ایمان بھی سلامت رکھے۔ اس بات کا فیصلہ کرانے کے لئے ہمیں اسلام کے اس عہد میں جانا چاہئے جب جہاد فرض نہیں تھا' جب مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں تھی اور وہ کوئی ایک دن دو دن کی بات نہیں ہے۔ اعلان نبوت سے تیرہ برس کی طویل داستان ہے جس کا ایک ایک لمحہ کسی قیامت سے کم نہیں ہے تیرہ برس کا طویل سفر ہے جس کا ایک ایک قدم دنیا بھر کے سارے مصائب سے بھاری ہے۔ جس میں خاندانوں سے لوگ نکالے گئے' گھروں سے نکالے گئے' معاشرے سے مقاطع کر دیا گیا' یہ وقت آیا کہ پرانے چمڑے جلا کر ان کی راکھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پھانکی اور پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے پانی پی لیا لیکن کافرانہ نظام کے ساتھ سمجھوتہ قبول نہیں فرمایا۔ زبانی رد کا حکم تھا زبانی رد فرماتے رہے اور اسی رد سے ناراض ہو کر بلکہ یہ لمحہ بھی آیا کہ مشرکین مکہ نے گھبرا کر یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ کو اگر حکومت چاہئے تو ہم تمام عرب کے قبائل کو جمع کر کے آپ ﷺ کو عرب کا فرماں رواں بنا دیتے ہیں آپ ﷺ کو اگر دولت چاہئے تو ہم اتنی جمع کر لیں گے کہ عرب میں کسی کے پاس نہ ہو آپ ﷺ کو اگر کسی سردار کسی رئیس کی بیٹی سے شادی کرنا مطلوب ہو تو ہم حسین ترین بیٹیاں سرداروں کی اور روساء کی پیش کر دیں گے جو آپ ﷺ پسند فرمائیں اپنی زوجیت میں لے لیجئے اس کے بدلے کیجئے صرف اتنا' اپنا دین مت چھوڑیئے اپنی عبادت مت چھوڑیئے اپنا طرز زندگی مت چھوڑیئے لیکن جو ہم کرتے ہیں اسے غلط کہنا چھوڑ دیجئے۔ اپنا کام آپ کیجئے پہلے بھی تو مکے میں کتنے مذاہب ہیں ہر کوئی اپنی عبادت کرتا ہے۔ عبادات ہم اپنی کرتے ہیں آپ ﷺ اپنی کریں ہم اپنے دین پہ ہیں آپ اپنے پہ رہیں لیکن معاملات جو ہیں مکے میں پہلے کسی میں اختلاف نہیں ہے۔ یہودی ہیں نصاریٰ ہیں مشرکین ہیں بتوں کے پجاری ہیں جنوں کی پوجا کرنے والے ہیں آتش پرست ہیں ستاروں کے پجاری ہیں' فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر پوجنے والے ہیں' دنیا میں جہاں جہاں جو مذہب ہے اس کا کوئی نہ کوئی ذرہ یہاں مل جاتا ہے چونکہ عرب روئے زمین کے سفر کرتے تھے کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی لے آتا یہ سارے مذاہب عبادت اپنی کرتے عقیدہ اپنا رکھتے لیکن معاشرتی معاملات میں ہم سب مل جل کر رہتے ہیں ہمارا حلال حرام ایک ہے ہماری عدالتیں ایک ہیں ہمارا انصاف ایک ہے ہمارے لین دین اور بیع وشراء ایک ہے آپ ﷺ اس میں رخنہ نہ ڈالیں ہمارے بیع و شراء کو غلط نہ کہیں ہمارے طریق عدالت کو باطل نہ کہیں ہمارے معبودان کی بطلان کی بات نہ کریں۔ آپ ﷺ اپنے رب کی پرستش کریں ہم اپنے کی اور شہر میں ہم سب امن وسکون سے مل کر رہیں گے بھلا امن کا داعی محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کون ہوگا۔ وہ وجود مسعود جسے رب العالمین فرماتا ہے وما ارسلنک الا رحمتہ العلمین۔ اللہ جل شانہ رب العالمین ہے جہاں اللہ کے سوا کوئی مخلوق جاندار یا بے جان ہے وہ عالمین میں شامل ہے سوائے اللہ کی ایک ذات کے باقی سارے جہان وہ کتنے ہی سارے عالم وہ کتنے ہیں ساری کائناتیں وہ کتنی ہیں عالمین میں شامل ہیں۔ جہاں جہاں تک اللہ کی ربوبیت ہے وہاں تک محمد رسول اللہ ﷺ کی مصطفائی ہے۔ آپ ﷺ کی رحمت ہے اللہ کی رحمت ہیں آپ ﷺ ان سارے جہانوں کے لئے بھلا ان سے بڑا امن پسند کون ہوگا فرمایا امن تو میرا مشن ہے لیکن حق اور باطل کا سمجھوتہ امن نہیں فساد ہے۔ جسے تم امن کہتے ہو یہ فساد ہے یہ امن نہیں ہے۔ امن یہ ہے کہ اگر تم ہماری بات نہیں ماننا چاہتے' ہمارا طریق انصاف نہیں ماننا چاہتے' ہمارا طریق معاشرت نہیں قبول کرنا چاہتے' ہمارا بیع و شراء کا طریقہ تمہیں پسند نہیں ہے تم پھر ہم اپنا اختیار کریں گے تم اپنا اختیار کرو۔ یہاں دو قسم کے لوگ ہوں گے تمہارا انصاف الگ ہوگا ہمارا انصاف الگ ہوگا تمہارا جائز و ناجائز الگ ہوگا ہمارا جائز و ناجائز الگ ہوگا اس لئے فرمایا تم خود باتیں بناتے ہو تو تم تبدیل بھی کر سکتے ہو میں اپنے آپ کوئی بات نہیں گھڑتا مجھے اللہ کی وحی آتی ہے اسے تبدیل کرنا میرا کام نہیں ہے رب العالمین کا کام ہے وہ کسی حکم کو منسوخ کر دے اس کی جگہ نیا بھیج دے تو اس میں اسے میرے مشورے کی ضرورت بھی نہیں ہے یہ اس کا کام ہے اور یہی شان الوہیت ہے کہ نہ وہ کسی کے مشورے کا محتاج ہے نہ کسی کی حمایت کا محتاج ہے نہ کسی کی اطاعت کا محتاج ہے نہ عدم اطاعت سے اس کی شان میں کوئی سرِ مو فرق آتا ہے۔

اب اس کا ردعمل بڑا شدید تھا اور یہ بات مت بھولئے کہ ابھی اسلام اور مسلمان گنتی کے لوگ صرف مکے میں تھے اور روئے زمین کا ہر باسی کافر تھا سوائے ان چند نفوس قدسیہ کے جو مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے تھے ابھی باہر اسلام کی خبر نہیں پہنچی تھی قیصر بھی کافر کی طاقت تھی کسریٰ بھی کفر کی طاقت تھی اور یہ دونوں طاقتیں اس زمانے میں آج کے امریکہ اور روس اور چین سے زیادہ طاقتور تھیں وہ زمانہ افرادی قوت کا تھا اور ان کے پاس بے پناہ افرادی قوت تھی بے پناہ وسائل تھے فوجی بھی مال بھی ہر طرح کے۔ صرف یہ دو نہیں دنیا کا ہر فرماں روا اور ان کے نفوس قدسیہ کے علاوہ خود مکے میں کیا مدینے میں کیا عرب میں کیا غیر عرب میں کیا دنیا کے دوسرے سرے تک صرف کفر کی تاریکی تھی۔ اب اتنے بڑے کفر کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے تھوڑا سا سمجھوتہ کر لیا جاتا فرمایا نہیں زندہ رکھنا نہ رکھنا یہ رب العالمین کا کام ہے سمجھوتے وہ کرتے ہیں جو بات اپنی طرف سے کرتے ہیں میں تو اپنی بات کر نہیں رہا مجھے نہ تمہاری سلطنت چاہئے یہ تو تم حکومت کی بات کرتے ہو آپ ﷺ کے ارشاد عالی کا مفہوم یہ ہے یہ سب باتیں تو ممکن ہیں جو تم کر رہے ہو اگر تم مجھے یہ یقین دلاؤ کہ تم

www.naqshbandiaowaisiah.com

آسمان سے چاند اور سورج اتار کر لے آؤ گے اور ایک میرے ایک ہاتھ پر رکھ دو گے دوسرا دوسرے ہاتھ پر رکھ دو گے میں تب بھی وہی کہوں گا جو میرا رب مجھے کہنے کا حکم دے گا۔ حضورﷺ کا ارشاد عالی یہ ہے کہ حکمران بنا دینا دولت جمع کر دینا یا شادی کرا دینا یہ تو ممکنات میں سے ہے انسان کے اختیار میں اللہ نے دیا ہے آسمان سے سورج تو آج تک کوئی نہیں لا سکا چاند کو نوچ کر کوئی نہیں لا سکا اور لا سکتا نہیں اگر تم یہ کہو کہ تمہیں یہ طاقت ہے کہ تم سورج اور چاند لا کر میرے ایک ایک ہاتھ پر ہتھیلی پر رکھ دو گے میں پھر بھی وہی کہوں گا جو رب العالمین کی وحی آتی ہے۔

اب اس کے بعد ہجرت فرمائی حضورﷺ نے۔ ہجرت کیا شوق سے مسلمانوں نے کی تھی؟ نہیں! عرصہ حیات تنگ ہو گیا تھا اور اللہ نے حکم دیا اجازت دی پہلی حبشہ کو ہوئی پھر مدینہ منورہ سے جانثار پہنچے انہوں نے دعوت دی حضورﷺ نے قبول فرمائی کیا خوش نصیب زمین تھی اور کیا خوش نصیب لوگ تھے۔ اہل مکہ ضد نہ کرتے اہل مکہ نور نبوت قبول کرتے بیت اللہ کے پہلو میں آج روضہ اطہرﷺ ہوتا مکے کا ثانی جہان میں کون ہوتا۔ ہجرت فرما کر مسلمانوں کی کمزوری ظاہر نہ ہوئی مکے کی محرومی ظاہر ہوگئی کہ آج

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اور میں اس مصرعے کو بدل کر پڑھا کرتا ہوں

نفس گم کردہ می آید ابوبکر و عمر اینجا

تو حضرات گرامی! جب فضائل کی بات علمائے حق لکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ روئے زمین میں سب سے اعلیٰ خطہ زمین وہ ہے جہاں بیت اللہ تعمیر ہوا اگر زمین میں فضائل تلاش کریں تو اہل اللہ کی مراکز منور ہیں اہل اللہ کی مساجد منور ہیں عبادت گاہیں اللہ کی جہاں اللہ واحد لاشریک کی عبادت ہوتی ہے وہ زمین پر ایسے ہیں جیسے آسمان پر ستارے۔ بہت مقدس جگہیں ہیں اسی زمین کے سینے پہ ان میں کوہ طور بھی ہے جہاں تجلی ذاتی ہوئی تھی جس نے پہاڑی چٹانوں کو سرمہ بنا دیا۔ وہ پہاڑ بھی ہے جس پہ کلیم اللہ بیٹھ کر اللہ سے باتیں کیا کرتے تھے۔ بہت اعلیٰ سے اعلیٰ جگہیں موجود ہیں لیکن وہ خطہ زمین جس پر بیت اللہ شریف تعمیر ہوا یہ اصل بھی ہے زمین کی اور ساری زمین سے افضل ترین خطہ ہے لیکن اس سے بھی افضل ایک خطہ ہے زمین کا ایک ٹکڑا ہے زمین کا وہ ٹکڑا جو وجود مسعود محمد رسول اللہﷺ سے مس کر رہا ہے اس کی عظمت اس خطے سے زیادہ ہے جہاں حضورﷺ آرام فرما ہیں اور زمین کا جو ٹکڑا وجود مسعود محمد رسول اللہﷺ سے مس رہا ہے اس کی فضیلت اس سے زیادہ ہے عرش و کرسی سے زیادہ ہے جنت سے زیادہ ہے۔ کائنات میں افضل ترین خطہ ہے اگر کوئی ٹکڑا ہے تو وہ وہ ہے جس سے محمد رسول اللہ کا وجود مسعود مس کر رہا ہے۔

اہل مکہ یہاں مار کھا گئے وہ بعد میں مسلمان بھی ہو گئے مکہ فتح بھی ہو گیا اسلامی قلمرو میں بھی آ گیا حضورﷺ کو ہمیشہ اپنے آبائی گھر کا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شوق بھی رہتا تھا دکھ بھی رہتا تھا محبت بھی تھی بیت اللہ کو قبلہ بنانے کے لئے رخ اطہرﷺ آسمان کو اٹھ اٹھ جایا کرتا تھا دل کہتا رہتا تھا اگرچہ زبان سے دعا نہ فرمائی لیکن قلب اطہرﷺ اللہ سے ضرور بات کرتا رہتا تھا۔ درخواست کرتا رہتا تھا اللہ کریم نے فرمایا ہم آپﷺ کا رخ اطہر بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں اسی لئے آپﷺ کا قبلہ آج سے۔ فول وجهك شطر المسجد الحرام۔ آج سے اپنا قبلہ مسجد حرام۔ اس لئے کہ آپﷺ کو بڑا شوق ہے بڑا پیار ہے بیت اللہ سے بڑا عشق ہے لیکن آپﷺ جتنی بھی دفعہ مکہ مکرمہ گئے آپﷺ نے نماز قصر فرمائی کہ میں تو ہجرت کر چکا ہوں میرا یہاں کچھ نہیں ہے میں تو مسافر ہوں میں تو مدینے سے آیا ہوں۔

ارے کیا وفا کا انداز ہے کہ مدینے والوں نے سینہ کھول کر رکھ دیا کہ حضورﷺ تشریف لائیے آپﷺ نے ہمیشہ کے لئے فرمایا میں مدینے والوں کا ہوں مکے میں نماز قصر فرمائی۔ آج ہم میں حنفیوں میں ہمارے اہل حدیث حضرات میں جو فرق ہے نماز قصر کا اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے پاس دلیل ہے کہ حضورﷺ نے عرفات میں منیٰ میں قصر پڑھی اس لئے ساڑھے سات میل فاصلہ ہے مکہ مکرمہ سے۔ مکہ مکرمہ حضورﷺ کا پیدائشی گھر تھا تو ساڑھے سات میل پر قصر جائز ہے حنفی کہتے ہیں کہ نہیں مکہ مکرمہ میں پھر حضورﷺ نے گھر نہیں بنایا جب نمازیں فرض ہوئیں آپﷺ جب بھی آئے آپﷺ نے مکہ شہر میں قصر پڑھی آپ کہتے ہیں عرفات میں قصر پڑھی۔ اور کسی صحابی نے اپنی

آج ہمارے دینی سیاسی رہنما فرماتے ہیں کہ اگر حکومت دینی جماعتوں کے پاس آجائے تو امریکی مفادات اور مغربی مفادات کا تحفظ کیا جائے گا

www.naqshbandiaowaisiah.com

زمین کا ایک ذرہ اپنے گھر کی ایک جھلک اپنی جائیداد کا کوئی قطرہ جب مکہ فتح ہوگیا تھا تو جو گھر صحابہ چھوڑ گئے وہ تو حکومت اسلامی انہیں دے سکتی تھی، کسی نے واپس نہیں لیا۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں چھوڑ دیا تھا اب اللہ ہی سے جا کر لیں گے وہ ہم نے کسی کو نہیں دیا وہ سارے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہاں قصر پڑھتے تھے کسی نے اپنا گھر واپس نہیں لیا اپنی جائیداد واپس نہیں لی اپنی دولت واپس نہیں لی۔ فتح مکہ کے بعد کسی کو ہجرت میں چھوڑی ہوئی چیز کا کوئی رائی کا دانہ نہیں ملا اور نہ کسی نے مطالبہ کیا اس لئے کہ وہ فرماتے تھے ہمارا گھر تو مدینہ ہے یہاں کچھ تھا تو ہم نے اللہ کے لئے چھوڑ دیا۔

لیکن اگر یہ کچھ تھوڑا سا سمجھوتہ ہو جاتا اور کفار سے یہ کہہ دیا جاتا کہ تمہارے مفادات کو بھی ہم ٹھیس نہیں پہنچنے دیں گے اب کچھ ہم بھی گزارا کر لیں تو ہجرت کی نوبت آتی؟ ضرورت ہی نہیں تھی۔ جہاد فرض ہونا چاہئے تھا پھر جہاد کس سے کرنا ہے۔ جہاد کا تو مفہوم ہی یہ ہے کہ کفر میں پھنسی ہوئی اللہ کی مخلوق کو، گمراہی میں جکڑی ہوئی اللہ کی مخلوق کو محنت کر کے کوشش کر کے اللہ کی اطاعت کے دائرے میں لایا جائے اور اگر کوئی ظلماً انہیں جکڑ کر رکھنا چاہے یا کوئی ظلماً ان پر مسلط ہو یا کوئی ظلماً مسلمانوں کو زک پہنچانا چاہے تو بنوک شمشیر اس کا دفاع کیا جائے یہی جہاد ہے۔ تو جب باہمی مفادات کے تحفظ کا معاہدہ ہو جاتا تو پھر جہاد کی کیا ضرورت تھی۔

حضرات! اسلام وہی ہے جو آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے' آپ ﷺ کا نقش قدم ہے۔ جس چیز کو حضور ﷺ نے کیا جس کو ہوتے دیکھ کر پسند فرمایا جس کے کرنے کا حکم دیا جسے سن کر قبول کر لیا یہ سارا اسلام ہے۔

حضور ﷺ نے سمجھوتے فرمائے کافروں کے ساتھ اور نبی ﷺ کے سمجھوتے وحی الٰہی کے تابع تھے۔ اعتراض بھی ہوئے صحابہ کرامؓ کو ناگوار بھی ہوئے اطاعت رسول اللہ ﷺ اور اطاعت الٰہی سمجھ کر خاموش ہو گئے ورنہ حدیبیہ کا معاہدہ کسی صحابی کو پسند نہیں آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے نبی ہیں فرمایا اللہ کا نبی ہوں' آپ ﷺ سچے نہیں ہیں میں سچا ہوں پھر آپ ﷺ دب کر معاہدہ کیوں کر رہے ہیں؟ فرمایا! تم نہیں جانتے جو رب جانتا ہے۔ جس معاہدے کو یہ سمجھا جا رہا تھا کہ اس میں مشرکین جو ہیں وہ بالادست ہیں اللہ کریم نے فرمایا۔

ان فتحنا لك فتحا مبينا۔ ارے یہ تو ہم نے تمہیں ان پر غلبہ اور فتح دے دی۔ یہ بے وقوف ہیں انہیں تھوڑا سا وقت گزار تو لینے دو یہ تو فتح کا اقدام ہے اور وہی ہوا مکہ فتح ہو گیا اور صلح حدیبیہ نے کتنے سال وقفہ دے دیا جس میں مسلمان اسلام پھیلا سکے لوگوں تک بات پہنچ سکی اور اسلام ایک قوت بن گیا اور جس دن مکہ مکرمہ کا رخ کیا لشکر اسلامی نے تو مکے میں سکت نہیں تھی کہ پھر حدیبیہ پر آ کر روکتا یا کسی مقام پر جا کر کیمپ لگاتا بلکہ مکے نے معذرت میں اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے سپرد کرنے میں عافیت سمجھی اور قربان جایئے اس مہربان رسول ﷺ کے' جس پر' جن لوگوں نے پتھر پھینکے گلیوں میں کانٹے بچھائے بیت اللہ میں داخلہ مشکل کر دیا اونٹ کی اوجھڑی کمر اقدس پہ لادی گردن عالی میں چادریں ڈال کر بٹ دی اتنی بٹی کہ آنکھ مبارک چشم ہائے مبارک ابل پڑیں' سارے سامنے کھڑے ہیں اور حضور ﷺ بیت اللہ شریف کے دروازے میں جلوہ فگن ہیں فرماتے ہیں اے مکے والو! اب بتاؤ تم کیا سوچتے ہو' میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا۔ کافروں نے بھی یہ کہا تھا انت کریم ابن الکریم تو تو ایک کریم کا بیٹا ہے اور کریم ہے ہم تو جاہل تھے جو ہم کرتے رہے یہ جہالت تھی تیری شان تو کرم ہے فرمایا میں آج تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی۔

لاتشريب عليكم اليوم اذهبو انتهم الطلقاء۔ جاؤ تم سب آزاد ہو تمہیں جنگی قیدی بھی نہیں بناتا تم جنگی قیدی بھی نہیں ہو آزاد ہو اور آج سے پہلے تمہارے کسی عمل پر گرفت بھی نہیں کرتا جو تکلیفیں ہمیں پہنچیں اللہ ہمیں ان کا اجر دے گا اس کے بدلے میں تمہیں ایذا نہیں دیتا لیکن عبادت صرف اللہ کی ہوگی اور عدالت وہ ہوگی جو اللہ چاہتا ہے بیع و شراء وہ ہوگی جس کا حکم اللہ نے دیا ہے خرید و فروخت وہ نہیں ہوگی جس پر تم سمجھوتے کرنا چاہتے تھے تمہاری نہیں ہوگی اسلام کے مطابق ہوگی۔ جان بخشی تو فرمائی نظام میں لچک پیدا نہیں فرمائی اس لئے کہ وہ نظام آپ ﷺ کا نہیں رب العالمین کا ہے آپ ﷺ تو وہ دریائے نور ہیں جو وہ نظام ہم جیسے خطاکاروں تک پہنچاتا ہے۔ وہ دریاء نور ہیں جس سے اللہ کی مخلوق اللہ کے انوارات سے سیراب ہوتی ہے اور اطاعت الٰہی کے جام بھر بھر کے پیتی ہے اس کے باہر تو کہیں یہ جام ملتا نہیں۔

حضرات میں نے ساری اتنی بات اس لئے کی کہ آج ہماری دینی سیاسی جماعتوں کے رہنما یہ فرما رہے ہیں کہ اگر حکومت' پاکستان میں دینی جماعتوں کے پاس آ جائے تو امریکی مفادات اور

مغربی مفادات کا تحفظ کیا جائے گا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہم کسی امریکی کے کسی مغربی کے مفادات کے محافظ نہیں ہم یہ معاہدہ کر سکتے ہیں کہ امریکہ یا مغرب والوں کا وہ مفاد جو مسلمانوں کے مفادات سے نہ ٹکراتا ہوا سے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہم ان کے مفادات کے دشمن نہیں لیکن مسلمانوں کا پاکستانیوں کا اہل وطن کا مفاد مقدم ہوگا اور اس کی حفاظت ہمارا دین ہے ہم ایسا کوئی سمجھوتہ قبول نہیں کریں گے دینی جماعتوں کو حکومت ملے یا نہ ملے ہماری بلا سے۔ ہماری کوئی بات سنے یا نہ سنے ہمیں شعب ابی طالب میں دھکیل دؤ ہم سے مقاطع کرلو اپنی دکانیں اپنی منڈیاں اپنی عدالتیں ہم پر بند کر دو جب تک اللہ نے چاہا ہم جی لیں گے جب تک رب نے زندہ رکھنا ہے ہم اسی ہوا میں سانس لیں گے اور تب تک اسی بات پر اصرار کرتے رہیں گے جس کے کرنے کا حکم محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔

امریکی مفادات کیا ہیں پہلے ایک بات میں آپ کو بتاتا ہوں امریکہ کے مفاد یہ ہیں کہ اس نے مشرق وسطیٰ میں خود جنگ چھڑوائی مسلمانوں میں اور عراق کا دشمن بن کر باقیوں کا محافظ بن کر پورے مشرق وسطیٰ پہ چھا گیا اب بوظہبی میں امریکی فوجیں ہیں دوبئی میں امریکی فوجیں ہیں شارجہ میں امریکی فوجیں ہیں خود سعودی عرب میں امریکی فوجیں ہیں ارض حرم پر امریکی یہودنیں اور یہودی موجود ہیں۔ امریکی مفاد یہ ہے کہ اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ سرزمین عرب سے اپنی تنخواہیں بھی لے رہا ہے اپنی خوراک بھی لے رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حجاز مقدس کی پاک سرزمین پر چودہ صدیاں بعد خنزیر کاٹے جارہے ہیں پکائے جارہے ہیں کھائے جارہے ہیں بدکاری عام ہے۔ شراب نوشی عام ہے امریکنوں کو تو کوئی نہیں روک سکتا اگر ان کے کیمپوں کے باہر نہیں ہے تو ان کے کیمپوں میں کسی کو شبہ ہے کیا وہ کیمپ حجاز مقدس کی پاک سرزمین پر نہیں ہیں وہ زمین جو نقوش کف پائے محمد ﷺ سے روشن ہے وہ زمین جس پر صحابہ کرام ؓ کا مقدس خون گرا وہ زمین جو دنیا کے بہترین انسانوں کا مسکن ہے مدفن ہے اب اگر امریکہ کو کہا جائے کہ تم اس مقدس سرزمین پر فوجیں لے کر کیوں بیٹھے ہوا اس کے مفاد کو ٹھیس پہنچتی ہے یہی جرم ہے

روئے زمین پر زمین کا وہ ٹکڑا جو وجود اطہر محمد رسول اللہ ؐ سے مس کر رہا ہے تمام کائنات سے افضل ہے۔ عرش کرسی اور جنت سے بھی زیادہ وہ افضل ہے

اسامہ بن لادن کا۔ اس نے کوئی امریکی قتل نہیں کیا بل کلنٹن کو ماں بہن کی گالی نہیں دی امریکہ کا کچھ چرایا نہیں ہے اس کا جرم یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اس مقدس زمین پر ہم مریں یا جئیں حکومت ایک خاندان کے پاس ہے یا کسی دوسرے کے پاس امریکہ دنیا بھر میں جمہوریت جمہوریت کرتا ہے ہے وہاں شہنشاہیت کا تحفظ کیوں کر رہا ہے۔ امریکہ ٹھیکے دار ہے کسی کی بادشاہی کا پھر عرب اپنے حکمرانوں پہ جان دیتے ہیں عرب کے حکمران ہمارے حکمرانوں کی طرح نہیں ہیں یہ ہم نے وہاں جا کر دیکھا ہے کہ عام آدمی کو بے شمار سہولتیں حاصل ہیں میں نے خود ابوظہبی میں دیکھا کہ حکومت سرکاری طور پر گاؤں کے گاؤں بہترین مکانوں پہ بنا دیتی ہے پانی پہنچا دیتی ہے بجلی لگا دیتی ہے آئندہ بل بھی فری کر دیتی ہے اور کہتی ہے مفت مکان لے لو ان میں رہو وہ ایسے عجیب لوگ ہیں وہ کہتے ہیں یار خیمے میں زندگی مزے دار ہے۔ گاؤں خالی پڑے ہیں۔ اب جن لوگوں کو ان کی حکومت سے اتنی سہولتیں ہوں انہیں اپنے حکمران بدلنے کی کیا تکلیف ہے وہ تو خود مطمئن ہیں اگر وہ لوگ بدلنا چاہئیں گے تو امریکہ اتنا ہی ساتھ دے گا جتنا اس نے شہنشاہ ایران کا دیا تھا اور ایران میں بھی تو ساری امریکی امداد موجود تھی اور شہنشاہ بھی تو امریکہ کا بغل بچہ تھا جب بھاگا تو امریکہ نے کہا کہ جناب ہماری زمین پہ مت رہو۔ کچھ چھ دن یا سات دن کے بعد نکال دیا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ جدھر پناہ ملتی ہے ہم یہ مصیبت سر نہیں لیتے۔ امریکی مفاد یہ ہے کہ اس کی بے شمار فوج کچھ خشکی پر کچھ حجاز مقدس کے پانیوں میں اپنے بحری جہازوں پر مسلمانوں کے خون پر پل رہی ہے۔ آپ اس امریکی مفاد کا تحفظ کریں گے تو پھر معاہدہ کرنے کا کیا فائدہ امریکہ کا پہلا مفاد تو یہ ہے۔

امریکہ کا دوسرا مفاد یہ ہے کہ یہاں سنت رسول ﷺ کی بجائے امریکی معاشرت رائج ہو جائے جو ہمارے برسر اقتدار طبقہ امراء میں موجود ہے جو ہمارے طبقہ امراء میں الا ماشاللہ کسی کو اللہ پناہ دے وہ الگ بات ہے حکمرانوں میں کوئی ضیاء الحق آجائے یہ ایک الگ بات ہے انفرادی بات ہے اکثریت یہاں جس بندے کو دو وقت کی روٹی مل جائے وہ منہ ٹیڑھا کر کے لقمہ چباتا ہے اور انگریزی

www.naqshbandiaowaisiah.com

بول کر دھاک بٹھاتا ہے۔ لباس انگریزی پہنتا ہے تہذیب انگریزی ہو جاتی ہے بچے انگریزی سکول میں پڑھاتا ہے اور عام آدمی کے ساتھ ہاتھ ملانا عار سمجھتا ہے۔

ہمارے سرحد کے گورنر صاحب مردان تشریف لائے تو نوشہرے رک کے بہت سے لوگوں سے ملے پشاور سے مردان تشریف لائے نوشہرے جو لوگ سڑک پر انتظار میں کھڑے تھے ان سے ملے تو مردان جب وہ اپنے سرکاری ریسٹ ہاؤس میں پہنچے تو سب سے پہلے پانی پینے سے پہلے کہنے لگے انگریزی میں کہ ٹھہرو مجھے نہا کر کپڑے تبدیل کرنے دو

Let me have a change I have shaken hand with so many dirty people.

میں نے بے شمار گندے لوگوں سے ہاتھ ملایا ہے۔ مجھے نہا کر کپڑے بدل لینے دو کہ میں نے بے شمار ڈرٹی اور گندے لوگوں سے ہاتھ ملایا ہے۔

امریکہ تو یہ چاہتا ہے کہ یہاں یہ تہذیب ہو اسی میں امریکہ کا مفاد ہے آپ اس میں ساتھ دیں گے اس کا؟ تو پھر کیا سمجھوتہ کہ امریکی مفادات اور امریکی مفادات کیا ہیں امریکہ تو یہ چاہتا ہے کہ امن کے نام پر دنیا میں اسی کا اسلحہ بکتا رہے اور ہر جگہ خانہ جنگی ہوتی رہے امریکہ کی ایم۔۱۶ آرمی کی رائفل ہے۔ ایم۔۱۶ آرمی کی فوج کی رائفل ہے اور دنیا کے جس ملک میں خانہ جنگی ہو رہی ہے وہاں کی تصویریں دیکھیں سب کے پاس ایم۔۱۶ ہے یہ وہ کہاں سے لیتے ہیں؟ امریکہ بیچتا ہے۔ اس وقت دنیا کے کم و بیش ایک سو اٹھائیس ممالک میں خانہ جنگی ہے جس میں سارا امریکی اسلحہ استعمال ہو رہا ہے۔ یہ امن قائم ہو رہا ہے؟ امریکہ کا یہ مفاد ہے کہ لوگ آپس میں لڑتے رہیں اور امریکہ کا اسلحہ خریدتے رہیں آپ اس کے مفاد کی حفاظت کریں گے۔ "نہیں"

امریکہ کا مفاد یہ ہے کہ غریب اور مفلس یکجا ہو کر مقابلے کی طاقت نہ بن جائیں۔ ہزار خرابیوں کے باوجود میری تقریر میرے بیانات اور میری زندگی اس بات پر گواہ ہے کہ میرا اور بھٹو ازم کا کبھی نبا نہیں ہو سکا۔ وہ بڑے عروج میں تھے تو بھی بے نظیر کی حکومت میں بھی اور ان کے زوال میں بھی میرے مسلک میں فرق نہیں آیا لیکن ایک کام جو ذوالفقار علی بھٹو نے کیا وہ یہ تھا کہ ساری ایشیائی قوموں کو اکٹھا کر کے ایک تھرڈ ورلڈ بنا دی۔ اب یہ پندرہ سولہ یا دس ممالک جب ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے تو ایک طاقت بنتی نظر آئی وہ مومن ہو یا کافر ہو لیکن دنیا میں اور ایک اور طاقت کے ابھرنے کا امکان پیدا ہو گیا۔ امریکہ کی ساری دوستی بھٹو سے ختم ہو گئی اس کی پھانسی تک امریکہ اسی بات پر ڈٹا رہا کہ اسے اب یہاں سے ہٹا دو۔ امریکہ کا مفاد تو یہ تھا کہ کوئی اس کے مقابلے میں سر نہ اٹھائے کیا آپ اس کی حفاظت کریں گے۔ "نہیں" تو پھر یہ آپ علماء کس بات کے معاہدے کرتے ہیں۔ پھر ان دینداروں کو بتاؤ کہ ہم مفادات کا تحفظ کریں گے امت محمد ﷺ کا جو محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کے مفاد ہمیں جان سے عزیز ہیں۔ امریکہ اپنے مفادات میں ترمیم کرے جہاں وہ امت مرحومہ سے ٹکراتے ہیں وہاں سے ذرا بچ کر نکل جائے۔ ہمیں امریکہ کو گالی دینے پتھر پھینکنے کا حکم اللہ نے نہیں دیا۔ ہمارا کوئی یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم امریکہ کو تباہ کر دیں امریکہ کو گالیاں دیں امریکہ کو ہم کیوں برا کہیں اگر وہ برا ہے تو اسے اللہ برا کہتا ہے اسے قرآن برا کہتا ہے لیکن ہم تو اسے بھی دعوت دینے والے ہیں کہ آؤ اللہ کی اطاعت قبول کر لو تم بھی جہنم سے بچ جاؤ اور جنت حاصل کر لو ہمیں کیا مصیبت ہے کہ ہم اس سے ٹکر لینے کو پھرتے ہیں لیکن اس کے مفادات کا تحفظ ہماری ذمہ داری تو نہیں ہے یہ ہم سے نہیں ہوگا۔

مغربی مفادات کیا ہیں؟ مغربی مفادات یہ ہیں' آپ کے سیالکوٹ میں جو صنعت ہوتی ہے میں نے ایک دفعہ کچھ چیزیں برآمد کیں اور اس سلسلے میں مجھے کچھ چیزیں دیکھنے کا موقع ملا۔ تو یہ شعبہ بھی ہم نے دیکھا بعد میں فرصت ہی نہیں ملی وہ شعبہ ہی بند کر دیا برآمد چھوڑ دی فرصت ہی نہیں تھی کام سے اس طرف اتنے مصروف ہو گئے لیکن ایک دفعہ یہ شعبہ شروع کیا کچھ چیزیں برآمد کیں بھی۔ تو اس میں ہم نے یہ دیکھا کہ بہت قیمتی جراحی کا سامان پاکستان میں تیار ہوتا ہے اور دنیا میں استعمال ہوتا ہے ایک چاقو اپریشن کرنے کا ایک کٹر جس طرح ناخن اتارنے کا ہمارا وہ نائیوں کے پاس ہوتا ہے نیہرون اس طرح کا ایک کٹر ہوتا ہے ڈاکٹروں کا جس سے وہ انسانی بدن کھولتے ہیں سیالکوٹ کا بنا ہوا۔ سیالکوٹ میں بنانے والوں کو جو میٹریل بھی لگاتے ہیں محنت بھی کرتے ہیں اس کی قیمت ملتی تھی دو ڈالر یہ آج سے بہت عرصہ پہلے کی بات ہے دس بارہ سال پہلے کی بات ہے۔ دو ڈالر میں یہاں سے امریکہ جاتا تھا اور امریکہ میں اس پر صرف امریکہ یا جرمنی میں جا کر صرف جرمنی لکھا جاتا تھا۔ جرمنی بھی جاتا تھا۔ امریکہ بھی جاتا اس پر اتنا وہ کام کرتے تھے اس کے بنانے والوں کو اس پہ انہیں مہر لگانے کی اجازت نہیں تھی ان کی ایکسپورٹ میں یہ شرط تھی کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

تم بنا کر بھیج دو جرمنی والے اس پر میڈ ان جرمنی امریکہ والے اس پر میڈ ان یو۔ایس۔اے یہ صرف سٹمپ (مہر) لگاتے تھے اور ان دنوں وہ چھتیس ڈالر کا واپس آ کر سعودی عرب میں بکتا تھا میٹریل لگانے محنت کرنے بنانے کے دو ڈالر اور اپنا ٹھپہ لگانے کے چونتیس ڈالر وہ لیتے تھے۔ یہ مغرب کا مفاد ہے نا جرمنی کا مفاد ہے انگلینڈ کا مفاد ہے امریکہ کا مفاد ہے آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں اس کی حفاظت کریں گے۔ ''نہیں'' بھئی ہم سے تو بن پڑا تو ہم تو کہیں گے۔ ان سے کہ خدا کے بندو آپ دو کی بجائے ہم سے دو ہی کالے لو ہمیں تین نہ دو لیکن ان کو چھتیس مت دو۔ ہمیں جو دو مل رہے ہیں دو ہی دو۔ تین نہ دو لیکن یہ چونتیس ان کو کیوں دے رہے ہو ان کے مفاد پر تو زد پڑے گی۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ اپنے ان رہنماؤں کو سمجھائیے اس بات کو عام کیجئے۔

کشمیر میں جہاد ہو رہا ہے اور انشاءاللہ العزیز جب تک کافر کے پنجہ استبداد میں ہے وہاں جہاد فرض عین ہے خود کشمیریوں پر اور ان کی جتنی کمزوریاں ہیں ان کو پورا کرنا فرض کفایہ ہے دنیا کے ہر مسلمان پر یعنی جہاد کی فرضیت ایسی ہے کہ جو وہاں موجود ہیں ان پر فرض عین ہے اگر وہ کمزور پڑ رہے ہیں پھر ہم جو ساتھ ہیں اگر وہ گزارا کر رہے ہیں کچھ کمزوریاں ہیں وہ کمزوریاں پوری کرنا ہم پر فرض کفایہ ہے لیکن اگر وہ بالکل نہیں کر سکتے تو پھر ہم پر فرض عین ہو جائے گا تب تک فرض کفایہ ہے جب تک وہ خود لڑ رہے ہیں لیکن وہ کمزور ہیں اور ہمیں ان کی مدد کرنا' کیا ہے؟ فرض کفایہ ہے۔ ہر شہری پر فرض نہیں ہے جو کر سکتا ہے وہ مدد کرے تو سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے یہ ہوتا ہے فرض کفایہ لیکن اگر وہاں سرنڈر ہو جائے کوئی بھی کشمیری جہاد کے قابل نہ رہے تو ہم پر فرض عین ہو جائے گا کیونکہ مظلوم اور بے کس مسلمانوں کو کفار کے قبضے سے نجات دلانا ہے۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لئے کیوں نہیں لڑتے اس لئے کہ وہ خود نہیں لڑ رہے ہندوستان میں کشمیر سے زیادہ مسلمان ہیں جو مسلمان خود ہندوستان میں ہیں ان کی تعداد کشمیر سے کئی گناہ زیادہ ہے اس کے لئے ہم کیوں نہیں لڑتے اس لئے کہ وہ خود نہیں لڑ رہے جب وہ خود وہاں مطمئن ہیں ہم لڑنے کیوں جائیں کشمیری جہاد کر رہے ہیں کشمیری کہتے ہیں ہمارا حق ہے ہندوستان والے اقلیت میں ہیں کمزور ہیں

آپؐ نے فرمایا میرا مشن امن ہے لیکن حق و باطل کا سمجھوتہ امن نہیں فساد ہے

تھوڑے ہیں وہ اپنے حقوق کا تحفظ کریں لیکن کشمیر میں تو ہماری اکثریت ہے ہم پر کافر کیوں مسلط ہے وہ جہاد کر رہے ہیں اگر ان میں کمزوریاں ہیں تو فرض کفایہ ہے ہم پر اگر وہ بالکل رہ جائیں تو ہم پر فرض عین ہو جائے گا یہی حال افغانستان کا فلسطین کا ہے۔

یہاں جہاد کیوں فرض ہے نظام کافرانہ ہے جس نے انہیں جکڑا ہوا ہے کافرانہ نظام نے مسلمانوں کو جکڑا ہوا ہے اتنی گنجائش نہیں دیتا کہ وہ شرعی طریقے سے خرید و فروخت کر سکیں ان کے مقدمات کا فیصلہ اسلام کے مطابق ہو سکے ان کی بود و باش اور زندگی کے حلال و حرام اسلام کے مطابق انہیں نصیب ہوں اس لئے جہاد فرض ہے یہی وجوہات ہیں نا۔ پاکستان میں آپ کے پاس عدل اسلامی ہے؟ آپ کے پاس معاشرت اسلامی ہے؟ آپ خرید و فروخت اور لین دین اسلامی طریقے سے کر سکتے ہیں؟ نہیں! تو پھر یہاں بھی جہاد فرض ہے اور اگر یہاں نہیں فرض تو پھر کشمیر میں فلسطین میں اور افغانستان میں بھی فرض نہیں ہے۔ چلو روس تھا جہاد فرض تھا روس چلا گیا اب کس بات کا جہاد ہے اب بھی لڑائی اس بات کی ہے کہ وہاں مغربی طرز کی حکومت ہو یا شریعت محمدیہ کے مطابق حکومت بنائی جائے۔

آج ہمارے دینی رہنما یہ کہیں کہ ہمارا اسامہ بن لادن سے کوئی تعلق نہیں ہمارا طالبان حکومت سے کوئی تعلق نہیں پاکستان میں اگر دینی جماعتوں کو حکومت ملی تو وہ طالبان طرز کی نہیں ہوگی تف ہے ایسی سوچ پر۔ اس لئے قیادت دی تھی قوم نے آپ کو۔ اس لئے سیادت دی۔ میں کسی فرد کسی ذات کی بات نہیں کرتا ذاتی طور پر لوگ مجھ سے نیک ہوں گے پارسا ہوں گے اچھے ہوں گے عالم زیادہ ہوں گے لیکن میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ الاخوان انشاءاللہ العزیز صرف مسلمانوں اور پاکستان کے مفاد کی ذمہ دار ہوگی امریکہ اپنے مفادات پر نظر ثانی کرے جہاں سے وہ مسلمانوں کے مفادات سے ٹکراتے ہیں وہاں سے امریکہ ہٹ جائے ہمارا اس کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں اگر ہٹے گا نہیں تو ہم امریکہ سے ٹکرائیں گے ''انشاءاللہ''

فتح و شکست نصیبوں پہ ہے ولے اے امیر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

ہم انشاءاللہ اسلام کی تاریخ لکھیں گے ہم تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

ان بزرگوں کو دیکھ رہے تھے کہ انہیں روز طوفان آیا ہوا ہے حکومت ہمارے سپرد کرو ہمارے سپرد کرو چلو انہیں بادشاہی کر لینے دو اگر یہی اسلام نافذ کر دیتے ہیں تو ماشااللہ ہم تو کہتے ہیں پرویز مشرف صاحب کیوں اسلام نافذ نہیں کرتے۔ ہم تو ان کے بھی ساتھ ہیں ہم نے تو نواز شریف سے بھی کہا تھا کہ اسلام نافذ کرو ہم نے تو بے نظیر سے بھی کہا تھا کہ بی بی ہمیں زنانہ اسلام بھی قبول ہے نافذ تو کرو۔ اسلام کی طرف آؤ تو سہی لیکن مسلمانوں کو امریکہ کا دست نگر نہیں بننے دیں گے۔ امریکہ یہ غلط فہمی چھوڑ دے کہ کسی دو تین لیڈروں کو بلا کر ان کی مٹھی چاپی کر کے ان سے بیان دلوالے۔ یہ بیان اس لیڈر کے ذاتی ہوں گے یہ قوم کی آواز نہیں ہیں یہ قوم اور اس کا ایک ایک فرد اللہ کی الوہیت پر جان دے گا ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ سنت رسول ﷺ پہ گرے گا ہم اسلام اور مسلمان اور پاکستان کے مفاد کا تحفظ کریں گے ہم کسی ایرے غیر کے مفاد کے چوکیدار نہیں ہیں ہر قوم کو اپنے مفادات کے تحفظ کا حق حاصل ہے لیکن ہر ایک کے مفادات کی ایک حد ہوتی ہے جہاں اس کے مفادات ہمارے مفادات سے ٹکرائیں گے ہم جہاد سے اپنے مفادات کا دفاع کریں گے اور اگر امریکہ جہاد نہیں چاہتا تو وہ اپنے مفادات کی حد بندی کرے۔ امریکی کی فوج حرم میں رکھنے کی ضرورت کیا ہے ہر ملک اپنی فوجیں اپنے گھر کیوں نہیں رکھتا۔ امریکہ کا مفاد یہ ہے کہ مغرب والے جمہوریت جمہوریت کہتے رہے حالانکہ جمہوریت اسلام نے دی اور اسلامی جمہوریت کا نقش دوسرا ہے۔

اسلامی جمہوریت کا نقش یہ ہے کہ ہر شعبے میں یہ یاد رکھ لیں آپ لوگوں کو یہ باتیں یاد نہیں ہوتیں اور لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ یاد رکھ لیں اس چھوٹی سی بات میں ساری بات آجاتی ہے کہ ہر شعبہ زندگی میں جہاں جس شعبے کا سوال پیدا ہوا اس کے متعلقہ لوگوں کی رائے کی اکثریت جمہوریت ہے اگر سوال فقہ کا ہے تو فقہا کی اکثریت جو رائے دے گی وہ جمہوری رائے ہے اگر سوال تفسیر کا ہے تو مفسرین کی جو اکثریت رائے دی گی وہ جمہوری رائے ہے اگر سوال عدالت کا ہے تو جج کی اکثریت عدلیہ کی اکثریت قاضیوں کی اکثریت جس بات پہ متفق ہو گی وہ جمہوریت ہے یہ جمہوریت نہیں ہے کہ بات عدل کی ہو اور ووٹ ہو رہے ہوں جاہلوں کے۔ مغربی جمہوریت یہ ہے کہ کوئی بات بھی ہو ہر کس و ناکس کو گن لو جسے پتہ ہی نہیں اسے کیا گن کر کرو گے۔ اسی طرح حکومت جب قائم کی جاتی ہے اسلام میں تو بنیاد یہ ہے کہ جماعتیں یا حکمران اچھے لوگ پہلے خود منتخب کریں اپنی جماعتوں میں خلوص سے الیکشن کرائیں اپنی جماعت کے لوگوں کی رائے لیں کہ کس کس بندے میں اہلیت ہے اور کون بندہ دیانت دار اور امین ہے اس میں علم بھی ہے اس کی صحت بھی ہے اور وہ یہ کام کر بھی سکتا ہے اور دیانت دار بھی ہے جماعت رائے دے پھر جماعت کے پانچ چھ سات امیدوار ہیں تو انہیں ملک کے سامنے پیش کر دو جو لوگوں کی اکثریت ان چھ میں سے ایک کے حق میں رائے دیتی ہے اسے بنا دو صدر یا وزیر اعظم۔ یہ تھوڑا ہے کہ جس کے پاس زیادہ پیسے ہیں جو بندوں کو خرید سکے جو موٹروں پہ لا سکے جو رشوت دے کر لوگوں کے جائز ناجائز کام کرا سکے وہ زور پہ بن جائے اور وہاں جا کر انگوٹھا لگا کر تنخواہ وصول کرے یہ اسلامی جمہوریت نہیں ہے۔ جمہوریت مغرب والوں نے نہیں بنائی جمہوریت بھی اللہ کے اس بادشاہ نے زمین پر جس کا نام نامی ہے محمد رسول اللہ ﷺ جس کا دامن گلی میں چلتے ہوئے بیوہ عورت پکڑ سکتی ہے۔ جمہوریت دی ابوبکر صدیقؓ نے جس کا دامن ہر بے کس کے ہاتھ میں تھا۔ جمہوریت کا بانی فاروق اعظمؓ جس کے دامن پر یتیموں اور بیواؤں کا ہاتھ ہو سکتا تھا جسے لوگ گلی میں روک کر پوچھ سکتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اس سے پہلے کہیں تاریخ ڈھونڈ کر دکھاؤ۔ امریکہ کی جمہوریت کیا ہے وہ جی اکثریت سے ووٹ لو۔

علمائے حق نے الجزائر میں ساری دینی جماعتوں کو یکجا کیا بہت محنت کی اور بارہ ایسے نکات انہوں نے چن لئے جس پہ سارے دینی طبقے متفق ہو گئے اور اس میں انہوں نے امریکی جمہوریت مغربی جمہوریت کے مطابق الیکشن لڑا اور ملک سے وہ دینی جماعتیں الیکشن جیت گئیں۔ امریکہ بہادر وہاں مارشل لاء لگوا کر مارشل لاء کی حفاظت کر رہا ہے۔ سپورٹ کر رہا ہے اور انہیں دہشت گرد کہہ رہا ہے حالانکہ انہوں نے وہی راستہ اپنایا تھا جو امریکی جمہوریت کا تھا۔ امریکہ کا مفاد تو یہ ہے کہ اسلام نہ آئے اور اس کی تہذیب وہاں حکومت کرتی رہے

ہم اسلام، مسلمان اور پاکستان کے مفاد کے تحفظ کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے

www.naqshbandiaowaisiah.com

آپ اس کے مفاد کا ساتھ دیں گے؟ ''نہیں'' تو خدا کے لئے ان علمائے حق کو علمائے دین کو ان کے پارساؤں کو ان نیک لوگوں کو قوم کے ان رہنماؤں کو بتادو کہ امریکہ اقتدار دینے والا نہیں ہے اقتدار دینے والا رب العالمین ہے۔ امریکہ والی بادشاہت مسلمانوں کو مکے میں مل سکتی تھی ہجرت کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ جس سیڑھی پہ چڑھ کے چھت پر جائیں گے وہ سیڑھی آپ جلا اور توڑ نہیں سکتے اس سے آپ کو اترنا ہے توڑیں گے تو گریں گے ہڈی پسلی ایک ہوجائے گی بھٹو نے توڑی تھی ضیاء الحق نے توڑی تھی اس کا انجام دیکھ لیا یہ وہ لوگ تھے جو امریکی سیڑھی پر ہی اوپر آئے ضیاء الحق ذاتی زندگی میں نیک اور متقی آدمی تھے اسلام کیوں نافذ نہیں کر سکے' آئے امریکہ کے کندھے پر ہی تھے اگر اسلام کے حوالے سے آئے ہوتے تو اسلام ہی نافذ کرتے۔ دس سال اسلام اسلام کہتے رہے لیکن اسلام آ نہیں سکا اس لئے کہ انہیں لانا نہیں تھا۔ ایک بہترین کام جس میں ان کی سیڑھی ٹوٹ گئی یہ تھا کہ جہاد افغانستان میں وہ بندہ ڈٹ گیا اللہ نے یہ کام اس سے لیا یہی اس کی نجات کا سبب بن گیا۔ جرنیلوں نے مخالفت کی ساری مغربی دنیا نے مخالفت کی روس بڑا چنگھاڑا لیکن اللہ کا وہ بندہ ڈٹ گیا اس نے بھرپور امداد کی جہاد افغانستان کی وہ سیڑھی جس پر چڑھا تھا ٹوٹ گئی پھر سلامتی سے اتر سکا؟

بھٹو صاحب نے تھرڈ ورلڈ کا شوشہ چھوڑا جس سیڑھی پر اوپر چڑھے تھے وہ ٹوٹ گئی پھر اتر سکے؟ آج کوئی مولانا اس سیڑھی پر چڑھ کر اوپر جائیں گے تو وہ سیڑھی توڑ نہیں سکیں گے توڑیں گے تو اس کی گردن بھی ٹوٹے گی لہذا کافروں کے کندھوں پر سوار ہو کر ایوان سلطنت میں جانے کی بجائے غریبوں درویشوں اور مساکین کو ساتھ لے کر جاؤ اور ان ظالم قوتوں کو بھگا دو۔

ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم اس اندھیرے میں دامن رسالت ﷺ کو چھوڑ کر تنہا رہنے کی جرات نہیں کر سکتے ہم اللہ کی رحمت سے مستغنی نہیں ہو سکتے ہم اس کے محتاج ہیں ہم مرنا نہیں چاہتے ہم قبروں میں بھی جینا چاہتے ہیں ہمیں زندگی عزیز ہے ہم انشاءاللہ زمین پر بھی زندہ رہیں گے اور زمین کے پیٹ میں بھی زندہ رہیں گے۔ انشاءاللہ۔ اس لئے کہ موت صرف ان کے حصے میں آتی ہے جو امریکی مفادات کا تحفظ کرتے ہیں جو دین کے اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں ان کے لئے موت نہیں ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔

ہمیں زندگی عزیز ہے ہم زندہ رہیں گے اور خودکشی کرنے والوں کا ساتھ ہم نہیں دے سکیں گے۔

College of Management Sciences
and Information Technology

COMSIT

affiliated with American University in London (AUL)

Bachelor of Business Administration (BBA)
Bachelor of Computer Sciences (BCS)
Bachelor of Information Technology (BIT)
Bachelor of Commerce (B.COM)
and
Master of Computer Sciences (MCS)
Master of Business Administration (MBA)
and
Master of Information Technology (MIT)

on-campus hostel facility

احباب اوران کے بچوں کے لئے خصوصی رعایت

304-G, Peshawar Road, Rawalpindi Tel: (051) 542054-5476087

دعائے مغفرت

مدیر ''المرشد'' حاجی محمد اسلم کے چچا چوہدری فتح محمد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

سلسلہ کے ساتھی ذوالفقار علی اعوان (ملتان) کے ماموں ملک شاہ محمد اعوان وفات پا گئے ہیں۔ دعا کی اپیل ہے۔

خالد محمود صدیقی (ملتان) کی ہمشیرہ وفات پا گئی ہیں۔ دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ولی کو ایک اللہ کافی ہے

باتیں ان کی خوشبو خوشبو

حضرت اللہ یار خاںؒ کی فرمائی ہوئی قیمتی باتوں اور تصنیف کردہ کتب سے اقتباس اس عنوان کے تحت شائع کیے جاتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کے ساتھیوں سے بھی التماس ہے کہ حضرت جیؒ کی فرمائی ہوئی باتیں اور واقعات لکھیں تا کہ المرشد کے قارئین بھی مستفید ہو سکیں۔

از چکڑالہ 23-8-76 الداعی الی الخیر ناچیز فقیر اللہ یار عفی عنہ

بخدمت عزیزم جناب مولانا السلام علیکم!

جماعت مسلسل آرہی ہے۔ آج فیصلہ کر دیا کہ آٹا کی دو مشینیں تھیں چکڑالہ میں۔ دونوں پانی سیلاب کی نظر کرم ہوئیں۔ آئندہ عیدالفطر تک کوئی آدمی نہ آئے۔ رمضان المبارک کسی کو اجازت نہ ہوگی۔ کل کافی فوجی افسران آئے تھے۔

باقی' بیٹا۔ علماء علوم باطنی سے ناواقف ہیں۔ یہ اعتراض و سوال محض بے علمی کی وجہ سے ہوتے ہیں اور ان میں یہ نقص ہے کہ اپنے آپ کو ہر فن مولا خیال کر لیتے ہیں۔ اگر یہ خیال رکھیں کہ علوم باطنیہ ہمیشہ عارفین صوفیہ کا حصہ رہا جو نبوت کا باطنی پہلو تھا کام آسانی سے چل جاتا۔ مولوی ہمیشہ قال رسول کو بیان کرتا ہے چونکہ مولوی علم ہی ہوتا ہے اور اسلام کا بدن ہے۔ صوفی ہمیشہ قال اللہ و قال الرسول کو بیان کرتا ہے۔ نہ صرف قال۔ بلکہ صوفی کا مقصد حال کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ صوفی خالی علم نہیں ہے عمل ہے۔ صوفی صرف بدن اسلام نہیں بلکہ روح اسلام ہے۔ بیٹا علوم ظاہریہ میں تحقیقی مادہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا اور ہمیشہ عقائد و اعمال سلف صالحین کی طرف خیال رکھا کرنا 320 سال تک جو ہوئے۔ بعد اختلافات' عنادات وہ ضد پیدا ہوئی' فرقہ بازی پیدا ہوگئی۔ آج بیٹا کہیں دنیا میں جو تبلیغ ہو رہی ہے سب کی سب' تمام کی تمام گروہ بندی اور جماعت بندی کی ہو رہی ہے نہ خالص اسلام کی۔ کوئی شخص نہیں ملتا جو مسلمانوں کو عمل کی طرف متوجہ کر کے عامل بنائے۔ باعمل مسلمان بنیں۔ اگر ہم نے مسلمانوں کو باعمل مسلمان بنانے کی پوری جان فشانی سے کوشش کی ہے تو علماء و جہلاء کا ندار صوفیوں کو سخت دکھ ہوا مگر پرواہ نہ کرنا۔ بھروسہ و توجہ علی اللہ رکھنا۔ ولی اللہ کو ایک اللہ کافی' کسی کی حاجت نہیں ہے۔ دو تین سال بعد بشرطیکہ میرے رب نے میری زندگی رکھی تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ صوفی اسلام کا کس قدر بول بالا کر کے دکھائیں گے۔ مخلوق کی اصلاح کرو۔ گروہ بندی سے دوری اختیار کرو' کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہ رکھنا۔ تبلیغ میں خلوص پیدا کرو۔ عبادت میں خلوص پیدا کرو۔ درس و تدریس میں اشاعت دین مقصود رکھنا۔ یقین خدا پر رکھنا۔ عالم باعمل بنو۔ وہ نمونہ پیش کرو جو صحابہ کرامؓ کا تھا۔ آپ فوج محمدیؐ کے افسر بنیں۔ عمل کریں۔ عملی حیات پیدا کریں۔ مولوی عبادات کرتا ہے' نماز پڑھتا ہے' نماز کا طالب ہے مگر روح مجروح ہے۔ روزہ ہے لیکن روزے کی روح مجروح ہے۔ عمل کا طالب ہے اس کی روح ختم ہے یا مجروح ہے۔ اگر اللہ والے بن جاؤ یہ گورنر یہ وزراء یہ کمشنر یہ آپ کی جوتیاں اٹھا کر سر پر رکھیں گے۔ شعر

این ان سعادت ہست کہ حسرت برد براں
جویاں تخت و قیصر و ملک سکندری

یہ وہ چراغ نہیں کہ کسی منہ کی پھونک سے بجھ جائے گا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

پس ختم بات' صوفی کا بڑا سرمایہ محبت الٰہی ہے۔ یہی اس کی دولت عظیم ہے اور محبت کے لئے اتباع محبوب اور عبادت محبوب شرط ہے اور اس محبت و عبادت کا صحیح مفہوم بغیر اتباع رسول عربی ﷺ نہیں آتا۔ لہذا محبت الٰہی کے لئے اتباع فرض ہے۔ بہر حال ہر کجا باشی بخدا باش' تمام جماعت کو السلام علیکم۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

دین اور مذہب میں فرق

ایمان اور سلامتی کا راستہ صرف جہاد اور شہادت کا راستہ ہے۔ اس کے علاوہ روئے زمین پر اب کوئی جائے امان نہیں ہے

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 23-7-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران ١٩)

حضور اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو روز بعثت سے لیکر قیام قیامت تک زمین پر پیدا ہونے والا ہر فرد بشر ہر انسان آپ ہی کا امتی ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔ وہ امتی مومن ہے یا وہ امتی دعوت کا فرد کا حصہ ہے لیکن اس کے لئے کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے کوئی دوسرا نبی نہیں ہے کوئی دوسری کتاب نہیں ہے۔ کوئی دوسرا قانون نہیں ہے کوئی دوسرا نظام اس کے لئے کائنات میں موجود نہیں' ایسا نظام جو اسے زندگی میں راحت دے سکے اس کی موت کو پرسکون بنا سکے یا مابعدالموت اسے کوئی فائدہ پہنچا سکے۔ صرف ایک دین ہے اور یاد رہے یہاں دین کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مذہب اور تہذیب جسے آج کل کی زبان میں کلچر کہتے ہیں یہ اور شے ہے۔ مذہب کے معنی وہ راستہ ہوتا ہے جس پر ہم چلنا چاہتے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط وہ روش جو معاشرہ اپنا لیتا ہے وہ تہذیب جس کا رنگ معاشرے پہ غالب آجاتا ہے۔ آج کل کی زبان میں جسے کلچر کہتے ہیں وہی مذہب ہوتا ہے لیکن دین وہ نہیں ہوتا۔

دین انسانی روش کا نام نہیں ہے دین نام ہے سلامتی کا عدل کا اور راست بازی کا۔ دین سے مراد وہ نظریہ ہے جو بطور نظریہ بھی عین صحیح ہو اور وہ نظریہ جو انسان کی پوری عملی زندگی کو زیر بحث لائے اور وہاں رہنمائی کرتا ہو اس کے دنیوی اور اخروی ثمرات پہ بات کرتا ہو اور نہ صرف اس عالم میں بلکہ اس عالم میں بھی کامیابی کا ضامن ہو۔ یعنی دین نظریہ پہ جمع عمل کا نام ہے۔ مذہب ایک روش کا نام ہے مذہب کا معنی چلنے والا راستہ ہے جس پر کوئی چل رہا ہے وہی مذہب ہے۔ تو اسلام مذہب نہیں اسلام دین ہے اس کا مادہ س ل اور م سے مشتق ہے جو ہر طرح کی سلامتی کا ضامن ہے اسلام السلام سلم سلامتی اسلم ان سب کا مادہ وہی س ل اور م ہے۔ ہر طرح کی سلامتی ہو نظریات میں بھی سلامتی ہو وہ فکر اور سوچ میں بھی سلامتی ہو وہ عمل اور اس کی تعبیر میں بھی سلامتی ہو۔ اسلام کا ایسا تصور ممکن ہی نہیں کہ نظریات کچھ ہوں اور کردار کچھ اور ہو وہ اسلام نہیں ہے یعنی اسلام وہ دین ہے اور دین جو ہوتا ہے وہ محیط ہوتا ہے نظریے اور کردار کو۔ اب اگر نظریہ اور کردار آپس میں مطابقت نہیں رکھتے نظریہ ہی غلط ہے تو کردار صحیح بھی ہو تو آدمی کافر ہے وہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن بعض اوقات نظریہ درست ہوتا ہے زبانی حد تک یعنی ہم تو کسی کا دل چیر کر تو نہیں دیکھ سکتے نہ آپ اور نہ میں دلوں کا مالک تو اللہ ہے لیکن کردار اس کا کافرانہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جو اصطلاح قرآن کریم نے استعمال فرمائی ہے وہ ہے منافق کہ اس کا نظریہ کچھ اور ہے نظریہ سلامتی کا ہے اور کردار تباہی کا ہے۔ مسجد میں جاتا ہے سجدہ کرتا ہے باہر آتا ہے تو مسجد پر ہی بم پھینک دیتا ہے مسجد جاتا ہے سجدہ کرتا ہے باہر آتا ہے ملاوٹ شدہ چیزیں بیچتا ہے غلط پیسے لیتا ہے لوگوں سے رشوت لیتا ہے دفتر میں بیٹھ کر بے گناہ لوگوں کو قتل کرتا ہے تو جب کردار ایسا ہوتا ہے تو اسلام نے جو اس کے لئے ایک لفظ جو قرآن نے فرمایا ہے وہ ہے منافق۔ منافق کو اسلام کافر سے بدتر جانتا ہے اور جب نفاق کی سزا کا ذکر آتا ہے تو قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار۔

جہاں کفار کو بدترین کفار کو سب سے بڑے کفار کو بھی عذاب ہو رہا ہوگا جہاں کفر کی حد ختم ہو جائے گی اس سے نیچے منافقین کا طبقہ ہوگا۔ یعنی سب سے زیادہ سزا کافر سے بھی زیادہ سزا منافق کی ہوگی بلکہ حدیث شریف میں اس آیت کی تعبیر و تفسیر میں ارشاد ملتا ہے کہ کفار کو جو پیپ پڑے گی ان کے زخموں سے جو خون رسے گا ان کی جو غلاظت ہوگی وہ بہہ کر نیچے جائے گی منافقین کی وہ غذا ہوگی۔

اب ایک کونہ اور بھی ہے جس میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ منافق جو ہے وہ اظہار اسلام کا کرتا ہے اور اس کا دل اسلام کو مانتا نہیں یعنی زبانی عقیدے کا اظہار وہ کرتا ہے عمل بھی کرتا ہے منافقین سے نبی علیہ السلام الصلوۃ کی محفل میں حاضری ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ساتھ نماز کا ادا کرنا ثابت ہے' حضور ﷺ کے عہد زریں میں رمضان کے روزے رکھنا ثابت ہے' جہاد پر جانا ثابت ہے لیکن جہاد پر گئے تو منافقت کی' نماز میں آئے تو منافقت کی' کوئی نہ کوئی فساد چھوڑ کر گئے یعنی ہر موقع پر اپنی خبث باطن کا اظہار وہ کرتے ہی رہے۔

ایک گوشہ اور ہے کہ عقیدہ واقعی درست ہو دل سے مانتا ہو اور عمل نہیں کرتا تو اسے فاسق یا فاجر کہا جاتا ہے فسق و فجور ہوتا ہے عدم اطاعت' اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی فسق و فجور ہے۔ اب جس درجے کی ہے جس شعبہ زندگی کی ہے۔ فسق و فجور کے بھی بہت سے درجے ہیں ایک فسق یہ ہے کہ ہم بلاوجہ دو چار آدمی بیٹھے ہیں ان کو ہنسانے کے لئے یا مذاق مذاق میں کسی کا تمسخر اڑا دیتے ہیں وہ بھی ہنس لیتا ہے ہم بھی ہنس لیتے ہیں اب جس کا ہم نے تمسخر اڑایا اسے پتہ بھی نہیں اس کی دل شکنی بھی نہیں ہوئی لیکن ہم نے جھوٹ بول کر اس کا مذاق اڑایا ایک درجہ فسق کا یہ بھی ہے۔ ایک آدمی موجود نہیں ہے اس پر ہم الزامات لگائے جا رہے ہیں اس کے ذمے جرم لگائے جا رہے ہیں اس کے ذمے گناہ لگائے جا رہے ہیں یہ ایسا ہے یہ ایسا ہے یہ ایسا ہے اب یہ دوسرا درجہ فسق کا ہے۔ جس کے بارے میں قرآن حکیم فرماتا ہے ایسا ہے جیسا تمہارا وہ بھائی مر چکا ہے اور تم اس کی لاش کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے ہو یہ جو غیبت ہے یا پس پشت الزام تراشی ہے اس کے بارے میں فرمایا یہ فسق کا وہ درجہ ہے کہ جس بھائی کی تم غیبت کر رہے ہو جیسے وہ مر چکا ہو اور تم اس کی لاش سے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے ہوں۔

اگر فسق کے یہ درجے اتنے شدید ہیں تو عملی زندگی میں خطا ہو جانا' گناہ ہو جانا حادثاتی طور پر نافرمانی ہو جانا اور اس پر دکھ محسوس کرنا یہ ممکن ہے اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ انسان ہوتے ہوئے خطا ہو جاتی ہے اور مسلمان ہوتے ہوئے دکھ ہوتا ہے بندہ توبہ کرتا ہے اللہ سے دعا مانگتا ہے کہ مجھے اس گناہ سے بچا یا اگلا معاف کر دے آئندہ میری حفاظت فرما یہ ممکن ہے لیکن گناہ کو معمولات زندگی بنا لینا اور یہ کہنا کہ اس کے بغیر دنیا میں قیام ممکن نہیں یہ فسق نہیں یہ کفر ہے۔ جس طرح آج ہم اور ہماری حکومت یہ کہتے ہیں کہ جی قرآن نے سود حرام کیا

مذہب کے معنی وہ راستہ ہوتا ہے جس پر ہم چلنا چاہتے ہیں' وہ صحیح ہے یا غلط وہ مذہب ہوتا ہے لیکن دین نہیں

شرعی عدالت نے سود حرام کیا ہائی کورٹ نے حرام کیا ہے سپریم کورٹ نے کہا حرام ہے لیکن سود کے بغیر کاروبار دنیا مالی معاملات چل ہی نہیں سکتے' یہ کہنا قرآن کے اس حکم کا انکار ہے اور نبی ﷺ کے اس نظام کا انکار ہے' اسلام کے بنیادی رکن کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ عملاً سود کھاتے رہنا اور زبانی کہتے رہنا سود صحیح نہیں ہے یہ منافقت ہے اور کسی بھی شرعی حرام کو حلال کہنا کفر ہے۔ بلکہ فقہا تو بڑے دور تک جاتے ہیں۔

میں ایک دن ایک فقہ کی کتاب میں دیکھ رہا تھا وہ فرماتے ہیں اگر کوئی کسی کا پرندہ یا مرغی چوری کرے تو اسے چاہئے ویسے کاٹ کر کھا جائے حرام تو ہے ہی ذبح نہ کرے اگر حرام ہی کھانا ہے تو اس کا جھٹکا کر کے کھائے اس لئے کہ اگر ذبح کرے گا تو اس کا مطلب ہے کہ حرام کو حلال کرنا چاہتا ہے ذبح کرنے سے مراد ہے چیز کو حلال کرنا ذبح سے تو چیز حلال ہو جاتی ہے تو وہ حرام کو حلال کرنا چاہتا ہے یہ کفر ہے حرام شرعی کو حلال بنانا کفر ہے۔

اگر یہ اندیشہ چوری کی مرغی کو ذبح کرنے پہ وارد ہوتا ہے تو سود جیسے اصلی حرام تو بہت شدید ہے۔ بعض چیزوں میں حرمت طاری ہے مثلاً کسی وجہ سے وہ حرام ہو جاتی ہے وہ وجہ ہٹ جائے تو حرمت جاتی رہتی ہے وہ ہوتی ہے حرمت طاری جو باہر سے آ کر اوپر مسلط ہو جاتی ہے ایک ہوتی ہے ہے ساری۔ جس طرح خون کی طرح سرایت کر جاتی ہے وہ ہوتی ہے اصل شے میں حرمت جیسے خنزیر اس کی اصل میں حرمت ہے اس کا خون ہو گوشت ہو چمڑہ ہو رنگا ہوا چمڑہ ہر جانور کا رنگا ہوا چمڑہ پاک ہو جاتا ہے کتے کا پاک ہو جاتا ہے بھیڑیئے کا پاک ہو جاتا ہے شیر کا چمڑہ رنگنے کے بعد پاک ہے اس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن خنزیر کا چمڑہ دس دفعہ بھی رنگ لو حرام ہے اس کی اصل میں حرمت ہے۔ شیر کی حرمت شیر کے چمڑے کی حرمت اس کی غلاظت کی وجہ سے ہے ہڈی میں حرمت تب تک ہے جب تک اس میں تراوٹ ہے اگر وہ صاف ہو گئی تو اسے کسی نے کھلونا بنا لیا یا کچھ کر لیا تو خیر ہے لیکن خنزیر کی ہڈی جتنی دفعہ دھو لو جس چیز سے دھوؤ گے وہ ناپاک ہو گی ہڈی پاک نہیں ہوتی۔ چمڑے کو جتنی دفعہ رنگ لو جس ٹب میں جس دوائی میں خنزیر کا چمڑہ رنگا جائے گا اسے ناپاک کرے گا خود پاک نہیں ہو گا اس کی اصل میں حرمت ہے خنزیر رکھے ہوئے کسی اور نے ہیں کسی ٹرک والے کو کہتا ہے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

جی کرایہ لو نہیں یہاں سے وہاں جگہ پہنچا دو تو اس نے تو اپنے ٹرک پہ جانور لا دے وہاں اتار دیئے اس کا اس سے کیا ہے لیکن وہ کرایہ حرام ہے۔ کسی کے خنزیر اجرت پہ چرانا وہ اجرت حرام ہے اس کی اصل میں حرمت ہے جہاں جہاں اس کا تعلق قائم ہوگا وہاں حرمت وارد ہوتی جائے گی۔

یہی حال شراب کا ہے شراب پینا حرام ہے۔ بیچنا حرام ہے پلانا حرام ہے اس پر مزدوری کرنا حرام ہے اس کو کرائے پہ اٹھا کر لے جانا حرام ہے اس سے بھی اسی طرح کی شدت جس طرح خنزیر میں ہے اسی طرح کی شدت سود میں ہے سود لینا حرام ہے سود دینا حرام ہے سود کا اشٹام لکھا جارہا ہے اس پر گواہی ڈالنا حرام ہے سود کے لئے اشٹام پیپر بیچنا حرام ہے یعنی جہاں تک اس کا رشتہ بنتا جائے گا چونکہ اس کی اصل میں حرمت ہے تو جہاں جہاں اس کا واسطہ بنتا جائے گا جس جس کام میں سود حلال نہیں ہوگا بلکہ اسے حرام کرتا جائے گا جس طرح خنزیر کے چمڑے کو دس پانیوں میں دھو تو دس پانی ناپاک ہو جائیں گے چمڑہ پاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح سود کو جہاں جہاں پھیلاتے جائیں گے جہاں جہاں اس کا اثر پہنچتا جائے گا وہ چیزوں کو حرام کرتا چلا جائے گا مزدوری کو ہی حرام کردے گا اجرت کو حرام کردے گا گواہی کو حرام کردے گا۔ اب جس کی اصل میں حرمت ہے اگر ہم یہ کہیں کہ اس کے بغیر نظام کاروبار نظام حیات رواں دواں ہونا ممکن نہیں اس سے بڑا انکار کتاب اللہ کا اور محمد ﷺ کے لائے ہوئے نظام کا اس سے بڑا انکار کیا ہوگا۔ یہ انکار اس سے ہلکا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے میں نہیں مانتا کافر وہ بھی ہے لیکن اس نے کسی دلیل سے رد نہیں کیا اسلام کو اس کا کفر ہلکا ہے۔ یہ کافر جو دلائل سے رد کرتا ہے اور ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اگر اسلامی معاشی نظام بنایا جائے تو نظام حیات چل ہی نہیں سکتا یہ خرابی ہے یہ خرابی ہے یہ وہ کافر ہے جو نہ صرف خود کافر ہے بلکہ دوسروں کو بھی کافر بننے کی راہیں دکھا رہا ہے۔

اسلام یہ نہیں ہے کہ کفر کے ڈھیر پر سبز چادر ڈال دو اور اوپر لا الہ الا اللہ لکھ دو تو اسلام ہوگیا۔ اسلام کہتا ہے ساری خباثتیں مٹاؤ ہر وہ نقش جس میں اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے حکم کا دخل نہ ہو' ہر وہ نقش وہ بڑا ہے یا چھوٹا مٹا دو حتیٰ کہ اسلام شروع نفی سے ہوتا ہے۔ یہ اثبات سے نہیں ہوتا کوئی نظریہ ہے وہ اثبات سے شروع ہوتا ہے آپ اسے

غیبت سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے ہو

مانتے ہیں یا کہتے ہیں کہ قبول نہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ قبول کی باری بعد میں آئے گی پہلے انکار کرو' پہلے نفی کرو کہہ دو کہ کوئی عبادت کے لائق ہے ہی نہیں۔ لاالہ کوئی کہیں کائنات کے کسی گوشے میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو عبادت کے لائق ہو۔ اب جب لوح دل صاف ہوگیا اس پر کوئی پرچھائیں تک کسی کی نہیں ہلکا سا سایہ بھی نہیں' اب کہو اللہ ہے یعنی نفی کے بعد اثبات ہے اگر تمہارے دل میں رائی برابر بھی کسی دوسرے کا خیال بھی رہے کہ اللہ جیسا تو نہیں پر چھوٹا موٹا تو یہ بھی ہے اور بڑا اللہ۔ فرمایا یہ اسلام نہیں ہے بڑے چھوٹے سب کو ہٹا دو۔ لاالہ یہ کلمہ کفر ہے لاالہ اگر ساتھ الا اللہ نہ کہا جائے تو یہ سارا کفر بن جاتا ہے۔ لیکن فرمایا تم نفی سے شروع کرو اللہ کی شان سے یہ بعید ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی شراکت بھی اس کی ذات بے ہمتا کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے درجے میں کی جائے حتیٰ کہ وہ سفارش بھی نہیں چاہتا یہ کہہ دو کہ جی یہ خدا تو نہیں ہے لیکن اس کی سفارش سے کام ہوتا ہے وہ کہتا ہے نہیں اس کی ضرورت نہیں میرا معاملہ میری مخلوق کے ساتھ ہے اور کوئی مجھ سے سفارش کرے گا۔

من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنہ ۔ وہ میری مرضی سے ہوگا تم نہیں کر سکتے جسے سفارش کرنا ہوگی میری مخلوق کی' مخلوق بھی میری اور یہ منصب جلیلہ بھی جسے چاہوں گا میں عطا کروں گا کہ ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تم سفارشی نہیں چن سکتے۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجھے فلاں چھڑا لے گا' فلاں چھڑا لے گا یا فلاں بچا لے گا' تمہاری یہ جرات نہیں تم کون ہوتے ہو۔ یہ مقام و مرتبہ اللہ کی ذات بے ہمتا کا ہے کہ ہم اپنے گناہوں اپنی خطاؤں کے لئے آسرے تلاش کرتے پھریں اور کسی کو یہ منصب جلیلہ دے دیں کہ وہ بے آسروں کا آسرا بن جائے۔ یہ اس کا اپنا مقام ہے۔ من ذاالذی ون ہے ایسا یشفع عندہ جو اس کی بارگاہ میں سفارش کر سکے ہے کسی میں جرات۔ الا باذنہ۔ سوائے ان لوگوں کے جنہیں وہ خود اجازت دے گا۔ لہذا "لا" سے شروع ہوتا ہے سب کچھ مٹا دو صاف کر دو لوح دل کو اب کہو الا اللہ۔ تم نے یہ صداقت کہاں سے پائی' تم کون ہوتے ہو اتنا بڑا دعویٰ کرنے والے' تمہیں کیا پتہ اللہ ہے' اللہ کیسا ہے' اللہ کہاں ہے' اللہ کی ذات کیسی ہے' اس کی صفات کیسی ہیں تم نے کیسے جانا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا میرے رسول ﷺ نے میرے حبیب ﷺ نے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اب نظام حیات اسلام کی پہلی منزل ہے پہلے نماز فرض نہیں ہوئی تھی کلمہ پڑھتے ہی روزہ فرض نہیں ہوا تھا کلمہ پڑھتے ہی جہاد فرض نہیں ہوا کلمہ پڑھتے ہی حج فرض نہیں ہوا تو پھر اسلام کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ نماز بھی بعد میں' معراج پہ فرض ہوئی' روزے بعد میں فرض ہوئے' جہاد کی مدینہ منورہ آکر اجازت ہوئی۔ تیرہ سال بعد بلکہ مدینہ منورہ پہنچنے کے بھی دوسرے سال تو پھر اسلام شروع کہاں سے ہوا؟ اسلام شروع ہوا انسانی حقوق سے زندگی کی بقا سے۔ اسلام کی ابتداء اس بات سے ہوئی کہ اللہ کے ہر بندے کو زمین پر زندہ رہنے کا حق ہے۔ اللہ کے ہر بندے کا روزی کے وسائل پر حق ہے۔ اللہ کے ہر بندے کا اپنی عزت و آبرو کے تحفظ پانے کا حق ہے۔ اللہ کے ہر بندے کو تعلیم و تعلم حاصل کرنے کا حق ہے۔ اسلام شروع ہوا تحفظ حقوق انسانی سے اور اسلام کی انتہا کیا ہے' کمال کیا ہے اسلام کا؟ نوع انسانی کو اس نے حقوق زندگی عطا کر دیئے۔ یہ نماز روزہ یہ ساری درمیانی منازل ہیں نماز اور روزہ فرد کی ذات کی صفائی کے لئے ہے اور جہاد بحالی حقوق کے لئے۔ جہاد کیوں سب سے افضل ہے؟ ایک رات جو آنکھ جہاد کے پہرے میں جاگی اس پر دوزخ حرام ہوگئی۔ وہ پاؤں جن پر جہاد پہ چلتے ہوئے مٹی پڑی ان پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔ اتنی فضیلت کیوں ہے؟ ساری دنیا موت سے لرزاں و ترساں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ملتا ہے کہ انہوں نے کسی مردے کو زندہ کیا ان کے معجزات میں تھا تو اس سے پوچھ لیا کہ ہاں بھائی اب معجزہ تو ہوگیا اب یہ بتاؤ کہ تمہارے لئے دنیا میں رہنے کی دعا کروں کچھ عرصہ اور رہنا چاہتے ہو تو اس نے پوچھ لیا کہ جی اگر میں دنیا میں رہوں تو پھر موت آئے گی فرمایا ہاں۔ تو اس نے کہا پھر مجھے واپس بھیج دیں میں دوبارہ موت کی تلخی برداشت نہیں کرسکتا موت کی جو تلخی ہے اس سے میں دوبارہ نہیں گزرنا چاہتا لیکن جہاد میں کیا کمال ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں شہید کو روز حشر رب کریم پوچھیں گے کہ تمہاری کوئی خواہش' مانگو کیا مانگتے ہو؟ یا اللہ! وہی دنیا قائم کردے ویسی زندگی عطا کر وہی جہاد کا میدان ہو پھر تلواریں میرے جگر سے پار ہوں اور میں پھر شہادت کا مزا چکھوں۔ یعنی وہ کیفیت جس سے نسل انسانی پناہ مانگتی ہے اتنی ترش ہے اتنی کڑوی ہے اتنی تکلیف دہ ہے' شہید کیلئے یہ اتنی لذیذ ہوگئی کہ وہ ساری جنت کو چھوڑ کر سینے کے وہ گھاؤ مانگ رہا ہے جنت کی ساری لذتوں سے زیادہ لذت اسے موت میں آگئی جس سے ساری دنیا ڈرتی پھرتی ہے۔ تو اتنی عظمت اتنی لذت اتنا لطف جہاد میں کیوں ہے اس لئے کہ جہاد اپنی ذات کے لئے نہیں ہے اللہ کی مخلوق کے حقوق کی بحالی کے لئے ہے۔ مقصد اسلام ہے مقصد نبوت ہے کمال انسانیت ہے۔ معراج انسانیت ہے۔

اسلام یہ نہیں ہے کہ کفر کے ڈھیر پر سبز چادر ڈال دو' بلکہ زبان سے لیکر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اللہ کی اطاعت کا نام ہے

اور ہمارے ہاں تو کمال یہ ہے کہ سابق وزیر اعظم صاحب کو سزا ہوئی نااہلی ہوئی یہ ہوا وہ ہوا جرمانہ ہوا بڑا ظلم ہوگیا کیا ظلم ہوگیا بھائی؟ انصاف کس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب آپ کے ہاں عدل کا لفظ بدنام ہے اور آپ ظلم کو عدل کہتے ہیں رات کو دن کہتے ہیں جس کے ساتھ ہو رہا ہے ظلم ہی ہو رہا ہے آپ کی عدلیہ' عدلیہ کہلانے کی مستحق نہیں ہے' آپ کی عدلیہ کے ضابطے کافرانہ ہیں' مشرکانہ ہیں' کافروں کے ترتیب دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں تو ہے ہی کالونیل سسٹم آقا اور غلام کا نظام ہے۔ اسلام سے باہر کسی نظام کو اگر ہم عدل مانیں تو ماننے والا کافر۔ تو جو خود نظام ہی عدل نہیں ہے اس سے عدل آگے وصول کس کو ہوگا یہ بات الگ ہے کہ وزیر اعظم کے ساتھ عدل ہوا یا انصاف ہوا اگر انصاف ہوتا تو اب تک بہت کچھ ہو چکا ہوتا شاید انصاف تو کیا کرتا وہ تو اگر ہوتا تو دیکھی جاتی لیکن یہاں تو یہ تصور کرنا کہ موجودہ نظام عدالت عدل دے گا جبکہ اس نظام عدالت کی بنیاد ظلم پر ہے اور بہت خوب کہا ایک امریکی جج نے۔

یہ کافر جج کے ریمارکس ہیں جب وکیل نے کہا جی میری ساری بحث اس لئے ہے کہ مجھے صرف اور صرف عدل چاہئے اس نے کہا افسوس میں تمہیں عدل فراہم نہیں کرسکتا قانون کے مطابق فیصلہ دے سکتا ہوں اب وہ عدل ہے یا نہیں یہ تمہارے نظام کی اور قانون کی ذمہ داری ہے میں تو خود مجبور ہوں کرسی پہ بیٹھا ہوں جسے قانون نے جکڑ رکھا ہے اور جو شہادتیں ہوں گی جو واقعات میرے سامنے آئیں گے وہ میں مروجہ نظام یا قانون میں تول کر اس کے حوالوں سے ثابت کر کے کہ یہ فیصلہ ہے اس کے مطابق فیصلہ دینے کا مجاز ہوں۔ وہ فیصلہ عدل ہے یا ظلم ہے یہ میرے بس میں نہیں ہے یہ آپ کے نظام زندگی اور آپ کے قانون کی ذمہ داری ہے کہ وہ عدل دے رہا ہے یا ظلم دے رہا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ جدید تعلیم کی روشنی نے کافر کو بھی یہ ماننے پر مجبور کر دیا کہ اس کے نظام میں عدل نہیں ہے انصاف نہیں ہے۔

وہی حال یہاں ہے قانونی تقاضے پورے کئے جا رہے ہیں کوئی کہتا ہے یہ قانونی ہے کوئی کہتا ہے قانون کے مطابق نہیں ہوا لیکن عدل کو درمیان سے انصاف کو نکال دو اس لئے کہ سب سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے ہم نے اللہ کے نظام عدل کو چھوڑ دیا۔ ہمارے لئے تو خود کو مسلمان ثابت کرنا آسان نہیں ہو رہا۔ ہمارے اس آج کے عہد میں ہم اپنے آپ کو مسلمان کیسے ثابت کریں کہ معیشت سود پر ہے اور ہم سب سود کھا رہے ہیں اور ہم مسلمان ہیں سارا نظام عدل غیر اسلامی ہے اور ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ اسلام کی تو سزائیں وحشیانہ ہیں۔ مغرب بجلی کی کرسی پر رکھ کر آدمی کا بھرتہ نکال دے جس طرح بینگن کا بھرتہ کیا جاتا ہے تاوہ بجلی کی کرسی پر اس طرح بھرتہ ہو جاتا ہے یا جانور کی طرح گیس چھوڑ کر اس کا سانس بند کر کے اسے تڑپنے کے لئے چھوڑ دو اور وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔

یا گردن میں رسی ڈال کر لٹکا دیں اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دے دے یہ سارا مہذب طریقہ ہے اور اسلام نے کہا ہے کہ جانور کو بھی ذبح کرتے وقت چھری کندا استعمال نہ کرو تیز چھری ہو جس سے اسے تکلیف نہ ہو اور واجب القتل کو اس انداز سے قتل کیا جائے کہ تلوار کا ایک وار اس کی گردن جدا کر دے تاکہ اسے تکلیف نہ ہو اور یہ یاد رکھو کہ جب یہ حرام مغز کٹ جاتا ہے تو ساری حسیات بے حس ہو جاتی ہیں تو تکلیف کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ حس ہی نہیں رہتی دماغ کا اور بدن کا رشتہ کٹ جاتا ہے اور حس ہی نہیں رہتی یہ وحشیانہ ہیں وہ سارے مہذب ہیں۔ میں نے وہ بجلی کی کرسی پہ سزائے موت پانے والوں کو دیکھا ہے ان کے پیشاب کے راستے سے بھی خون کرسی سے بھی نیچے چلا جاتا ہے اور آنکھیں پھٹ کر آنکھوں کا خون بھی یہاں سے بہہ رہا ہوتا ہے اگرچہ آنکھوں پہ پٹی بندھی ہوتی ہے لیکن آنکھیں پھٹ کر وہ خون یہاں سے بہہ رہا ہوتا ہے منہ اس طرح بند کیا ہوتا ہے لیکن خون اور جھاگ باہر بہہ رہی ہوتی ہے۔ اور بدن سارا روسٹ ہو جاتا ہے بجلی کی رو جب گزرتی ہے بہت بے دردی سے تڑپ کر جان دیتا ہے وہ مہذب ہے۔

کافر بھی ماننے پر مجبور ہے کہ اس کے نظام میں عدل وانصاف نہیں ہے

تو یہ ساری صورت حال ایسی ہے کہ جس نے ہمیں کفر نفاق اور اسلام کے درمیان گھیر رکھا ہے۔ ہم اگر تنہائی میں خود بیٹھ کر اپنے لئے سوچیں ہم خود پریشان ہو جاتے ہیں کہ اللہ میرا انجام اسلام کے ساتھ ہو گا خدانخواستہ کفر پہ موت آ جائے گی اللہ نہ کرے نفاق میں مارا جائے گا کیونکہ تینوں پلڑ ہمارے تینوں اطراف موجود ہیں۔ اس زندگی سے سمجھوتہ اسلام نہیں ہے اسلام اس کے خلاف جہاد کا نام ہے جب مرنا ہی ہے تو سر میدان جان اللہ کے سپرد کرو دین کی حفاظت کے لئے۔ جب مرنا ہی ٹھہرا تو پھر وہ موت چنی جائے جس میں شک وشبہ نہ ہو جب مرنا ہی ہے تو پھر کیوں نہ موت سے لڑ کر موت ہی کو شکست دے دی جائے۔ ایمان اور سلامتی کا راستہ اب اس دنیا میں صرف جہاد اور شہادت کا راستہ ہے اس کے علاوہ اب جائے امان روئے زمین پر نہیں۔

اللہ کرے حکومت اسلامی قائم ہو شرعی نظام قائم ہو اور اللہ طالبان کی اس حکومت کو کامیاب کرے جس میں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین کے نفاذ کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑے دکھ کی بات ہے آج قاضی صاحب امیر جماعت اسلامی کا بیان میں پڑھ رہا تھا وہ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی اقتدار میں آ کر طالبان کی طرح کی حکومت قائم نہیں کرے گی پتہ نہیں یہ امریکہ والوں کے پاس کیا گیدڑ سنگھی ہے یہ کیا کھلاتے ہیں کیا پلاتے ہیں یہ سمجھ نہیں آتی۔

میں وہاں نیو یارک میں تھا میں نے سفر نامے میں لکھ بھی دیا کہ ہمارے لاہور کے ایک مولوی صاحب ہیں بڑے اچھے نعت خوان بھی ہیں قاری بھی ہیں بڑا شور کرتے ہیں اور بڑے ان کے مرید بھی ہیں بڑا پیسہ جمع کرتے ہیں تو انگریزی انہیں آتی نہیں وہ نیو یارک گئے تو اب اٹھارہ گھنٹے کی یہاں سے فلائٹ ہوتی ہے لاہور سے لیکن وہ شاید لندن کے راستے گئے۔ وہاں سے آٹھ گھنٹے کی ہوتی ہے لندن سے بیٹھے امریکہ کے لئے جہاز امریکن تھا وہ ٹی ڈبلیو اے (T.W.A) وہ کیا ہے ہم تو اسے توا توا کہتے تھے کانسفورڈ ایئر لائن یا کیا اس کا ہم اسے توا کہتے تھے ٹی ڈبلیو اے۔ تو توے والوں نے جب روٹی دی تو ظاہر ہے وہاں تو خنزیر ہی ہوتا ہے اور جو خنزیر نہیں ہوتا وہ بھی خنزیر کے ساتھ ہی پکا ہوا ہوتا ہے اسی کچن میں انہی برتنوں میں اس کی چربی گھی کے طور پر استعمال ہوتی ہے سارا کچھ ایک ہی ہوتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ تو مولانا صاحب فرمانے لگے کہ میں نے جب اسے کہا اس لڑکی کو تو وہ تو انگریزی بولتی تھی اور میں نے کہا کہ یہ حرام تو نہیں ہے تو میں تو نہیں کھاؤں گا یہ حرام اس نے کہا No Harm حرام نہیں ہے تو اس نے کہا کہ اتنا تو وہ بھی جانتی تھی کہ حرام حلال کا تو وہ جن کے پاس گئے انہوں نے کہا مولانا وہ حرام حلال نہیں وہ کہہ رہی تھی کہ مضر صحت نہیں ہے انگریزی میں Harm کہتے ہیں کہ اس میں کوئی نقصان وہ بات نہیں حرام نہیں Harm کہا تھا اس نے کہنے لگے پھر میں نے کھالیا اب کیا کروں کہ اب قے کرلوں اس نے کہا تین چار گھنٹے گزر گئے اب قے کیسے ہوگی۔

تو کوئی اس طرح کی کوئی چیز کھلا دیتے ہیں کہ بندہ وہی بولی بولنے لگ جاتا ہے۔ اگر قاضی صاحب کی کایا پلٹ ہوگئی ہے تو پھر پرویز مشرف پہ گلہ کرنا تو فضول بات ہے اگر پرویز مشرف حکومت طالبان کے لئے مصیبتیں پیدا کر رہی ہے یا معین الدین حیدر کہہ رہا ہے کہ جہادی اور تربیتی کیمپ ہم نے بند کرادیئے ہیں یہ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں تو ان سے تو گلہ کرنا فضول ہے تو جب قاضی صاحب ساری عمر اسلام اسلام اسلام کا جماعت کا نام ہی اسلامی ہے اور میرے خیال میں اتنا بجٹ قوم اور ملک نے خرچ نہیں کیا ہوگا جتنے چندے جماعت اسلامی نے اسلام کے نام پہ لئے گئے ہیں مجھے یاد ہے ۵۰ء سے ۵۱ء کی بات ہے اس وقت پنڈی ایک پنڈ سا ہوتا تھا اور ایک چھوٹا سا راجہ بازار ہوتا تھا وہ بڑا شہر سا لگتا تھا تو جاکر لوگ شہر انجائے کرنے کے لئے صدر جاتے تھے اس کی شکل کچھ شہری سی ہوتی تھی وہ بھی کوئی خاص نہیں تو باقی تو گاؤں سا ہی ہوتا تھا تو اس زمانے میں بھی وہ آج کل کی طرح تمام نہیں ہوتے تھے ایک ٹیبل پہ شیشہ رکھ کر نائی بیٹھا ہوتا تھا اور پانچ سات استرے قینچیاں نے تو وہ کپڑے قمیض شمیض اتروا کر کوئی شیو کرا رہا ہے کوئی بال بنوا رہا ہے تو ہمارا ایک ساتھی ہوتا تھا اس کے جسم پہ بڑے بال تھے تو بیٹھا شیو کرا رہا تھا تو دوسرا ساتھی اوپر سے آیا اس نے کہا قمیض پہن لو قمیض پہن کر حجامت کراؤ اس نے کہا کیوں اس نے کہا کوئی جماعت اسلامی کا رکن آیا تو وہ دنبہ سمجھ کر کھال کھینچ لے گا اتنے بال ہیں تمہارے۔ کھال ضائع کر بیٹھو گے ۴۷ء میں

> **اسلام حقوق انسانی کی بحالی کا نام ھے اسلام کی ابتداء نماز روزے سے نہیں شرف انسانی کی بحالی سے ہوئی**

پاکستان بنا ۲۲ء سے یہ کھالیں کھا رہے ہیں زکوۃ عشر چندے وقتاً فوقتاً اربوں روپیہ اب بھی ان کے بیت المال میں اربوں کی رقم ہوتی ہے۔ تین کروڑ قاضی صاحب فرما رہے تھے تین کروڑ بیت المال سے اسلام آباد کے بینک یا اسلام آباد کی آمدن ہوئی تھی کروڑ تین دنوں میں۔ قوم نے اتنی اہمیت دی تھی ان کو اتنا پیسہ دیا اتنی جانیں تمہارے سپرد کر رہے ہیں اور تم کہہ رہے ہو ہم [illegible] ہیں۔ [illegible] مزید فرمایا کہ عرب اور امریکہ کے مفادات کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہ آج کے اخبار میں ہے سارا تو No Harm ہی کھائے ہیں۔ یعنی سمجھ نہیں آتی کہ ہمیں کس اللہ کے حضور جانا ہے ہمیں کس نبی ﷺ کی شفاعت کی امید ہے ہمیں کس دین پہ مرنا ہے امریکہ خود ویت نام سے تو بچ نکلا تھا اب امریکہ کا کل بیان تھا کہ شمالی اتحاد نے امریکہ سے فوجی امداد کی درخواست کی ہے اور امریکہ غور فرما رہا ہے کہ اپنی فوجیں افغانستان میں اتارے۔ اللہ تجھے لائے یہاں۔ اللہ تجھے یہاں لائے اور تو ویت نام سے تو جان بچا کر لے گیا تھا اور انشاءاللہ یہاں سے بچ کر نہیں جائے گا طالبان کا بگاڑ کیا لے گا ان کے مکان گرا دے گا ان کی فصلیں جلا دے گا ان کے بچے مار دے گا؟ ان کے پاس بچا کیا ہے ان کے بچے پہلے محفوظ ہیں؟ تو فصل تو نظر آتی نہیں کسی کا گھر سلامت ہے وہاں تو کچھ بھی نہیں انہیں تو مرنا ہے۔ اگر امریکہ کا بھی انجام قریب ہے تو تقدیر اسے گھیر کر یہاں لے آئے گی۔ اور ویت نام میں تو کافر تھے انہوں نے تجھے ناکوں چنے چبوا دیئے۔ وہی امریکہ نہیں ہے اور مجھے تو یہ خبر پڑھ کر خوشی ہوئی اللہ اس موذی کو بھی یہاں لائے۔ اور پھر اگر یہاں نہیں تو ہم بھی وہاں جان دینے کے قابل تو ہو جائیں گے کوئی ایک موقعہ تو پیدا ہوگا۔ امریکہ کو خدا یہاں لائے اور اسلام کے راستے کی یہ سب سے بڑی دیوار انہی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔ روس امریکہ سے جابر اور طاقتور تھا امریکہ روس سے ڈرتا تھا اگر روسی کتا اپنے زخم چاٹ رہا ہے روس کا ریچھ اپنے زخم رفو نہیں کر سکا تو یہ کس کھیت کی مولی ہے ان کا تو افریقہ میں ایک بندہ مارا انہوں نے لاش گھسیٹی تھی تو ساری فوج نکال لی تھی یہ تو بش کہتا تھا ہم بغداد تک جائیں گے لیکن عراق کی زمین پر کسی امریکی نے پاؤں نہیں رکھا ہوا ہے تو نے پھینکتے رہے ہیں۔ جرات ہوتی زمین پہ چلتے بغداد تک جاتے پوری جنگ میں زمین پر قدم

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایمان اور سلامتی کا راستہ صرف اور صرف جہاد اور شہادت فی سبیل اللہ ہے

رکھنے کی جرات نہیں ہوئی' یہاں تمہیں خدالائے۔

اور حیرت ہوتی ہے مجھے اپنے ان دینی رہنماؤں پر اور مجھے بڑی امیدیں تھیں بڑی توقعات تھیں بلکہ میں نے قاضی صاحب کو پیغام بھیجا تھا کہ آپ امیر بنیں ہم آپ کے پیچھے چلتے ہیں اور دوسری دینی جماعتوں کو بھی کہتے ہیں کہ آپ ہی کو امیر مان لیں غرض نفاذ اسلام سے ہے کسی شخص کی امارت سے نہیں۔ آپ کے پاس ایک منظم سسٹم ہے آپ ہی آگے لگیں میری تحریر موجود ہے زبانی بھی نہیں وہ کہتے ہیں کہ جی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ جو کہہ رہے ہیں خلوص سے کہہ رہے ہیں لیکن دوسرے نہیں مانیں گے یار موقع تو دو کسی کو ماننے کا کوئی مانے یا نہ مانے اور شکر ہے کہ قاضی صاحب نے وہ بات نہیں مانی ورنہ آج ہم کہاں جاتے کہتے ہیں اتحاد نہیں کس سے اتحاد کریں کس کس پہ اعتبار کیا جائے کس کی بات مانی جائے اتنی ہوس ہے لوگوں کو اقتدار کی اور حکومت میں آنے کی کہ اگر دین کو چھوڑ کر اور امریکی مفادات' بھئی! امریکہ کے مفادات کو نقصان نہ پہنچاؤ لیکن تم یہ بات کرو کہ وہاں امریکی مفادات کو نقصان نہیں پہنچے گا جہاں پاکستان کے مفادات متاثر نہ ہوں۔ مقدم پاکستان کے مسلمانوں کے مفادات ہوں گے اور اگر امریکی مفادات ہمارے مفادات سے ٹکرائیں تو پھر تمہارا نقصان ہوگا۔ یہ کون سی ضمانت ہے جی! امریکی مفادات کو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیوں نہیں ہوگا امریکی فرشتے ہیں یا وہ جو کچھ کہتے ہیں انصاف ہوتا ہے۔ یہ صورت حال ہے اور اس کے ساتھ ہم مسلمان ہیں۔

اسلام حقوق انسانی کی بحالی کا نام ہے اسلام کی ابتداء نماز روزے سے نہیں شرف انسانی کی بحالی سے ہوئی مکہ کے خلاف جہاد فرض نہیں تھا لیکن نظام کے خلاف بغاوت حضور نے بھی کی ﷺ اور آپ ﷺ کے خدام نے بھی کی نظام کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ شعب ابی طالب میں رہے بھوک کاٹی زخمی ہوئے سزائیں برداشت کیں ہجرت پہ مجبور ہو گئے لیکن نظام کے ساتھ ہماری طرح سمجھوتہ نہیں کیا۔ اور جب جہاد فرض ہوا تو کافرانہ نظام بنوک شمشیر توڑا اور انسانوں کے حقوق بحال کئے صرف مسلمانوں کے نہیں انسانوں کے اسلام کی ابتداء حقوق انسانی کی بحالی اور اسلام کی انتہا حقوق انسانی کی بحالی۔ ابتداء بھی وہی ہے اور کمال بھی وہی ہے اللہ کریم ہمیں اس کے لئے خلوص عطا فرمائے اس کی توفیق دے۔

اب یہ زمین معرکہ حق و باطل کی منتظر ہے جلد یا بدیر یہ ضرور بپا ہوگا اور اگر امریکہ بہادر یہاں تشریف لاتے ہیں تو شاید پھر یہ دو حکومتیں نہ رہیں حکمران آپس میں بانٹ کر بیٹھے رہیں مسلمان تو نہیں بٹیں گے پھر عام آدمی کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ ہم تو کسی کے پابند نہیں ہیں انشاءاللہ پھر یہ ایک ہی ملک ہوگا اور ایک ہی لوگ ہوں گے اور ایک ہی قوم ہوگی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے والی۔ ہم ایک طرف ہوں گے اور وہ ایک طرف۔ امریکہ بھی آ کر دیکھ لے روس پہلے سے ہے فرانس پہلے سے ہے امریکی امداد پہلے سے ہے ہندوستان پہلے سے ہی ہے اب امریکہ فوجیں بھی بھیجے اور اللہ کرے بھیجے بڑی خوشی ہوئی ہے پڑھ کر کہ امریکی فوجیں آئیں اور یہ جو امریکی تسلط یہاں ہے اور امریکہ کے چیلے ہر بار جو یہاں پاکستان پہ بھی مسلط ہو جاتے ہیں یہ نخرہ بھی تب ہی ٹوٹے گا ہمارے مرض کا علاج بھی اسی میں ہے کہ امریکہ وہاں آئے اس خنزیر کے دانت وہاں ٹوٹیں گے یہ کتا وہاں مار کھائے اور یہاں سے بھی اس کے دانت اکھڑ جائیں اور اس کا انجام اس طرح سے ہوگا اسے اللہ گھیر کر لائے گا اچھا ہے یہیں آئے۔ یہ میدان اچھا ہے انشاءاللہ العزیز ہمارے لئے تو اطمینان کا لمحہ ہوگا کہ اللہ کے لئے جان تو دی جا سکتی ہے اس یقین کے ساتھ اگر ہم جی نہیں سکے کہ مسلمان ہیں یا نہیں تو اس یقین کے ساتھ مر تو سکیں کہ اسلام پر جان دے رہے ہیں۔

دعائے مغفرت

سلسلہ کے ساتھی ندیم مبشر (گوجرانوالہ) کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

تبدیلی ٹیلی فون نمبرز

دارالعرفان منارہ

نیا نمبر 0573-562200

پرنسپل صقارہ اکیڈمی 0573-562222

www.naqshbandiaowaisiah.com

حقیقی ایمان کے تقاضے

پروفیسر عبدالرزاق صاحب کی تصنیف چراغ مصطفوی سے ایک اقتباس زیر نظر ہے

عن عبادۃ ابن صامت رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من شھدان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار۔

ترجمہ۔ حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی۔"

شہادت یا گواہی یہ ہے کہ کسی حقیقت یا سچی بات کو زبان سے ادا کر کے یہ ظاہر کر دیا جائے کہ حقیقت یہ ہے۔ انسانی عدالتوں میں اسی شہادت پر ہی فیصلے ہوا کرتے ہیں کیونکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو کچھ یہ زبان سے کہہ رہا ہے اس کے دل میں بھی یہ یقین موجود ہے کہ سچ یہی ہے۔ زبان دل کی ترجمان ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں اور جان بوجھ کر دیتے ہیں یعنی زبان سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتا گو وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ کہہ رہے ہیں مگر زبان سے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں اسی وجہ سے غلط فیصلے دیئے جاتے ہیں کیونکہ فیصلہ کا دارومدار شہادت پر ہوتا ہے کسی کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ دینا اللہ کا کام ہے مگر اسے یہ دھوکا نہیں دیا جا سکتا کہ زبان سے کچھ اور کہیں اور دل میں کچھ اور ہو۔ اس لئے اس کے فیصلے دل کی شہادت پر ہوں گے۔ یعنی وہ دیکھتا ہے کہ جو کچھ یہ زبان سے کہہ رہا ہے کیا اس کا دل بھی اس کی شہادت دیتا ہے اور اس میں بھی یہ یقین موجود ہے کہ حقیقت یہی ہے۔ اگر دل میں یقین نہیں اور زبان سے کہہ رہا ہے تو یہ جھوٹی شہادت ہوئی۔ اور جھوٹی شہادت دینا تو انسانی قانون کے مطابق بھی جرم ہے اس لئے جھوٹی شہادت دینے والے کو سزا دی جاتی ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں آتا ہے "اے میرے حبیب! منافق لوگ تیرے پاس آ کر کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ یقیناً تو اللہ کا رسول ہے اللہ خوب جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے لیکن اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔"

ظاہر ہے کہ منافق زبان سے جو کچھ کہتے ہیں وہ سچی شہادت تھی مگر چونکہ ان کے دل میں اس کا یقین نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کو جھوٹی شہادت قرار دیا۔

اب اس حدیث کا مطلب واضح ہو گیا کہ نبی کریم نے جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا دل اس بات کی شہادت دے اور وہ زبان سے دل کی بات ظاہر کر دے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو وہ دوزخ سے بچ گیا۔

لفظ معبود اور رسول کا مفہوم سمجھ لینا ضروری ہے۔ معبود اسے کہتے ہیں جس کی ہر بات نہایت عقیدت عاجزی اور محبت سے مانی جائے اور رسول وہ ہے جو یہ سکھائے کہ اللہ کا حکم کیا ہے اور اس کی تعمیل کرنے کا صحیح طریقہ کون سا ہے۔

اگر انسان دل کے یقین کے ساتھ ان دو باتوں کی شہادت دے تو اپنی عملی زندگی میں اللہ کی نافرمانی جان بوجھ کر نہیں کرے گا۔ غلطی ہو جانا اور بات ہے جو قابل معافی ہوتی ہے اگر آدمی اللہ کی نافرمانی ڈٹ کر کرے اور یہ شہادت بھی دیتا رہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ظاہر ہے اس کی شہادت جھوٹی ہے اس کے دل میں کچھ اور ہے زبان پر کچھ اور اور اس کے دل میں وہ نہیں جو اس کی زبان سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اسی طرح اگر وہ عملی زندگی میں ہر کام اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف کرے نیا رسول سے پوچھے ہی نہیں جو جی میں آئے اور جیسا جی چاہے کرنے لگے اور زبان سے شہادت بھی دیتا رہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ بات تو درست ہے مگر وہ جھوٹا ہے کیونکہ اس کے عمل سے ظاہر ہے کہ کام تو اپنی خواہش کے مطابق کرتا ہے صرف زبان سے رسول اللہ کا نام لیتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بے مثال لوگ

ڈاکٹر یار! موت نے اپنے وقت پر آنا ہے، میں جب سے سلسلہ عالیہ میں آیا ہوں میرا اجتماع مس نہیں ہوا، میں اجتماع پر ضرور جاؤں گا

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان 23-7-2000
بر موقع وفات کرنل محبوب خانؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

انما الاعمال بالنیات۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم الاعمال بالخواتیم۔ اوکما قال رسول اللہ ﷺ

اعمال کی بنیاد بندے کے خلوص اس کی دلی تمنا اس کی اندرونی تڑپ پر ہوتی ہے۔ دنیا میں کیا ہوگا کیا ہو رہا ہے اس پہ نہ مجھے قدرت ہے نہ آپ کو وہ رب العالمین کا کام ہے لیکن ہم کیا چاہتے ہیں کیا ہونا چاہئے اور اس کے لئے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں اس کے ہم مکلف ہیں اس کا محاسبہ ہوگا۔ اعمال اور کردار کا مدار خاتمے پر ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب حشر قائم ہوگا لوگ اٹھیں گے تو۔

من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جس کی مشابہت جس قوم سے ہوگی اسے اس قوم کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا۔ مشابہت سے مراد لباس بھی ہوسکتا ہے مشابہت سے مراد حلیہ بھی ہوسکتا ہے مشابہت سے مراد کردار بھی ہوسکتا ہے حلیے کی مشابہت کی ایک طاقت ہوگی لباس کی مشابہت کی ایک طاقت ہوگی شاید کردار کی مشابہت کی طاقت اس سے زیادہ ہو اور زیادہ ہونی چاہئے چونکہ حلیے اور لباس سے کردار کا اثر زیادہ ہے۔ ایک آدمی کا حلیہ مسلمانوں کا سا ہے لیکن کردار یہودیوں کا سا ہے تو یہ وہ چیز کی مشابہت وہاں دب جائے اور اس کا حشر وہاں ہو جہاں اس کا کردار جاتا ہے۔ کردار سے بھی ایک مضبوط رشتہ ہے وہ ہے آدمی کی فکر اس کا دل اس کا باطن اس کی قلبی کیفیات اس کے روحانی رشتے۔ ایمانیات قلبی کیفیات اور روحانی رشتے جتنے مضبوط ہوں گے جس قوم کے ساتھ جس طبقے کے ساتھ ہوں گے کردار تو ہم دکھاوے کے لئے بھی خوش اخلاق کا مظاہرہ کر لیتے ہیں جس سے آدمی کو تو دھوکا

اعمال کی بنیاد بندے کے خلوص، اس کی دلی تمنا اور دلی تڑپ پر ہوتی ہے

دیا جاسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس نیت اس کیفیت پہ مرتب فرمائے گا جو ہمارے دل میں ہے تو شاید کردار میں بھی پختہ پن ہو پختگی تب ہی ہوگی جب اس کے افکار اس کے احساسات اس کی کیفیات قلبی بھی اس کا ساتھ دیں اور اگر کسی کی کیفیات قلبی بھی ایک طبقے کے ساتھ ہوں پھر اس کا کردار بھی انہیں جیسا ہو جائے پھر اس کے افکار تو پہلے وہی تھے کردار وہی ہوگیا سوچ وہی ہوگئی لباس اور حلیہ وہی ہوگیا شکل بھی وہی ہوگئی تو اس کا مطلب ہے کہ جتنی چیزیں کسی مطابقت کے لئے چاہئیں تھیں کسی کو مل گئیں تو وہ یقیناً اسی طبقے میں جائے گا۔ لیکن آخرت کا پرتو ہے دنیا اور بعض لوگوں کا کردار اتنا مضبوط ہوتا ہے اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اس کی مثال دی جاسکتی ہے آپ نے یہاں دو مزار پہلے دیکھے دو قبریں پہلے ہیں اور تیسری آج کرنل محبوب خان صاحب تشریف لے آئے۔

یہ ایک قبر جو ہے یہ باباجی افغانستان کے مہاجر ہیں۔ اور یہ اس وقت کے مہاجر ہیں جب ظاہر شاہ کی حکومت تھی اور ظاہر شاہ نے علماء کا ایک جرگہ بلایا تھا پورے افغانستان سے جس میں وہ نئی قسم کی جمہوریت جس کے لئے پھر روس نے کوشش کی ظاہر شاہ انٹروڈیوس کرنا چاہتا تھا۔ سرفہرست یا لیڈنگ رول جس بندے کا اس میں تھا یہ باباجی تھے جو فن ہیں باقی جن علمائے نے تائید کی انہوں نے ان کی تائید کی جرگے میں کھڑے ہو کر انہوں نے روکا تھا کہ تمہاری حکومت غیر اسلامی تو پہلے بھی ہے شخصی ہے اب تم اسے کافرانہ بنانا چاہتے ہو اس پر ظاہر شاہ نے انہیں ملک سے نکال دیا تھا۔ یہ اس وقت کے مہاجر ہیں ان کے بہت سے مرید اور متبعین تھے اور یہ بہت پائے کے عالم تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرا اثاثہ میری کتابیں ہیں میرا رشتہ میری کتابیں ہیں مجھے علم سے عشق ہے کسی کو خبر نہیں تھی کہ انہیں کہاں دفن ہونا ہے یہ بھی دل کے مریض تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے در دولت پہ حاضر ہوتے یہاں اجتماع میں تشریف لاتے پھر زیادہ بیمار ہوگئے ڈاکٹروں نے منع کردیا یہاں اجتماع تھا انہوں نے کہا ڈاکٹر موت نے اپنے وقت پر آنا ہے ہر حال میں جب سے جماعت میں آیا ہوں میرا اجتماع مس نہیں ہوا میں اجتماع پہ جاؤں گا یہاں آئے اپنے پورے معمولات صحیح کئے ذکر ہوا بیان ہوا ظہر کے وضو کے لئے تشریف لے گئے غسل خانے سے ہو کر آگئے پورا پورا وضو کرلیا دائیاں پاؤں دھویا جب بائیاں پاؤں دھو چکے تو وہیں اسی وضو گاہ پر گر گئے اٹھا کر دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اب انہیں ایسی مناسبت تھی سلسلہ عالیہ سے مشائخ کرام سے بزرگوں سے کہ وہ یہاں دفن ہوگئے۔ ان کے مریدوں نے بڑی کوشش کی یہاں میرے پاس حاضر ہو کر انہوں نے کہا کہ جی ہم قبر نہیں کھولتے ہم بڑا ٹرک لے آتے ہیں کرین لے آتے ہیں ارد گرد سے دو دو چار چار فٹ مٹی کھود کر نیچے سے اٹھا کر قبر میت لے جائیں گے میں نے کہا بابا جی جاتے ہیں تو لے جاؤ بابا جی تو ڈاکٹروں سے بازو چھڑا کر یہاں آگئے اب یہاں رات دن صبح شام وہی ذکر ہوتا ہے جس کے لئے انہوں نے جان ماری ساری عمر۔

چھوڑ کر کب جائیں گے بھئی اب تم اس میں کیوں رکاوٹ بننا چاہتے ہو۔ یہاں کوئی قبرستان تو نہیں ہے ہم تو کسی کو دفن کی اجازت نہیں دیتے انسٹی ٹیوشن ہے قبرستان تو نہیں ہے یہ تو تعلیم وتربیت کے لئے ہے لیکن کچھ لوگ زبردستی اس میں داخل ہوگئے رب العالمین جانتا ہوتا ہے ان کے رشتے کو ان کے تعلق کو ان کی تمنا کو اور لوگ تو قیامت قائم ہوگی تو گروہوں میں تقسیم ہوں گے یہ ایسے مضبوط کردار کے مالک ہوتے ہیں کہ یہ یہیں اپنی قیامت بنا لیتے ہیں اپنا گروہ منتخب کرلیتے ہیں۔

ابا جان اللہ کریم ان پر مزید رحمتیں فرمائے یہاں صرف اجتماع میں تشریف لاتے تھے یا کبھی کبھی طبیعت آئی پھوہان آ کر رہ گئے اپنی آخری بیماری ساری یہاں بسر کی وصیت کی کہ مجھے جس خاندانی قبرستان میں نہیں لے جانا مجھے یہیں دفن کرنا۔

چوہدری فقیر اللہ کی ساری عمر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بسر ہوئی جماعت کی خدمت میں بسر ہوئی فوت لاہور میں ہوئے لیکن انہوں نے کہا بھئی مجھے وہاں لے جانا۔ میں نے انہیں منع بھی کیا یار یہاں قبرستان تو نہیں بنایا جاسکتا یہ ایک ادارہ ہے انسٹی ٹیوشن ہے لیکن وہ جو گروہ بندی رب العالمین نے کرنی ہے۔

اب یہ کرنل صاحب اللہ پاک ان پر مزید بے شمار رحمتیں فرمائے اور ہمیشہ ان کے درجات بلند فرماتا رہے یہ اس کردار کے لوگ ہوتے ہیں کہ لوگوں کی گروہ بندی تو میدان حشر میں ہوگی اور انہیں اللہ نے اپنے بندوں کے ساتھ ان کی قبور ہی خاندان سے الگ کردیں رشتہ داروں سے الگ کردیں برادری سے الگ کردیں کہاں سے وہ امریکہ سے برطانیہ سے یورپ سے اٹھا کر لے آتے ہیں جی اپنے گاؤں میں اپنے رشتہ داروں میں دفن کریں گے اور یہ ان کی وفات رشتہ داروں میں ہوتی ہے اور یہ یہاں ویرانے میں آجاتے ہیں وہ رب العالمین ہے یہ اس کی نوازشیں ہیں اس کا کرم ہے۔ حشر تو اپنے اپنے گروہ کے ساتھ ہونا ہے نا اور کتنے خوش قسمت ہیں ہم ابھی اثنائے راہ میں ہیں اللہ ہم سب کا بھی انجام نیک کرے یہ درد ہمیں بھی عطا کرے لیکن ہم ابھی اثنائے راہ میں ہیں مکلف ہیں۔

فاعبد ربك حتى ياتيك اليقين۔ ہم آخر تک مکلف ہیں اللہ کرے یہ نبھ جائے تو بڑے خوش قسمت ہیں یہ لوگ اور اس کی آخرت اتنی مضبوط ہے الحمد للہ کہ اس کا اثر دنیا میں ظاہر ہو رہا ہے ان کی گروہ بندی اور درجہ بندی یہاں نظر آرہی ہے کسی کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا کسی کے خواب و خیال میں نہیں ہوتا اس طرح کا واقعہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے اس کا سبب میں بن جاتا ہوں اس کا سبب فاروق صاحب بن جاتے ہیں اس کا سبب کرنل بشیر بن جاتے ہیں وہ رب العالمین ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے ہم سمجھتے رہتے ہیں میں نے کیا وہ سمجھتا ہے میں نے کیا کسی نے بھی نہیں کیا تقسیم اللہ کی ہے اور جہاں جیسا کردار جہاں دل ملتا ہے جہاں مزاج ملتا ہے جس کے لئے جدوجہد اور مجاہدہ کیا جاتا ہے اللہ وہاں پہنچا دیتا ہے کتنا مضبوط کردار ہے کہ اس نے قیام حشر سے پہلے اس دار دنیا میں اپنا گروہ الگ کرلیا مثال تو اس بات کی سمجھ میں آنی چاہئے کہ قیامت کو تو ہر بندہ اپنے اپنے گروہ

میں اٹھے گا لیکن انہوں نے اپنا گروہ ابھی سے الگ کر دیا۔

و من تشبه بقوم فهو منهم۔ اوکما قال رسول اللہ ﷺ کہ جو جس قوم سے جس کی مشابہت ہوگی اسے اسی قوم کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا لیکن یہ کتنے مضبوط لوگ ہیں کہ قیامت ہوگی تو ہوگی یہ اپنے لوگوں میں آ کر کھڑے ہو گئے کوئی کسی سمندر سے اٹھے گا کوئی کسی ویرانے سے اٹھے گا کسی دوسرے شہر سے اٹھے گا پتہ نہیں کوئی پاکستان سے اٹھے گا حشر اس کا برطانوی جیسا ہوگا کوئی پاکستان سے اٹھے گا کھڑا اسے امریکنوں کے ساتھ ہونا پڑے گا کوئی امریکہ سے اٹھے گا اور کھڑا بیت اللہ کی جماعت کے ساتھ ہوگا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے خادموں میں کھڑا ہوگا تو وہ تو پتہ چلے گا نا جب قیامت قائم ہوگی۔ لیکن یہ کتنے مضبوط لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنا راستہ اپنی جماعت اپنے دوست اپنے ساتھی اپنا گروہ اتنا موثر کریکٹر ہے اتنا موثر کردار ہے اتنے مضبوط اعمال ہیں کہ وہ جو قیامت کو ہونا ہے وہ یہیں وقوع پذیر ہو رہا ہے تو اللہ سے اللہ کے حبیب ﷺ سے اور اللہ سے اللہ کے بندوں سے محبت کا معیار ہے کیسی عجیب بات ہے لوگوں نے افسانے گھڑ رکھے ہیں جی رانجھے کو بڑا عشق تھا ہیر کے ساتھ اور وہ ہیر کی قبر پھٹ گئی اور وہ اس میں سما گیا پنوں کو سسی سے بڑا عشق تھا اور وہ قبر پھٹ گئی اور اس میں سما گیا اس کا کوئی عینی گواہ نہیں ملتا کتابوں میں قصوں میں شعر و شاعری میں وہ باتیں ملتی ہیں جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تصورات ہیں۔ عشق تو ان لوگوں کا تھا کوئی کہیں سے چلا کوئی کابل سے چلا کوئی لاہور سے کوئی کراچی سے کہیں کہیں سے کہاں کہاں سے چل کر جمع ہوتے جاتے ہیں عشق کا مزا تو اس طرح آتا ہے میں نے ایک دفعہ ایک شعر پڑھا کرنل صاحب کا شعری ذوق بڑا اچھا تھا کسی کا ایک شعر تھا۔

اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی
روتا ہوا دیکھوں پس دیوار تجھے بھی

اصل شعر ہی یہ تھا تو یہ فرمانے لگے سن کے کہ حضرت اسے بدل دو

روتا ہوا دیکھوں سر بازار تجھے بھی

یہ پس دیوار رونے سے کیا مزا آئے گا روتا ہوا دیکھوں سر بازار تجھے بھی۔ الحمد للہ اللہ کریم ان سب پر اپنی بے شمار رحمتیں فرمائے ان کے پس ماندگان کو ان کی اولادوں کو جن لوگوں سے ان کو محبت تھی ان سب کو اللہ ہمیشہ ہدایت پر رکھے ان کے مشن پہ چلائے ہم سب کے لئے ساتھیوں کے لئے احباب کے لئے ان کی قربانیوں کو مشعل راہ بنائے اور اسی طرح کا عشق ایسی والہانہ محبت اور اسی طرح کا کردار اللہ کریم سب احباب کو نصیب فرمائے۔

شیخ المکرم مدظلہ العالی سے خط و کتابت۔ آداب

o--- خط کا جواب حاصل کرنے کے لئے جوابی لفافہ بمعہ پتہ ضرور ارسال کریں۔

o--- خط مختصر اور با مقصد لکھیں۔

o--- اگر خط میں جواب دینے والی کوئی بات ہو تو جواب ضرور دیا جاتا ہے ورنہ خیر و عافیت اور دعا کی استدعا کے لئے جواب ضروری نہیں۔

o--- وہ حضرات جو اخباری خبریں پڑھ کر سوال لکھتے ہیں ان کو چاہیئے کہ ہر بیان صحیح سیاق و سباق میں دیکھیں جس کے لئے آڈیو وڈیو کیسٹیں اور ماہنامہ المرشد موجود ہیں۔ اس کے بعد بھی تسلی نہ ہو تو سوال لکھ سکتے ہیں۔

o--- لفافہ بند کرتے ہوئے خیال کریں کہ اتنی گوند لگائیں جتنی ضروری ہے۔ کہیں بہہ کر اندر خط کو لفافہ کے ساتھ نہ چپکا دے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے گردِ سفر، نشانِ منزل، متاعِ فقیر، آس جزیرہ، دیدہ تر، کونسی ایسی بات ہوئی ہے اور سوچ سمندر شائع ہو چکے ہیں۔

تیری دعائیں اور ہیں میری دعائیں اور ہیں
عاشقِ دل فگار کی ساری ادائیں اور ہیں

ہم نے دل دیا تجھے ہم سے بڑی خطا ہوئی
یہ جرم ہی عجیب ہے اس کی سزائیں اور ہیں

دردِ ہجر ہو یا فراق یہ تو ہے عام سی خبر
ہوتی ہیں ہم پہ نت نئی جو، وہ جفائیں اور ہیں

پہنچیں گے ہمسفر کہاں یہ وقت ہی بتائے گا
بیٹھے ہیں آجکل جہاں کچھ یہ فضائیں اور ہیں

برسیں مسرتیں کہیں برسا کریں ہزار بار
گرتی ہیں ہم پہ بجلیاں جن سے، گھٹائیں اور ہیں

تم رہنا چاہو دور تو ہم سے رہو ہزار بار
ہم کو ہے وصل کی طلب اپنی دعائیں اور ہیں

یہ دردِ دل، خونِ جگر اس جرم کی سزا نہیں
ہم سے ہوئی تھیں جو کبھی وہ کچھ خطائیں اور ہیں

ہے چاند رات یہ عجب چھپتا ہے چاند کہر میں
جنگل کی خامشی میں کچھ بھیگی صدائیں اور ہیں

بدلو نہ رنگ فقیر اب اچھی نہیں ہے یہ ادا
جن کے ہوئے اسیر ہم وہ کچھ ادائیں اور ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

مقلد اور غیر مقلد

خلافت راشدہ کے بعد آنے والی حکومتوں نے اسلامی نظام کی بجائے ذہنیت کے اپنے مفاداتی نظام کو اپنایا تو اسلامی نظام کا تسلسل وہیں پر منقطع ہو کر رہ گیا جس کے نتیجے میں مختلف مسائل پر مختلف مکاتب فکر نے اپنی اہلیت اور اجتہاد کے مطابق آراء دینی شروع کیں۔ اس طرح مختلف فقہیں وجود میں آنے لگیں۔ ہر فقہ کے مقلد اپنی فقہ کو دوسروں سے زیادہ معتبر سمجھنے لگے جس سے مختلف فرقے وجود میں آتے گئے۔ انہی میں ایک اور فرقہ کا اضافہ بھی ہوا جو اپنے آپ کو غیر مقلد کہلانے لگا۔

مقلد اور غیر مقلد دونوں ہی اپنے اختلافی امور پر فقہی بحثیں تب سے اب تک جاری ہیں جس کی وجہ سے مسلمان تقسیم در تقسیم ہو کر آپس میں ہی ایک دوسرے کے مخالف ہوتے گئے۔ یہ مباحث تب تک جاری رہیں گی جب تک اسلامی نظام کا نفاذ نہیں ہو جاتا۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہم سب مل جل کر اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے لئے کوشش کریں تا کہ گروہ بندی اور فرقہ بندی میں منقسم منتشر قوم کو متحد کیا جا سکے۔

تحریر۔ پروفیسر حافظ عبدالرزاق

عزیزم قمر صاحب! ہدیہ مسنون۔ گرامی نامہ ملا۔ سب سے پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ جس کام کے لئے آپ کی نگاہ مجھ پر آ کے رک گئی ہے اس کی بنیاد کیا ہے اس سے پہلے نہ میری آپ سے ملاقات ہوئی نہ بات ہوئی اور نہ میں عالم نہ مفتی پھر آپ نے اتنا بڑا مطالبہ مجھ سے کیوں کیا۔

خیر تو قہر درویش بر جان درویش خط کے نفس مضمون کی طرف آتے ہیں۔ آپ کے اہل حدیث دوستوں کے آپ سے اختلاف یا مخالفت یا شکایت کی بنیاد دو باتوں پر ہے اول یہ کہ آپ مقلد کیوں ہیں ہمارے ساتھ ملیں اور غیر مقلد ہو جائیں۔ دوم یہ کہ آپ ابوحنیفہ کی بات کیوں مانتے ہیں ہماری بات مانیں کیونکہ ابوحنیفہ کو تو حدیث کی سمجھ ہی نہیں اور ہم قرآن و حدیث کے متجر عالم ہیں۔ اگر ان دونوں باتوں کا فیصلہ ہو جائے تو آپ کی دوستی پختہ ہو سکتی ہے یا ختم ہو سکتی ہے۔

پہلے آپ یہ سمجھیں کہ تقلید کیا ہے غیر مقلد کون ہوتا ہے اور حنفی سے کیا مراد ہے۔

تقلید۔ کسی کی بات دلیل اور ثبوت مانگے بغیر مان لینا تقلید کہلاتا ہے اور جو ایسا کرے اس کو مقلد کہتے ہیں۔

غیر مقلد۔ جو کسی کی بات دلیل یا ثبوت پیش کئے مقبول نہ کرے دین کے دائرے میں یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں۔

حنفی۔ وہ شخص جو یہ سمجھتا ہو کہ میں قرآن و حدیث کے مفہوم اور اس کی روح کو کما حقہ نہیں سمجھتا اس لئے قرآن و حدیث کے ماہر جسے دوسری صدی ہجری سے آج تک دنیا کے چوٹی کے علما ماہر تسلیم کرتے آئے ہیں۔ میں اسے اپنا استاد سمجھتا ہوں اور قرآن و حدیث کی بات اسی سے پوچھتا ہوں اس کا نام ابوحنیفہ ہے اس لئے اپنے استاد کی نسبت سے اپنے آپ کو حنفی کہتا ہوں۔ چونکہ مجھے اپنے استاد کی دیانت اور مہارت فن پر پورا پورا اعتماد ہے اس لئے ان کی بات بغیر دلیل طلب کئے مانتا بھی ہوں اور اس پر عمل بھی کرتا ہوں۔

میں نے تقلید کو جو اپنایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسلامی شریعت کا حکم ہے وہ بھی سن لیجئے۔

ا۔ تقلید اختیار کئے بغیر آدمی جہنم کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب دوزخیوں سے پوچھا جائے گا کہ تم یہاں کیوں آ گئے تو قالوا لوکنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر یعنی اگر ہم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات سنتے اسے پلے باندھتے تو آج جہنمیوں میں نہ ہوتے۔ یہ ہے تقلید دوسرا درجہ ہے او نعقل یعنی عقل سے کام لیتے۔ یہ ہے تحقیق۔ سمع کا ذکر پہلے ہے کیونکہ اکثریت کا تعلق تقلید سے ہوتا ہے۔

۲۔ قرآن کہتا ہے والسبقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ جس سے راضی ہو جائے اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں اللہ کریم نے اعلان بھی فرمایا ہے ورضوان من اللہ اکبر اور اس آیت میں اللہ کریم نے بتایا کہ اللہ ان گروہوں سے راضی ہوتا ہے۔

(ا) مہاجرین جو ایمان لانے میں سبقت لے گئے

(۲) انصار جو ایمان لانے میں سبقت لے گئے

(۳) ان کے بعد قیامت تک آنے والوں میں سے وہ لوگ جو سچے دل سے ان کا اتباع کریں گے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ایک ہوتی ہے اطاعت کہ کسی نے حکم دیا اور اس کی تعمیل کر دی یہ ہے اطاعت۔ ایک ہے اتباع۔ یہ کہ حکم کا انتظار نہ کیا بلکہ کسی کی ہر بات ہر حرکت ہر ادا اپنالی۔ اپنی پسند و ناپسند اس کے تحت کر دی یہ ہے تقلید کی اعلیٰ ترین صورت پھر اس کے ساتھ "احسان" کی قید بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے یعنی اتباع محض اداکاری نہ ہو دکھاوے کے لئے نہ ہو بلکہ سچے دل سے ہو تو ان دونوں گروہوں کے اتباع یعنی تقلید کے بغیر اللہ کی رضا حاصل ہی نہیں ہوتی۔ یہ رہا آپ کے غیر مقلد دوستوں کی پہلی بات کا جواب۔

اب آیئے دوسری بات کی طرف۔ کہ ابو حنیفہ کی نہ مانو تو ہماری بات مانو۔ یا یوں کہیے کہ ابو حنیفہ کی تقلید نہ کرو ہماری تقلید کرو۔ اس مطالبے میں ایک خاص ذہنیت کام کر رہی ہے اور وہ ہے۔

انا خیر منه۔ اور یہ ایسا لاعلاج مرض ہے کہ جس کو سب سے پہلے یہ مرض لاحق ہوا تھا۔ کروڑوں سال گزر گئے مگر وہ مرض ابھی تک جوں کا توں ہے اور وہ پہلا مریض یہ تحفہ اپنے شاگردوں کو دیتا رہتا ہے اور غیر مقلدوں کے حصے میں یہ دولت سب سے زیادہ آئی ہے۔

آپ شروع میں دیکھ آئے ہیں۔ کہ تقلید نام ہے اس عمل کا کہ کسی کی بات دلیل طلب کئے بغیر مان لی جائے اور غیر مقلد وہ ہے جو دلیل کے بغیر کسی کی بات نہ مانے۔ یہ دونوں صورتیں ابتدائے آفرینش سے سامنے آ رہی ہیں چنانچہ قرآن کریم نے اس کا نقشہ پیش کیا ہے۔

و اذ قلنا للملائکة اسجدوا لادم فسجدوا

یہ ہے تقلید کا نمونہ ایک ہستی نے سجدہ نہ کیا الاابلیس۔ مگر وہ کیوں؟ اس لئے کہ حکم میں دلیل موجود نہ تھی۔ اور اس نے سجدہ نہ کرنے کی دلیل پیش کردی کہ اناخیر منه کہ میں ان سے بہتر ہوں اور ظاہر ہے کہ جو بہتر ہو وہ کمتر کو سجدہ کیوں کرے پھر اپنے بہتر ہونے کی دلیل بھی پیش کردی کہ خلقتنی من نار و خلقته من طین. اس کو کہتے ہیں غیر مقلدیت۔ یہ پہلا غیر مقلد ہے جو کروڑوں برس گزر جانے کے بعد پوری استقامت کے ساتھ اپنے عقیدے پر قائم ہے۔

خیر یہ تو ہوئی اصول کی بات آپ کے دوستوں کا یہ دوسرا مطالبہ اس بنا پر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فہم القرآن اور فہم حدیث میں ہمارا درجہ بلند ہے اور ابوحنیفہ کو تو فہم حدیث کی ہوا بھی نہیں لگی۔ تو آپ ان سے مطالبہ کریں (۱) کہ اہل فن کا کہنا ہے کہ تفسیر قرآن کے لئے ۱۵ علوم میں ماہر ہونے کی ضرورت ہے تو آپ ذرا ان پندرہ علوم کے نام لکھ دیں پھر یہ ثابت کریں کہ آپ نے ان میں مہارت حاصل کرلی ہے۔ (۲) محدثین کا کہنا ہے کہ حدیث اور حدیث کی پہچان کے لئے ۳۸ اصطلاحات کا کماحقہ جاننا ضروری ہے آپ اسی مجلس میں ان ۳۸ اصطلاحات کے نام ہی لکھ دیں۔

(۳) یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ایک زمانہ کے ماہرین فن اپنے ہم عصروں کی تعریف کبھی نہیں کرتے مگر ابوحنیفہ وہ ہستی ہے کہ ان کے ہم عصر علماء جو امام فن مانے جاتے تھے وہ ابوحنیفہ کے فہم قرآن فہم حدیث، حدیث کی پہچان اور ان کے ورع تقویٰ اور ان کی علوشان کے معترف اور ان کے مداح ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) امام محمد بن سیرین ۱۱۰ھ (۲) امام اعمش ۱۴۷ھ (۳) امام علی بن صالح ۱۵۰ھ (۴) امام ابن جریج ۱۵۰ھ (۵) امام اوزاعی ۱۵۷ھ (۶) امام ابوداؤد طائی ۱۶۰ھ (۷) امام سفیان ثوری ۱۶۱ھ (۸) امام مالک ۱۷۹ھ (۹) عبداللہ بن مبارک ۱۸۱ھ (۱۰) وکیع بن جراح ۱۹۶ھ (۱۱) امام شافعی ۲۰۴ھ (۱۲) امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ ان معاصرین کے صدیوں بعد آنے والوں میں سے امام غزالی ۵۶۵ھ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میرا عقیدہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ امت مصطفیٰؐ میں سے معانی عنقہ کے حقائق میں سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں۔

برعظیم کے نامور عالم ربانی شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے پہچان کرائی کہ مسلک حنفی میں بہت عمدہ طریقہ ہے جو اس سنت کے قریب تر ہے جو بخاری اور ان کے زمانہ کی جمع کی گئی اور منقح کی گئی (فیوض الحرمین)

جب آپ کا مطالبہ ہے کہ ابوحنیفہ کی نہ سنو ہماری سنو۔ تو آپ اپنے زمانے کے نہیں صرف اپنے ملک کے ان عظیم صاحب تصنیف علمائے ربانی کے نام لیں جو آپ کے فہم حدیث اور حدیث کی پہچان کے معترف ہوں اور اس کی شہادت دیتے ہوں۔ حیرت ہے کہ کوئی تیرہ صدیوں کے امت کے عظیم اور امام فن علماء تو ابوحنیفہ کے قرآن وحدیث کے اسرار کا امین ہونے کی شہادت دیں اور چودھویں صدی کے یہ ٹٹ پونجیے غیر مقلد ابوحنیفہ کی تنقیص کا علم بلند کئے میدان میں نکلیں بات تو وہی بنی کہ ذات دی کہن کرڑی تے شتیراں نوں جپھے۔

پھر حیرت ہے آپ اس جہل مرکب ٹولے کو اپنا دوست بھی سمجھتے ہیں۔ ہاں ایک بات رہ گئی کہ جب اصول یہ ہے کہ کسی غیر کی فطرت اس کی ذات سے جدا نہیں ہو سکتی اور تقلید انسان کی فطرت ہے تو کیا یہ غیر مقلد انسان نہیں ہیں۔ سوال بڑا وزنی ہے مگر مشاہدہ میں ذرا سقم رہ گیا ہے۔

آپ یہ بتائیں کہ کیا تمام غیر مقلد یا اہل حدیث قران وحدیث کے عالم ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہم نے تو چٹے ان پڑھ بھی دیکھے ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ پھر وہ دین کے احکام دین کی باتیں کیسے معلوم

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتے ہیں۔اسی سوال پر جواب سے پورا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے ان غیر مقلد بھائیوں سے پوچھتے ہیں جن کو وہ پڑھا لکھا سمجھتے ہیں۔ جب ان کی بات مان لی تو ان کے مقلد ٹھہرے۔فرق ہے تقلید کرتے ہیں مگر مانتے نہیں۔ہم میں اور ان میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ہم اس ماہر فن کی تقلید کرتے ہیں جس کو دنیا بھر کے علماء عظیم رہنما مانتے ہیں۔ یعنی امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں اور یہ جو اہلحدیث کہلاتے ہیں ہر ایرے غیرے نتھو کھیرے کی تقلید کرتے ہیں۔آخر میں ان کے گھر کی ایک خبر بھی سن لیں۔مولوی محمد حسین بٹالوی اہلحدیثوں کے جو شیلے امام ہیں وہ اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد دوم میں لکھتے ہیں۔پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ۔کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہونے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے"

مسلک اہل حدیث کا تاریخی جائزہ

انگریز نے ۱۸۵۳ء میں حکمران کی حیثیت سے اس ملک میں ڈیرے جمائے۔اس نے یہاں کی نفسیات کا بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہاں دو قومیں بستی ہیں ہندو اور مسلمان۔لفظ ہندو کے معنی ہی غلام ہیں اور یہ صدیوں سے غلام چلا آ رہا ہے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ہم نے مسلمانوں سے حکومت چھینی ہے اور ان کا مذہب یہ سکھاتا ہے کہ یہ خدا کے بغیر کسی کی غلامی قبول کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ان کا علاج صرف ایک ہے کہ انہیں دین سے دور کر دیا جائے۔پھر اس نے دیکھا کہ مساجد میں جہاں نماز روزہ وغیرہ کے لئے درس ہوتے وہاں جہاد کے بھی درس ہوتے ہیں۔ان دونوں خطرات سے نمٹنے کے لئے انگریز نے بڑے دور رس منصوبے تیار کئے۔

(۱) ۱۸۶۰ء میں ایک قانون بنایا کہ کاغذات مال میں امام مسجد کو "کمیں" لکھا جائے۔ بظاہر بے ضرر سا کام تھا مگر انگریز کی ژرف نگاہی کام کر گئی اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کے دلوں سے دین کا تقدس اور احترام جاتا رہا۔جب دینی پیشوا "کمیں" تو دین کی حیثیت کیا رہ گئی۔دوسرا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ اپنے آپ کو اونچی ذات کے سمجھتے تھے اور امام مسجد تھے وہ کھسکنے لگے۔ان کی جگہ وہ لوگ آگے آنے لگے جو معاشرے میں نیچی ذات کے سمجھے جاتے تھے اور کمیں کہلاتے۔انہوں نے دیکھا کہ کمیں ہم ہیں لیکن امام مسجد بن جائیں گے تو ہماری شان بن جائے گی۔چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مساجد ان لوگوں سے بھر گئیں اور ان میں سے اکثر کمیں ہونے کے علاوہ جاہل بھی سکہ بند ہوتے ان لوگوں نے اپنی ٹوہر بنانے کے لئے اور پیٹ پوجا کے لئے نئے نئے مسائل گھڑے اور مسلمانوں میں افراتفری کی لہر دوڑ گئی آج بھی آپ سروے کریں تو آپ کو امام مسجد زیادہ تر وہی ملیں گے جو معاشرے میں نیچی ذات کے شمار ہوتے ہیں۔ (نوائے وقت ۳۱-۱-۵۵)

۵۵ ہزار ائمہ مساجد میں سے

۸ ہزار درس نظامی کے فارغ التحصیل

۳۶ ہزار نیم خواندہ

۱۱ ہزار چٹے ان پڑھ۔

یہ ہے ۱۸۶۰ء کے قانون کا ایک اثر

دوسرا اثر یہ ہے کہ جو نئے مسائل ان کمیں اماموں نے گھڑے ان کا تعلق دین سے نہیں مگر ان کو عین دین بنایا گیا۔اور وہ سارے مسائل تین شعبوں سے ہیں۔کھانا' گانا اور دکھانا یعنی نمود و نمائش اور ان پر آج تک ہر جگہ اور ہر مسجد میں جھگڑے ہوتے ہیں۔

انگریز نے دوسرے مقصد کے لئے کہ مسجدوں میں درس جہاد نہ ہو بلکہ فساد ہو۔چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک الگ مسلک وجود میں آیا اور ۱۸۶۱ء میں پہلی دفعہ ایک شخص محمد یوسف نے رفع یدین کرنا شروع کیا اور انگریز نے اس کو خوب نوازا۔

پھر مولوی محمد حسین بٹالوی وکیل اہلحدیث بند نے کرد جہاد میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام تھا "الاقتصاد فی مسائل الجھاد" اور انگریز سے جاگیر لی۔پھر نواب صدیق حسن خان نے ایک رسالہ "ترجمان وہابیہ" لکھا اور انگریز سے ریاست کی نوابی اور خطاب حاصل کیا۔پھر مولانا بٹالوی نے دس سوالات لکھ کر ایک اشتہار شائع کیا اور پہلی مرتبہ مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا یہ نیا طریقہ اختیار کیا۔

یہ ہے اہل حدیث کا تاریخی پس منظر۔

ایک غیر مقلد مصنف لکھتا ہے۔"اس زمانے میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی اور فوجداری میں دائر تھے۔تقلید اور عدم تقلید کی بحث ناگوار نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرے سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی۔ بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گزر کر ہائی کورٹ الہ آباد اور کلکتہ تک پہنچے۔اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لندن تک لڑا جس میں اہل حدیث کامیاب رہے ۱۸۶۰ء سے پہلے اہل حدیث کا یہاں نام تک نہ تھا۔(الحیات بعد الممات صفحہ ۶۱۱ تا ۶۱۴) ان کی کوئی کتاب اب بھی نہیں ملتی جو ۱۸۶۰ء

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے پہلے کی تصنیف ہو۔ غیر مقلدین کے مشہور مورخ و محدث مولانا محمد شاہجہان پوری نے ۱۹۰۰ء ۱۳۱۹ء میں ایک کتاب شائع کی "الارشاد الی سبیل الرشاد" اس میں لکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں پچھلے زمانے میں شاذونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے دنوں سے سنا ہے اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں یعنی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں جیسا کہ تحریمہ باندھتے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں بنگالہ کے عوام ان کو رفع یدینی بھی کہتے ہیں (صفحہ ۱۳ مع حاشیہ) مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی کتاب الاقتصاد میں اہل حدیث کا تعارف بھی کرایا ہے۔

اہل حدیث۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تقریراً اور تحریراً حاضر و غائب خیر خواہی و وفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہیں اور ان کی خدمت و معاونت میں سرگرم ہیں ان ہی لوگوں میں پنجاب کے اہل حدیث شامل ہیں۔ پنجاب کی برٹش گورنمنٹ نے بھی اس کی تصدیق و تائید کر دی ہے۔ (صفحہ ۴۸) گورنمنٹ سے لڑنا یا ان لڑنے والوں کی کسی نوع کی مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے (الاقتصاد صفحہ ۴۹)

☆ ایسی بات مت کرو جس سے کسی کا دل دکھے

☆ ایسی جگہ نہ جاؤ جہاں برائی جنم لیتی ہو۔

☆ نہ پیو ایسی شے جو صحت کو نقصان دے۔

نفاذ اسلام کی برکات

کوئی ٹیکس

نہیں ہو گا

لیکن زکوٰۃ اور عشر

ہو گا

الاخوان نفاذ دین حق کیلئے کوشاں ہے

منور حسین کلو

www.naqshbandiaowaisiah.com

فیضان رسالت

تم سب ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ یہ تو محمد عربی کا فیضان رسالت ہے کہ آپؐ نے انسانوں کو ذلت اور گراوٹ کی انتہا سے اٹھا کر عظمت و محبت کی دوسری انتہا تک پہنچا دیا

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 14-7-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انکنتم اعدآء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا. وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذ کم منها (آل عمران ۱۰۳)

الحمدللہ! اللہ کے احسان سے زندگی نے ایک سال کی طویل مدت مزید فراہم کر دی اور یہ موقع نصیب فرمایا کہ ہم سب یہاں مل کر اکٹھے ہو کر اللہ کے اس گلشن سے اپنے دامن بھرنے کی سعی کریں جسے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پچاس سال کی محنت سے خون جگر سے سینچا اور اللہ کی بے شمار نعمتیں ہوں ایسی ہستیوں پر جو اس کے گزرے دور میں بھی بچھڑے ہوئے انسانوں کو اللہ کے دروازے پر لانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ زندگی کا ہر لمحہ جتنا قیمتی ہے اتنا ہی خطرے کی زد میں ہے دل کی کوئی دھڑکن آخری دھڑکن ثابت ہو سکتی ہے سانس کی آمد و شد کا کوئی قدم بھی آخری لمحہ ثابت ہو سکتا ہے۔ دنیا میں آکر ہمیشہ جینا مقصد نہیں ہے چونکہ زندگی اللہ کی عطا ہے لہذا اس کے عطا کئے گئے نظام کے مطابق گزارنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایک قول ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ موت انسان کو اس طرح تلاش کرتی ہے جس طرح اس کا رزق اسے تلاش کر کے پہنچتا ہے اور فرماتے ہیں زندگی کی محافظ خود موت ہے کہ جب تک اس کا معین وقت نہیں آتا تب تک وہ خود اس کی حفاظت کرتی ہے اس کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتی اور اللہ کے سوا کوئی ہستی ایک لمحہ زندگی دے نہیں سکتی۔

اس کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ایک موقعہ اور بخشا اور ہم میں الحمدللہ وہ بزرگ ساتھی بھی ہیں جن کی عمر کا کثیر حصہ اس راہ میں بسر ہوا جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست مستفید ہوئے وہ بہت ہی خوش نصیب لوگ ہیں لیکن جنہیں بالواسطہ یہ نعمت پہنچ گئی ہے ان کا بخت بھی یاور ہے۔ لیکن یاد رکھئے اس میں بھی بیشی اور ہر منزل کے بعد کمی آتی چلی جاتی ہے۔ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ملتا تھا وہ آج سوچا بھی نہیں جا سکتا جو آج ملتا ہے آنے والے کل میں نایاب ہوگا اور پھر جو اس کے بعد آئے گا وہ اس سے کم تر ہوگا۔ اس نسبت اویسیہ کا نظام اسی طرح چلتا ہے اور چلتے چلتے ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی زیر زمین چلا جاتا ہے۔

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سے سلاسل کا تذکرہ فرمایا ہے بہت سی نسبتوں کو یکجا کر کے بیان فرمایا ہے۔ وہ جب نسبت اویسیہ پہ پہنچتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ یہ عجیب نسبت ہے اور یہ صدیوں کے حساب سے جذب ہو جاتی ہے زمین میں، زیر زمین چلی جاتی ہے اور اس کا کوئی بندہ روئے زمین پر نظر نہیں آتا لیکن پھر یہ چشمے کی طرح پھوٹتی ہے اور سیل رواں کی طرح پھیلتی ہے اور جب اس کا ظہور ہوتا ہے تو پھر دنیا پہ یہی رہ جاتی ہے یہ ہر ندی نالے کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات کے ذریعے کم و بیش تین صدیوں کی روپوشی کے بعد نسبت اویسیہ کا ظہور ہوا۔ بڑے خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے اس چشمہ صافی سے پیا۔ اور بڑے خوش قسمت ہیں ہم جنہیں اب بھی اس جھرنے کا پانی چکھنا نصیب ہو رہا ہے۔ دیکھیں یہ جاننے کی کیفیت ہوتی ہے، ہر دوائی کا اثر ہوتا ہے اگر آدمی دوا کھاتا رہے اور اسے شفا نہ ہو وہ پھر بھی اس بات پہ خوش رہے کہ میں دوا کھا رہا ہوں تو یہ بے وقوفی ہوگی۔ اسے دیکھنا پڑے گا کہ کیا اس کے پاس دوا صحیح ہے یا نہیں۔ دو چیزیں ہونی چاہئیں ایک تو یہ کہ جو بیماری ہے دوا اسی کی ہو یہ نہ ہو کہ بیماری بخار کی ہے اور دوا معدے کی یا بیماری پیٹ درد کی ہے اور آپ کھا سر درد کی رہے ہیں۔ دوا اس مرض کی ہو اور پھر وہ اصلی ہو محض پانی میں ایسنس (Essence) ملا کر عرق نہ بنایا گیا ہو۔ دوا اگر اصلی ہو اور پھر بھی فائدہ نہ ہو رہا ہو تو پھر اپنی پرہیز کو دیکھئے چونکہ جب بد پرہیزی ہوتی ہے تو دوائیں بھی اپنا اثر کھو دیتی ہیں۔ علاج جتنا ضروری ہوتا ہے اس سے زیادہ تاکید پرہیز کی کی جاتی ہے۔ ایک آدمی کسی چیز سے الرجک ہے وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

آم کھانے سے بیمار ہوتا ہے یا وہ ٹھکھڑی کھانے سے بیمار ہوتا ہے اس کی دوا بھی لے رہا ہے۔ساتھ آم بھی کھائے جا رہا ہے دوا بھی لے رہا ہے اور ڈھیر ٹھکھڑیوں کا بھی چوس رہا ہے تو پھر دوا کا اثر تو امکانی ہے۔البتہ بد پرہیزی اس کی موت کا سبب بن سکتی ہے۔یہ محفلیں یہ ذکر اذکار یہ سلاسل یہ سارا کیا ہے؟ علاج ہے' یہ دوا ہے' اس کی اصل کیا ہے یہ دوا کن اجزا سے بنتی ہے تو اس کا صرف ایک جزو ہے اور وہ ہے برکات محمد رسول ﷺ۔صرف برکات نبوی ﷺ ہیں اس نسخے میں اور کچھ نہیں ہے۔

محبت عقیدت ادب محنت یہ سارے حاصل کرنے کے طریقے ہیں۔لیکن اصل بات جسے آپ دوا کہتے ہیں وہ ہیں برکات محمد ﷺ فیضان نبوی ﷺ

ہمارے ہاں فیض کی توجیہات بدل گئی ہیں کسی کو کوئی دنیا کی نعمت مل جائے تو اسے فیض کہا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کے فیض سے اولاد ہوگئی' فلاں کے فیض سے بیماری چلی گئی' فلاں کے فیض سے کاروبار بڑھ گیا۔اولاد کافروں کی بھی ہوتی ہے' دولت کافروں کو بھی مل جاتی ہے' صحت کافروں کو بھی مل جاتی ہے' اگر بزرگان دین کے فیض سے بھی یہی کچھ ملتا ہے تو پھر دین میں اور کفر میں وجہ تفاوت کیا ہے؟ فرق کیا ہے؟ صحت' بیماری' رزق یہ سب کچھ معین ہے اور اس نے تقسیم کر دیا ہے اس نے بندے بعد میں پیدا فرمائے ہیں اور ان کا رزق پہلے تقسیم فرما دیا ہے۔بندہ مکلف ہے اسباب اختیار کرنے کا' رزق پیدا کرنا اس کے اختیار میں نہیں اس میں وہ جائز وسائل اختیار کرتا ہے یا ناجائز کرتا ہے اس کا مکلف ہے جو اس کے حصے کا ہے اسے ملے گا دوسرے کے حصے کا چھین کر لائے گا تو جمع کر کے مر جائے گا جس کا ہے وہ کھائے گا۔

اصل فیض یہ ہے کہ جو قرآن بتاتا ہے فرمایا میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی برکت میرے نبی ﷺ کا فیض میرے نبی ﷺ کی رحمت میرے نبی ﷺ سے جو کتاب نور ہوا وہ یہ ہے۔

کنتم اعداء لوگو تم دشمن تھے' صرف دشمن۔نہ کوئی باپ نہ بیٹا نہ بھائی نہ بہن نہ دوست نہ یار' سب غرضوں کے مارے ہوئے۔جہاں کسی کو ضرورت ہے وہاں خوشامد بھی کر لیتا ہے جس سے کوئی غرض نہیں اس کو پانچ سو گالیاں دیتا ہے' کوئی کسی کا خیر خواہ نہیں۔بعثت نبوی ﷺ کا عہد ہے چھٹی صدی عیسوی کے آخر کا زمانہ ہے اور آپ تاریخی اعتبار سے دیکھ لیں کہ قرآن نے کس قدر حقیقت بیان فرمائی فرمایا۔ کنتم اعداء تمہاری ایک ہی شناخت تھی اے نسل انسانی! تم میں سے ہر بندہ کسی نہ کسی کا دشمن ہی تھا تم دشمن تھے صرف دشمن۔اب نبی ﷺ کی برکات کیا ہیں ﷺ

فرمایا والف بین قلوبکم۔یہ نہیں کہ تجھے دشمنی سے نجات دے دے بلکہ دشمنیاں دھو کر اسی قلب کو اس طرح منور کر دیا کہ اس میں الفت کے بیج بو دیئے دشمنی کیا تھی کلر زدہ زمین تھی جس پر کچھ اگتا نہیں تھا سوائے موت کے جس کی خاک میں کوئی قطرہ آب حیات کا نہیں تھا پانی تھا وہ بھی کڑوا زمین کے ذرات تھے تو وہ بھی نمکین فضائیں تھیں تو وہ بھی زہر آلود۔ کنتم اعداء تم سب دشمن تھے۔ حکومتیں حکومتوں کی' قومیں قوموں کی' ملک ملکوں کے' برادریاں برادریوں کی' شہر شہروں کے' بھائی بھائیوں کے' دوست دوستوں کے' والدین اولادوں کے' اولادیں ماں باپ کی' سب دشمن تھے۔ کنتم اعداء ۔ انسانی تعارف کیا خوب کرایا کتاب حکیم نے کہ گورے کالے چھوٹے بڑے سفید سیاہ اس کو چھوڑو عربی عجمی اس کو چھوڑو تم سب کا پوری دنیا میں جو بنی آدم آباد تھے ان کا تعارف یہ تھا کہ تم دشمن تھے۔اب جہاں کوئی ایک دل بھی محبت کرنے والا نہ ہو وہاں محبتوں کے دریا بہا دیئے جائیں تو اور کیا چاہتے ہو۔

کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔تم سب دشمن تھے تمہارے دلوں میں محبتوں کے چشمے پھوٹ پڑے اور یہ ایک لمحے میں آن واحد میں فاصبحتم۔تمہاری آنکھ کھلی۔تو تم بھائی بھائی تھے ایک دوسرے پر جانیں نچھاور کرنے والے تھے۔ جو لوگ ایک لقمے کے لئے دوسرے کا حلق کاٹ دیتے تھے وہ اپنا کھانا غریبوں کو دے کر خود بھوکے سونے لگے۔جو لوٹ کر لانے کے عادی تھے وہ اپنی دولت غرباء میں تقسیم کرنے لگ گئے' جو دنیا کے جاہل اور علم سے نا آشنا ان پڑھ مشہور تھے وہ پوری دنیا کے معلم بن گئے' ساری دنیا کو علوم تقسیم کرنے والے۔جہاں صرف ظلم ہوتا تھا انہوں نے روئے زمین پر عدل قائم کر کے دکھا دیا۔واہ! کیا برکات نبوی ﷺ ہیں۔ کنتم اعداء تم دشمن تھے فالف بین قلوبکم تمہارے دلوں میں محبت کے زمزمے بانٹ دیئے۔

فاصبحتم بنعمة اخوانا۔اور کوئی دیر نہیں لگی اس کایا پلٹ میں۔برسوں نہیں لگے اک نگاہ کی بات تھی۔جسے ایمان کے ساتھ وہ ایک نگاہ نصیب ہوگئی اس نے اس کی زندگی بدل کر کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔مشرک اور کافر سے اٹھا کر صحابی بنا دیا محمد رسول اللہ ﷺ نے یعنی ذلت اور گراوٹ کی انتہا سے اٹھایا اور عظمت کی دوسری انتہا پر پہنچا دیا' جہاں کوئی دوسرا نوع انسانی کا بندہ نہیں پہنچ سکتا اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس میں وقت کتنا لگا ایک نگاہ کی بات ہے۔

یاد رکھو! آپ لوگ جو یہ سارا تردد کر رہے ہیں' محنت کر رہے ہیں' جمعے کا دن ہے اور میں باوضو منبر رسول ﷺ پر بیٹھا ہوں' میں آپ کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ یہ دوا صحیح ہے۔ نصف صدی کا تجربہ ہے ایک آدھ دن کا نہیں دوا صحیح ہے اور واقعی اللہ کے اس بندے نے برکات نبوی ﷺ کو چودہ صدیوں کی مسافت چیر کر یہاں تک پہنچا دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اللہ کریم کاریگر ہے اور بعض قلوب بڑے عجیب پیدا فرماتا ہے کسی دل میں اکتساب فیض کی اتنی قوت کہ نہ صرف یہ کہ چودہ صدیوں کی مسافت چیر کر بارگاہ نبوی ﷺ کے حضور کھڑا ہو جائے بلکہ اپنے ساتھ ایک ہجوم کو بھی وہاں پیش کر دے۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ تاریخ تصوف ایسی مثالوں سے خالی ہے میرے ناقدین مجھے یہ کہتے ہیں کہ تم محض اپنے شیخ کی بڑائی میں یہ باتیں کرتے ہو مجھے لکھا بھی گیا اور میں نے جواباً لکھا کہ آپ اس بات کو چھوڑ دیجئے مجھے کوئی مثال بتا دیجئے۔ تبع تابعین سے لیکر قلزم فیوضات حضرت اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ تک مجھے ایک نام بتا دو کہ جس کے پاس آنے والے ہر بندے کو ذکر خفی پر لگا دیا گیا ہو ایک نام بتا دو چودہ صدیوں میں بارہ تیرہ صدیوں میں ایک نام ناہی بتا دو۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

اللہ کا ہر بندہ معزز و مکرم ہے ہر ولی اللہ کی اپنی عظمت ہے اور ان کی تنقیص کرنا حرام ہے۔ کسی نبی پر آپ جس طرح تنقیص نہیں کر سکتے اسی طرح کسی ولی پر تنقیص کرنا حرام ہے۔ اللہ نے خود جو رویہ اپنایا ہے وہ یہ ہے۔

تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ بات تو ایک ہی ہے کہ یہ رسولوں کی جماعت ہے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو درجہ بندی تو ہو گئی لیکن اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ بعض مدارج میں بعض سے کم ہیں۔ کم کا لفظ قرآن نے استعمال نہیں کیا فرمایا بعض کے درجات بعض سے زیادہ ہیں۔ یہی رویہ اہل اللہ میں بھی اپنایا جانا چاہئے آپ کسی کی تنقیص نہ کریں دوسرے کی فضیلت آپ بیان کر سکتے ہیں تفضیل کی بات ہو سکتی ہے تنقیص نہیں۔

تو میں اللہ کے کسی بندے کی تنقیص نہیں کرتا بڑے بڑے اولوالعزم لوگ' بڑے بڑے عظیم لوگ' اللہ کے بڑے بڑے مقبول بندے' بڑے بڑے صاحب کرامت' بڑے بڑے صاحب کشف جن کے قصے کہانیوں سے لائبریریاں بھری پڑی ہیں اور جو آج بھی دلوں کو گرماتی ہیں جن کی سوانح پڑھی جائے تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے اتنی برکات ان کے ذکر میں بھی ہیں کہ ان کی ذات کے ذکر میں تذکرے میں اتنی برکت ہوتی ہے جیسے باغ کو پانی مل گیا اس طرح دل ہرا ہو جاتا ہے لیکن وہ جو فرمایا۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

ہر ایک کی اپنی امتیازی خصوصیات ہیں اور یہ خصوصیت حضرت شیخ المکرم رحمتہ اللہ علیہ کی ہے جیسے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ہر آنے والا صحابی' صحابی کی خدمت میں ہر آنے والا تابعی' تابعی کی خدمت میں ہر حاضر ہونے والا تبع تابعی۔ مرد عورت بچہ بوڑھا نیک بد عالم جاہل اس کے بعد بات ختم ہو گئی اگر کسی کے پاس ایک لاکھ بندہ پہنچا ہے تو شاید پانچ دس کو ذکر خفی یا ذکر قلبی نصیب ہوا ہو کسی کی عقائد کی اصلاح ہوئی اعمال کی اصلاح ہوئی اور اوراد و وظائف عطا ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا ہر آنے والے کو صاحب حال بنا دینا یہ ان ہزار سال کے بعد پھر اس نسبت اویسیہ میں ہے۔ نسبت اویسیہ بھی اس سے پہلے ظاہر ہوتی رہی۔ لیکن یہ طوفان جو حضرتؒ نے پیدا کیا یہ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات کا خاصہ ہے۔

تو میں یقین دلا سکتا ہوں آپ کو کہ دوا صحیح ہے اب آپ اپنا اندازہ کیجئے کہ آپ کے دلوں میں محبت ہے کہ نفرت۔ دل کو صاحب دل جانے یا دل کی بات وہ جانے جو دلوں کا خالق ہے۔ فرشتہ تو' وہ لکھتا ہے جو بات لب پہ آتی ہے۔

مایلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید۔ جو شے لفظ کے روپ میں ڈھلتی ہے کراماً کاتبین بھی وہ لکھتے ہیں' جو دل میں ہے وہ دل میں ہی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کچھ لوگوں کا حساب ہو گا فرشتے ان کے اعمال نیکیاں لا کر ترازو پہ رکھ دیں گے جب وہ فارغ ہوں گے' جی ختم ہو گئی نیکیاں' اس کی خطائیں دوسرے پلڑے میں ہیں تو اللہ کریم فرمائیں گے ٹھہرو وزن کرنے سے پہلے اس کی کوئی امانت میرے پاس بھی ہے وہ بھی لے جاؤ تو فرشتے کہیں گے یا اللہ! ہم نے کوئی غلطی نہیں کی' کوتاہی نہیں کی کوئی نیک عمل چھوڑا نہیں فرمایا تم نے وہ نہیں چھوڑا جو تم جان سکے اب جو کیفیات اس کے دل میں تھیں ان کا امین تو میں ہوں ان کا وزن بھی تو شامل کرو وہ تمہاری لکھت پڑھت میں نہیں ہیں اس میں کون سا جذبہ فدائیت تھا اس میں کون سا جذبہ جاں سپاری تھا اس کا عشق میرے نبی ﷺ سے کس حد تک تھا اس کی محبت میری ذات سے کہاں تک تھی یہ تمہاری بات نہیں ہے یہ آہیں کیوں بھرتا تھا یہ راتوں کو کیوں جاگتا تھا۔ یہ پریشان کیوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہتا تھا یہ دوسروں سے الگ تھلگ کیوں تھا اسے کیا پریشانی تھی یا پرابلم تھا اس کے ساتھ اس کے دل کے درد کا سامان تم نہیں جانتے اس کا امین میں ہوں۔

تو دلوں کی بات تو یا دلوں کا مالک جانے یا دل والا ایک صحبت کی نعمت بتا دے تو پھر اب آپ کو یقین ہو گیا کہ صحبت میں آ کر آپ محبت پیدا نہیں کر سکے تو پھر آپ کو تلاش کرنا ہوگا کہ کہاں بد پرہیزی ہو رہی ہے تو یقیناً یا دوائی میں ناغہ ہو رہا ہے اگر طبیب نے تین خوراکیں دن کو لینے کا کہا ہے ہم ایک ہی خوراک لیتے ہیں تو وہ فائدہ نہیں ہوگا معمولات کے اوقات ضائع ہو رہے ہیں یا اس کا دورانیہ ہم نے کم کر دیا ہے کوئی کمی ہو گئی یا اجتماعی ذکر میں غفلت ہے یا کہیں کوئی دوا غذا یا کہیں کوئی کمی ہم نے کی کر دی یا پھر بد پرہیزی شروع کر دی غیبت شروع کر دی لوگوں کے گلے شکوے شروع کر دیے یا حرام کا پیسہ لینا شروع کر دیا یا حرام کھانا شروع کر دیا۔ حرام کھانے سے حرام سننا زیادہ مضر ہے۔ یہودیوں پہ جب عذاب آیا تو اللہ کریم نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں فرمایا۔

اکلون للسحت ، سمعون للکذب یہ حرام کھاتے تھے اور جھوٹ سنتے تھے جھوٹ بولنا تو ایک جرم ہے خود بڑا جرم ہے جھوٹ سننے پر قوم تباہ ہو گئی ان کے سامنے جھوٹی باتیں ہوتی تھیں اور یہ بڑے خوش ہو کر سنتے تھے بڑے قہقہے لگاتے تھے۔

سمعون للکذب۔ جسے آپ کی مہذب زبان میں پراپیگنڈہ کہا جاتا ہے۔ چیز کی حقیقت نہیں ہوتی باتوں کے زور پہ منوائی جاتی ہے اور اسے کہتے ہیں یہ پراپیگنڈہ کا عہد ہے۔

تو میرے بھائی اپنا تجزیہ کیجئے اویار! پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ اللہ کرنے والا کائنات کے ہر بندے کے لئے اپنے دل میں محبت پیدا کرے اور محبت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دوسرے کی غلطی پر درگزر کیا جائے اور اسے بھلائی کی تلقین کی جائے اور محبت کی جائے ہم فرقے نہیں بانٹنے لگیں اور دوسروں پر فتوے لگانے لگیں اور دوسروں کی طرف ڈھیلے لگیں گے تو اسلام کی خدمت نہیں ہوگی۔ پھر اگر ہماری آپس میں بھی محبت نہیں ہے تو پھر تو بات بالکل ہی الٹ گئی اگر ہم جو سارے مل کر اللہ اللہ کرتے ہیں اگر ہم ایک دوسرے سے بھی محبت نہیں کر سکتے تو کسی اور کو ہم سے خیر کی توقع کیوں رکھنی چاہئے۔ یہ آدھی پہچان ہے برکات نبوی ﷺ کی۔

کنتم اعداء۔ تم سب دشمن تھے فالف بین قلوبکم۔ تمہارے دلوں میں محبتاں اس نے دریا بہا دیئے۔ فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ آن واحد میں تمہاری کایا پلٹ ہوگئی اور تم دشمن سے محبوب بن گئے اور دوسری اس برکات نبوی ﷺ کی پہچان یہ ہے کہ گناہ سے آدمی دور ہونے لگ جاتا ہے۔

وکنتم علی شفا حفرة من النار۔ تم دوزخ کے کنارے پہ پھرتے تھے تم میں اور دوزخ میں صرف زندگی حائل تھی۔ تم زندہ تھے ہمارا عمل اتنا برا ہو چکا تھا تمہارا کردار اتنا گھناؤنا تھا تمہاری زندگی آڑ بنی ہوئی تھی کہ جس کی موت آتی تھی وہ دھڑام سے دوزخ میں ہی گرتا تھا۔ جس کی موت آتی تھی وہ جہنم میں۔ جہنم کے کنارے تم زندگیاں گزار رہے تھے جس کی زندگی پوری ہوتی تھی جہنم میں جا گرتا تھا۔

فانقذکم منھا۔ اچک لیا میرے نبی ﷺ نے وہاں سے۔

اپنے کردار کا محاسبہ کیجئے اپنے روزمرہ کے معمولات دیکھئے اپنے حقوق اور دوسروں کے حقوق کو دیکھئے اگر ہم اپنے حق کی حفاظت کر سکتے ہیں ہم مسلمان ہیں دوسرے کے حق کو تحفظ دیتے ہیں ہم مسلمان ہیں برکات نبوی ﷺ کا کمال ہے۔ فیضان محمد رسول اللہ ﷺ کا کمال ہے ورنہ ہم بھی اسی طرح مر رہے ہیں جس طرح دوسرے ہوس کے مارے ہیں۔ چند لوگوں کو اختیار ملے جو پورا ملک لوٹ کر کھا گئے۔ وہ بھی عمرے کرتے تھے حج پہ جاتے تھے آپ کا کونسا حکمران ہے جو جہازوں کے جہاز بھر کر عمرے پہ نہیں جاتا؟ کونسی حکومت ہے جو غریبوں پر احسانات کے دعوے نہیں کرتی تھی؟ لیکن نتیجہ کیا ہوا کہ چودہ کروڑ عوام جنہیں پتہ ہی نہیں قرضہ کس نے لیا اور اس نے کھایا کہاں وہ سارے مقروض ہیں۔ اور سود در سود دے رہے ہیں وہ بھی انسان ہی تھے مشت غبار ہی تھے ان کے پیٹ کے ساتھ کوئی ٹرک کا ٹینک لگا ہوا ہے جو بھرتا ہی نہیں لیکن ہوس نے بھرنے نہیں دیا۔ ہم سے لوٹ کر لے گئے اور آگے کھانے والے ان کا کھا گئے۔ اگر ہمارا کردار بھی یہی ہے خدانخواستہ جائز ناجائز حلال حرام کی تمیز کئے بغیر محض شکم پری کے لئے جی رہے ہیں تو پھر برکات نبوی ﷺ سے ہمیں فائدہ نہیں ہوگا۔

اسلام آبرومندانہ زندگی کی ترغیب دیتا ہے صاف ستھرا رہنے کی تلقین کرتا ہے پاکیزگی اور صفائی کا حکم دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق لباس اختیار کرو رہن سہن اختیار کرو اور یہ بھی اللہ کے شکر کا ایک ذریعہ ہے کہ تمہیں دیکھ کر پتہ چلے کہ یہ آدمی اس سٹیٹس کا ہے لیکن وہ سٹیٹس جو حقیقی نہ ہو اور دوسروں کے حق چھین کر بنایا جائے اس سے منع کرتا ہے وہ شہرت جس کے تم مستحق نہیں ہو اس کے لئے محنت کرنے سے منع فرماتا ہے اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام نے حد بندی کر دی ہے۔ اب کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنی رائے سے نئی حدود ، قیود متعین کرے۔

کہ ان ایک دور تھا کسی مرنے والے کے متعلق اس کا کوئی عزیز لکھ رہا تھا کہ وہ نماز روزے کا پابند تو نہیں تھا اور کہتا تھا کہ یہ تو حقوق اللہ ہیں اور اللہ نے کہا ہے کہ میں معاف کر دوں گا اس لئے اس کی ایسی ضرورت نہیں ہے لیکن لوگوں کے حقوق کے معاملے میں بڑی احتیاط کرتا تھا۔ اس طرح کی چیزیں بہت آ گئی ہیں ہمارے معاشرے میں جو فیصلے ہم اپنی رائے سے کرتے ہیں دین کے کسی ادنیٰ حکم کو بھی غیر ضروری کہا جائے تو یہ کفر کے نزدیک لے جاتا ہے۔ اور اگر اس کی فرضیت سے کسی فرض کو بھی آپ کہیں کہ یہ فرض نہیں ہے تو یہ کفر کے قریب تر ہے لیکن اگر اس کا انکار ہی کر دے تو کفر ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن کریں گے نہیں یہ اچھی بات ہے لیکن اتنا ضروری نہیں ہے اس کی اہمیت کو کم کریں گے تو یہ بھی کفر کے نزدیک تر ہے۔

یاد رکھیں دین وہ ہے جس کا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فیصلہ کر دیا کوئی پیر کوئی مولوی کوئی فاضل کوئی عالم اپنی طرف سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی دینے کا مجاز نہیں ہے علماء کا احسان صرف یہ ہے کہ وہ عمریں صرف کرتے ہیں تعلیمات نبوی ﷺ کو جاننے کے لئے وہ نہ جاننے والوں تک وہ تعلیمات پہنچاتے ہیں۔

کوئی بھی رائے قائم کرنا کہ دین کا یہ حکم زیادہ ضروری ہے یہ غیر اہم ہے یہ بجائے خود خود فریبی ہے اپنے آپ کے ساتھ دھوکا ہے اور محرومی ہے برکات نبوی ﷺ سے۔ لہٰذا ان دو باتوں پہ پوری طرح نظر رکھنے کی [illegible] ہم انسان ہیں [illegible] اور بات [illegible] ہی جائے۔ آدمی [illegible] اس کی مدد فرماتا ہے اس کے لئے وہ عمل آسان فرما دیتا ہے بشرطیکہ اس میں خلوص ہو۔

ہم نفاذ اسلام چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وطن عزیز پر اسلام نافذ ہو اور انشاء اللہ اس پر ہو گا لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ جب ہم نفاذ اسلام کی آرزو کرتے ہیں تو اس اپنے چھوٹے سے وجود پر اسلام کو نافذ کیوں نہیں کرتے کم از کم جو بندہ یہ چاہتا ہے کہ اسلام نافذ ہو وہ تو اپنی بہترین کوشش کرے کم از کم اس کی اپنی ذات پر اپنے وجود پر جہاں اس کا

تین صدیوں کی روپوشی کے بعد نسبت اویسیہ کا ظہور ہوا بہت خوش قسمت لوگ تھے جنھوں نے اس چشمہ صافی سے پیا

دائرہ اختیار ہے وہاں تک تو کام اسلام کے مطابق ہو اگر یہ درد یہ محنت نصیب ہو جائے تو سمجھو برکات نبوی ﷺ نصیب ہو رہی ہے فیضان محمد رسول اللہ ﷺ نصیب ہو رہا ہے اور وہ انوارات و تجلیات جو قلب اطہر رسول ﷺ سے تقسیم ہوتے ہیں مجھ گنہگار کے دل میں بھی ان کا کوئی شمہ کوئی ذرہ کوئی کرن ضرور آ رہی ہے دل میں محبتیں پیدا ہو جائیں الفتیں پیدا ہو جائیں تو سمجھو کہ یہ عطا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی اور اگر دل میں محبت نہ آئے دوسروں سے دشمنی آئے دوسروں کے خلاف نفرت آئے دوسروں کی تنقید و تنقیص آئے اور کردار میں اسلام پر عمل میں کمی آئے تو پھر یہ سمجھو کہ کہیں نہ کہیں خرابی ہے۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دوا اصل ہے پھر اپنی بد پرہیزی تلاش کیجئے یا تو خوراک کم [illegible] ہے اور یا [illegible] وقت ذکر کر لیتے ہیں اور [illegible] کے وقت موج میلہ کر لیتے ہیں تو پھر اس طرح کوئی بات نہیں بنے گی یہ آم کھانے سے بیمار ہے دوائی بھی کھالے آم بھی کھاتا رہے تو ان کا اثر تو پہلے سے وجود میں ہے وہ کھاتا رہے گا بیمار تو مرے گا۔ دوائی کو اثر کرنے تک اس کا کام ہو چکا ہو گا۔ حضرات گرامی! زندگی اللہ کی عطا ہے اور اس کریم نے ہمیں موقع دیا کتنے ہمارے ساتھی تھے جو پچھلے سال یہاں تھے مگر آج نہیں اس وقت تک فرصت نہیں ملی۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں ایک دفعہ اور بھرپور طریقے سے یہ شب و روز کو اس مجاہدے اس محنت اور حصول برکات پر لگانے کی فرصت مل گئی اپنی اس فرصت کو غنیمت جانیے یہ عہد رسومات کا ہے خرافات کا ہے ان سب سے قطع نظر اپنے مقصد پر نگاہ رکھئے بارگاہ رسالت پناہی تک پہنچنے کی سعی رکھئے دائیں بائیں کتنے تماشے کتنے سرکس کتنے پٹاخے چل رہے ہوں ان سے ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے۔ بلکہ اپنے سیدھے راستے پہ نگاہ رکھئے اور کوشش کیجئے کہ اللہ کے بندوں کو محبت سے پیار سے شفقت سے اور ہمدردی سے یہ سمجھا سکو کہ سلامتی اس طرف ہے شاید کسی ایک کو بچانے کا سبب ہم بن جائیں اور اس کے طفیل اللہ ہماری نجات بھی کر دے تو اس محنت و مجاہدہ کے دونوں معیار ہیں ان پر اور اپنے قلب پہ نگاہ رکھئے۔

اللہ کریم آپ کو محبت کی فراوانی بھی نصیب کرے اور اتباع شریعت کے لئے توفیق ارزاں کرے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

The Confused Nation.

کوئی مسائل کا حل جمہوریت بتاتا ہے' کوئی آمرانہ نظام اپنانے کا خواہش مند ہے۔۔۔۔اور کوئی اپنا نیا ضلعی نظام بنا رہا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے تمام مسائل بدامنی اور بے برکتی کی وجہ اسلامی نظام سے دوری ہے۔بدقسمتی سے ہمارے حکمران اور قوم کنفیوژن میں ۵۳ سال ضائع کر چکے ہیں۔جاوید چوہدری نے بھی اپنے کالم میں یہی نکتہ اٹھایا ہے۔ان کا کالم قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

تحریر۔جاوید چودھری

جی مجھے آپ سے اختلاف ہے' ذرا سا' معمولی سا اختلاف' آپ سمجھتے ہیں اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ معیشت ہے۔آپ کا خیال ہے جہالت' پسماندگی اور بے روزگاری ختم ہو جائے' اگر انڈسٹری پیداوار دینے لگے اور قانون اور انصاف کے ادارے صحیح اور درست سمت میں چلنے لگیں تو یہ ملک اپنے قدموں پر کھڑا ہو جائے گا۔دودھ کی نہریں بہنا شروع ہو جائیں گی جنت کی ہوائیں چلنے لگیں گی اور ملک کا ہر شہری اپنی اپنی چھت' اپنے اپنے چوبارے پر بیٹھ کر چین کی بانسری بجانے لگے گا۔ہو سکتا ہے آپ درست سوچتے ہوں۔آپ کا موقف آپ کی رائے آپ کا خیال صحیح ہو لیکن جناب میں آپ سے اختلاف کی اجازت چاہتا ہوں۔ایک ذرا سے' معمولی سے اختلاف کی اجازت۔

میرا خیال آپ سے ذرا مختلف ہے۔میں سمجھتا ہوں' یہ بے انصافی یہ لاقانونیت' یہ صنعتی بے چارگی' یہ بے روزگاری' یہ پسماندگی' یہ جہالت اور یہ غربت سب "بائی پراڈکٹس" ہیں۔یہ سب علامتیں ہیں اس بیماری اس خرابی کی جو ہمارے قومی جسم' ہمارے خون' ہمارے جنیز کا حصہ بن چکی ہے۔

جب تک ہم اس بیماری کا علاج نہیں کرتے' ہم ان علامات سے چھٹکارا نہیں پا سکتے' ہم آزاد نہیں ہو سکتے' ہمیں آسودگی نہیں مل سکتی۔اب آپ لازماً وہ بیماری جاننا چاہیں گے' آپ معلوم کرنا چاہیں گے وہ کون سا تھیس ہے جس کے لئے میں نے اتنی تمہید باندھی۔تو جناب عالی اس قومی بیماری کا نام "کنفیوژن" ہے۔ ہم ایک کنفیوژڈ نیشن ہیں۔ہم ان ۵۳ برسوں میں خود کو کسی بھی سطح پر کلیئر نہیں کر سکے۔ہماری کنفیوژن کا یہ عالم ہے ہم بھارت کو اپنا دشمن کہتے ہیں' اس سے جنگ لڑتے ہیں اور پھر اس کی فلمیں بھی دیکھتے ہیں۔ہم کارگل میں محاذ بھی کھول لیتے ہیں اور ٹھیک اسی وقت لاہور میں واجپائی کا استقبال بھی فرماتے ہیں۔ہم بھارت کو اپنا ازلی مخالف سمجھتے ہیں لیکن پھر بس سروس بھی شروع کرتے ہیں۔وہاں سے پان اور چھالیہ بھی منگوا کر کھاتے ہیں۔ہم اسے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں اور ساتھ ہی اسے موسٹ فیورٹ نیشن بھی کہتے ہیں' اس کے ساتھ تجارت بھی شروع کر دیتے ہیں۔یہ کیا ہے؟ کیا یہ کنفیوژن نہیں؟

یقین کیجئے من حیث القوم ہماری کنفیوژن کا یہ عالم ہے ہم امریکہ اور یورپ کو گالیاں دیتے ہیں اس کے خلاف جلوس بھی نکالتے ہیں لیکن پھر کاسہ گدائی بھی اسی کے سامنے پھیلا دیتے ہیں۔ہم جھولیاں پھیلا پھیلا کر امریکہ کی تباہی اور بربادی کی دعائیں مانگتے ہیں۔اس کے روس جیسے انجام کی پیش گوئیاں کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ویزے کے لئے لائن میں بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔یورپی ماحول کو شیطانی قرار دیتے ہیں لیکن جب اپنے بچوں کی تعلیم کا مرحلہ آتا ہے تو اس ملک کا بڑے سے بڑا مولانا بڑے سے بڑا قاضی اپنے بچے امریکہ میں داخل کراتا ہے۔ہماری کنفیوژن کا یہ عالم ہے ہم اسلام کو نظریہ حیات سمجھتے ہیں۔ہم قرآن اور سنت کو اپنا ذریعہ نجات کہتے ہیں لیکن ووٹ بینظیر اور نواز شریف کو دیتے ہیں۔مسجد مدرسے اور عالم کا مذاق اڑاتے ہیں۔ہم جمہوریت سے محبت کرتے ہیں لیکن مارشل لا لگاتے ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں۔ہم تعلیم کی اہمیت سمجھتے ہیں ہم جانتے ہیں جب تک تعلیم عام نہیں ہوتی ملک ترقی نہیں کیا کرتے۔لیکن جب بجٹ کی باری آتی ہے تو ہم تعلیم کو دو فیصد سے زیادہ نہیں دیتے۔ہم پاکستان کو زرعی ملک سمجھتے ہیں لیکن ساتھ ہی چھوٹے بڑے تمام کاشتکاروں کو ٹیکسوں تلے کچل دیتے ہیں۔ہم پانی پانی' بجلی بجلی کی دہائی دیتے ہیں لیکن ساتھ ہی ڈیم نہیں بننے دیتے۔ہم اردو کو قومی زبان کہتے ہیں لیکن ساتھ ہی اسے دفتروں میں رائج

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں ہونے دیتے۔ ہم بڑے فخر سے غیروں کو بتاتے ہیں ہمارے نبیؐ اپنا جوتا خود گانٹھتے تھے لیکن ساتھ ہی موچی کو کمی کہتے ہیں۔ اور ہم سارا سارا دن حکمرانوں کو حضرت عمرؓ کا طرز زندگی اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، ہم حکمرانوں سے کرتے کا حساب مانگنے کا حق طلب کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ہمارے حکمران، ہمارے بادشاہ حضرت عمرؓ کی طرح سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سوئیں لیکن ساتھ ہی ہم اپنے غلام، اپنے نوکر کو اونٹ پر بٹھا کر اس کی نکیل پکڑنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ ذرا بتایئے، دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے یہ کیا ہے۔ یہ منافقت نہیں، یہ کنفیوژن نہیں؟

کیا قومیں ایسے بنتی ہیں، کیا ملک ایسے ترقی کرتے ہیں؟ کیا یہ ممکن ہے ہم اونی کپڑے بھی نہ پہنیں اور ہمالیہ بھی سر کر لیں۔ ان ۵۳ برسوں میں، جی ہاں ان ۵۳ برسوں میں ہم نے کیا طے کیا؟ ہم زندگی کے کس شعبے، کس وے آف لائف میں کلیئر ہوئے۔ ہماری اچیومنٹ کیا ہے۔ ان ۱۴ کروڑ لوگوں میں سے کوئی بتا سکتا ہے ہم آج بھی پاکستان میں جمہوریت کے نفاذ کے لئے، الیکشن کرانے کے لئے، نواز شریف کی باوقار واپسی کے لئے، دولت مشترکہ کے سیکرٹری جنرل ڈولنڈ سی میک کینن کے سامنے جھولی پھیلا کر کھڑے ہیں۔ ہم آزادی کے ۵۳ برس بعد بھی انگریز بہادر سے ہی درخواست کر رہے ہیں۔ ہم سے بڑا بدبخت بھی دنیا میں کوئی ہے؟ آیئے ہم آج ہی کچھ طے کر لیں۔ ہم آج ہی کلیئر ہو جائیں کہ ہم نے کل کہاں جانا ہے۔ ہماری پالیسیاں ہمارے منصوبے کیا ہوں گے۔ آیئے ہم آج ہی اپنے دشمن کا فیصلہ کر لیں۔ ہم آج ہی اس دشمن سے نبٹنے کا طریقہ طے کر لیں۔ ہم یہ فیصلہ کر لیں ہم نے اپنے دشمن کے ساتھ جنگ کرنی ہے، بس ٹھیک ہے طے ہو گیا، اب جب تک وہ زندہ ہے یا ہم باقی ہیں یہ جنگ جاری رہے گی۔ اب یہ نہیں ہو گا کہ ہم جنگ بھی کرتے رہیں اور اسے چینی بھی بیچتے رہیں۔ آیئے ہم یہی فیصلہ کر لیں آئندہ اس ملک میں کوئی وزیراعظم نہیں ہو گا۔ اب تا قیامت ایک سرونگ لیفٹیننٹ جنرل ہی اس کا چیف ایگزیکٹو ہو گا، بس بات ختم۔ طے ہو گیا لہٰذا اب یہ نہیں ہونا چاہئے سات آٹھ سال بعد غیر جماعتی الیکشن کرالئے جائیں، حکومت کسی ''جونیجو'' کے حوالے کر دی جائے اور خود جنرل صاحب آٹھویں ترمیم کی تلوار لے کر صدر بن جائیں۔ آیئے ہم یہی فیصلہ کر لیں آئندہ اس ملک کے سارے ادارے ساری عدالتیں مانیٹرنگ ٹیموں کی ماتحت ہوں گی۔ بس فیصلہ ہو گیا، لہٰذا اب یہ نہیں ہونا چاہئے کوئی عدالت کوئی حکومت بحال کر دے اور کسی کو آئین میں ترمیم کا حق دے دے۔ خدا کیلئے کچھ تو طے کریں۔ آدم بن جائیں یا ابلیس کچھ تو بنیں، اس کنفیوژن سے تو نکلیں، کسی معاملے میں تو کلیئر ہوں۔ اس صورت حال سے تو باہر آئیں کہ ملک میں آمریت بھی چل رہی ہے اور الیکشن بھی ہو رہے ہیں۔ ملک میں سیاسی جماعتیں بنانے، سیاسی اتحاد تشکیل دینے کی بھی پوری پوری آزادی ہے اور کوئی سیاسی جماعت الیکشن بھی نہیں لڑ سکتی۔ اس سے بڑا کنفیوژن کیا ہو گا، ہم گھوڑے پر بھی بیٹھنا چاہتے ہیں اور اس پر بوجھ بھی نہیں ڈالنا چاہتے۔ پشاور جانا چاہتے ہیں اور لاہور کی ٹرین میں سوار ہیں!!

بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور

دعائے مغفرت

۱۔ سلسلہ کے ساتھی علی اختر (خوشاب) کی پھوپھی صاحبہ وفات پا گئیں ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۲۔ سلسلہ کے ساتھی ملک محمد امین (گوجرانوالہ) کی اہلیہ اللہ کو پیاری ہو گئی ہیں۔ دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۳۔ واہ کینٹ کے ساتھی عابد ثروت حیات کے والد صوبیدار میجر محمد حیات انتقال فرما گئے ہیں۔ دعا کی گزارش ہے۔

۴۔ سلسلہ کے پرانے ساتھی فتح محمد زرگر (ضلع خوشاب) انتقال کر گئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

۵۔ اسلام آباد میں مقیم بھائی عبدالجبار صاحب رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

۶۔ سلسلہ کے ساتھی محمد فاروق چیمہ (کراچی) کے والد محترم فوت ہو گئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمت الی النور

من الظلمت الی النور کے عنوان سے ساتھیوں کے سلسلہ عالیہ میں شمولیت کے اسباب اور شمولیت کے بعد کے تاثرات و واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔ حافظ ولی الرحمن کانشوی سلسلہ کے ساتھی ہیں۔ زیر نظر انہوں نے اپنے تاثرات قلم بند کئے ہیں۔

تحریر۔ حافظ ولی الرحمان کانشوی

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرار حیات یہ کبھی شبنم کبھی آنسو کبھی گوہر ہوا

گذشتہ زندگی کے اوراق الٹتا ہوں تو اللہ رب العزت کی عظمت دل میں بیٹھتی چلی جاتی ہے بندہ دل میں بٹھالے کہ اس کی عظمت کو پاتا ہے تو اگر وہ اخلاص کے ساتھ ایک قدم چلے رب العزت اسے دوڑ کر گلے لگاتے ہیں اور اسے ضائع نہیں فرماتے۔ تاوقتیکہ بندہ خود اس ذات سے اتنی نہ بگاڑ لے کہ واپسی کا راستہ ہی نہ رہے مذہب سے تعلق برائے نام ہی تھا۔ فرصت ملی تو نماز پڑھ لی۔ قرآن کریم کی تلاوت زندگی کے معمولات سے خارج تھی۔ یہ اس دور کی بات ہے جب میں ہری پور سوات ٹیکسٹائل ملز میں اکاؤنٹس کلرک تھا۔ 1969ء سے 1974ء پانچ سال کلرکی کی تو ملازمت سے ایسا جی بھرا کہ جی میں ٹھان لی کہ اب ملازمت نہیں کروں گا یکم اگست 1974ء کو ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ تو بالاکوٹ میں پرچون کی دکان کھول لی۔ اپنے گاؤں کانشیاں سے بالاکوٹ تک آٹھ کلومیٹر کا راستہ پیدل چلنا روز کا معمول بن گیا۔ ہر روز آنے جانے میں تین گھنٹے لگ جاتے عموماً آنا جانا اکیلے ہوتا تھا جی میں آیا کہ قرآن کریم کے آخری پارے کی چند ایک سورتیں حفظ کرلیتا ہوں راستے کا یہ شغل اچھا رہے گا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ رب العزت مجھے بہت بڑا انعام دینا چاہتے ہیں۔ میری عمر اس وقت کوئی 26، 27 سال ہوگی کوئی دو چار سورتیں یاد کی ہوں گی کہ دل میں آگ بھڑک اٹھی پکا ارادہ کرلیا کہ سارا قرآن مجید حفظ کرکے دم لوں گا۔ اس طرح چار سال بیت گئے اور حفظ کرلیا۔ اس دوران کسی کو پتہ نہ چلا کہ میں قرآن کریم حفظ کررہا ہوں حفظ مکمل کرنے کے بعد جب ایک قاری صاحب کے پاس سنانے بیٹھا تو پتہ چلا کہ سارا ہی غلط حفظ کیا ہے پھر کوئی آٹھ دس ماہ لگے قراء حضرات سے تصحیح کی 1981ء رمضان المبارک کی راتیں میرے لئے کس قدر خوبصورت تھیں جب مجھے تراویح میں قرآن کریم سنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

بچپن ہی سے مجھے اپنے چچا جان مولانا سعید الرحمان فاضل دیوبند سے گہری عقیدت تھی۔ مجھے چچا جان اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر چاہتے تھے ان کے گھر میں اکثر اوقات میرا آنا جانا رہتا تھا۔ جب انہیں میرے بارے پتہ چلا کہ قرآن کریم حفظ کرلیا ہے تو ان کی محبت مجھ سے بہت بڑھ گئی۔ اکثر فرماتے کہ کاش تو کسی مدرسے سے فارغ التحصیل ہوتا 1980ء سے میں نے چچا جان کی زندگی میں خاص طرح کی تبدیلی محسوس کی اوائل عمری میں ہی تہجد کے پابند تھے لیکن اب وہ رات کا بہت سا وقت سو کر گزارتے۔ نماز پڑھاتے تو دوران تلاوت سوز وگداز پیدا ہوتا کہ اکثر حضرات کی آنکھیں پرنم ہوجاتیں۔ آیات رحمت پر کیفیت کچھ اور طرح کی ہوتی اور آیات عذاب پر دل سنبھالے نہ سنبھلتا۔ مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ چچا جان کسی ولی اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ہیں وعظ و ارشاد میں بھی کیفیت بہت بدل گئی اکثر اوقات روتے رہتے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ چچا جان میں آپ کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگے کہ بیٹا دیوبند میں بھی تعلیم حاصل کی وقت کے نامور اساتذہ سے پڑھا۔ علامہ انور شاہ کشمیری سے دورہ حدیث پڑھنے گئے ان آنکھوں نے بڑی بڑی ہستیوں کی زیارت کی ہے لیکن عمر کے اس آخری حصے میں ایک ایسی ہستی سے ملا ہوں کہ جن کی ملاقات نے میری دنیا ہی بدل دی ہے۔ بیٹا مجھے اسی گاؤں کے باسی مولوی حفظ الرحمان نے اس ہستی سے ملایا ہے کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہ سکتا۔ مجھے مولوی حفظ الرحمان حضرت العلام مولانا اللہ یار خان صاحب کے پاس منارہ لے گئے ان دنوں سالانہ اجتماع منارہ مڈل سکول کی عمارت میں ہوتا تھا۔ مجھے حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب بھی نظر میں ایک عام سے زمیندار لگے۔ مریدوں سے سادہ باتیں کرتے تھے۔ جب انہوں نے عالمانہ انداز میں بات شروع کی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں ان کے سامنے بالکل طفل مکتب ہوں ایسے ایسے اسرار و رموز بیان فرماتے کہ عقل دنگ رہ گئی۔ کہنے لگے عمر کے آخری حصے میں ہوں اب وقت رخصت بہت قریب ہے۔ اے کاش ان سے کہیں بہت پہلے ملاقات ہوتی ان کے دامن سے وابستہ ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ دو مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی خواب میں زیارت نصیب ہوئی قلب سے غفلت زائل ہوچکی ہے۔ نماز و تلاوت کریم میں اپنے رب کو دل میں حاضر پاتا ہوں چچا جان مرحوم کے حالات دیکھ کر دل میں ارادہ کرلیا کہ اس ہستی سے ملاقات کروں گا جو مردہ دلوں کی آبیاری کرتے ہیں۔ اگست 1983ء

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں میں اور چچاجان کے صاحبزادے ماسٹر عبدالرشید صاحب عازم منارہ ہوئے۔ جب ہم دارالعرفان پہنچے تو اس وقت مغرب کی نماز ہو چکی تھی ہم بمشکل مغرب کی نماز ادا کر سکے ہوں گے کہ حضرت جیؒ نے ذکر شروع کرا دیا۔ ہم بھی ذکر کی محفل میں شریک ہوگئے۔ حالانکہ اس سے قبل میں اس طرح کے طریقہ ذکر سے آشنا نہ تھا لیکن مجھے یہ سب کچھ عجیب نہ لگا۔ محفل ذکر ختم ہوئی اعلان ہوا کہ جن اصحاب نے کھانا نہیں کھایا وہ کھانا کھالیں لنگر کا کھانا کچھ عجیب سا لگا لیکن اس کھانے میں وہ لذت محسوس ہوئی جو روح تک اتر گئی۔ میری عادت عموماً نماز ادا کرنے میں جلدی کی تھی۔ عشاء کی نماز میں محسوس ہوتا تھا کہ میں تعدیل ارکان کے ساتھ اور توجہ کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہوں نماز میں کیفیت بدلی ہوئی تھی اس سے پہلے شاید ہی میں نے اتنے انہماک سے نماز ادا کی ہوگی عشاء کی نماز کے بعد مسجد سے ملحق کمرے میں دیکھا کہ ایک چارپائی پر سادہ سی شخصیت تشریف فرما ہے ساتھی فرش پر ان کے سامنے بیٹھے ہیں حضرت جیؒ اپنے گھر کے متعلق کوئی بات کر رہے تھے مجھے یاد پڑتا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ یہ سب گیدڑ بھبکیاں ہیں۔ نئے بیعت ہونے والوں کو پیش کیا گیا تو میں سیاہ کار بھی ان میں شامل تھا۔ ظاہری بیعت کے بعد نصیحت کے طور پر فرمایا۔ معمول کی پابندی کرنا۔ گھر والوں کو نماز کی تاکید کرنا، عورتوں کا کھانا پینا اور کپڑا جوڑا ہوتا ہے۔ لاالہ الا اللہ کا ورد زیادہ سے زیادہ کرنا اس طرح کرنے سے گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے وہ جمعہ کا دن تھا وہ دن گذرا رات آئی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بالاکوٹ میرے گودام میں پانی داخل ہو جائے گا جس سے بہت نقصان ہو جائے گا۔ ان دنوں بارشوں کا بہت زور تھا اور یہ خدشہ صحیح تھا۔ لہٰذا میں نے علی الصبح واپس کا ارادہ کر لیا۔ سحری کا ذکر صبح کی نماز کے بعد حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ نے درس قرآن دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ زندگی میں پہلی بار قرآن کریم کی ایسی تشریح سنی ہے۔ عجیب انداز موضوع پر مکمل گرفت حضرت مولانا محترم کا خاصہ معلوم ہوئی۔ درس قرآن کے بعد حضرت جیؒ کے کمرہ میں کئی احباب اکٹھے ہوئے زیادہ تعداد واپس جانے والوں کی تھی جو اجازت مانگ رہے تھے اور دعا کے لئے کہہ رہے تھے میں نے بھی واپسی کے لئے اجازت طلب کی اور دعا کے لئے کہا۔ حضرت جیؒ نے سب کے لئے دعا کی ان کی دعا جاری تھی مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا مانگوں نہ اس سے پہلے میں آداب شیخ سے واقف تھا۔ پتہ نہیں کس طرح میری قسمت جاگی بے اختیار میرے دل سے دعا نکلی یا اللہ میری کوئی دعا نہیں ہے جو دعا یہ حضرت مانگ رہے ہیں میری بھی وہی دعا ہے میری تکرار یہی تھی کہ حضرت جیؒ کو "کشفاً" معلوم ہوگیا کہ میری دعا صحیح اور اصول کے مطابق ہے انہوں نے سب سے قطع نظر میری طرف غور سے دیکھا اور توجہ سے دعا شروع کی دوران دعا محسوس ہوتا تھا کہ میری روح بھی حضرت جیؒ کے ساتھ ہی محو پرواز ہے۔ مجھے معلوم نہیں شاید پرانے احباب کو معلوم ہوگا کہ حضرت جیؒ "عموماً" کیا دعا فرماتے تھے ہاں یہ بات دل کی گہرائی سے محسوس کرتا ہوں ستر برس بیت گئے ان کی دعا کے اثرات قلب میں محسوس ہوتے ہیں۔ کوئی بات تھی کہ محض 36 گھنٹوں کی صحبت کا اثر ہے کہ سلسلہ عالیہ سے وابستگی میں فرق نہیں آیا۔ دارالعرفان میں پتہ تو نہ چلا۔ لیکن واپسی پر راولپنڈی میں کسی ہوٹل میں کھانا کھانے کو جی نہ چاہا۔ گھر پہنچا رات کو معمول کیا تہجد کی پابندی کا عادی نہ تھا لیکن سحری کے وقت اٹھ بیٹھا اور نماز تہجد ادا کی۔ میں بہت زیادہ باتونی آدمی تھا۔ لوگوں کے ساتھ مذاق غیبت کرنا سننا میرا پسندیدہ مشغلہ تھا ان سب مشاغل سے ایسی نفرت ہوئی کہ ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیا کوئی ایسی بات جو گناہ کی ہو دل سے اٹھتی لیکن زبان سے نہ نکلتی۔ کوئی دو ماہ تک تو یہ حالت رہی کہ لوگوں سے میل جول تک ترک کر دیا۔ رات کی تنہائی میں برلب نالہ کا شیاں پتھر کی بڑی بڑی سلوں پر معمول کرتے وہ لطف نصیب ہوتا جو بیان سے باہر ہے۔ حالانکہ میں عشاء کی نماز کے بعد باقاعدگی سے فلمی گانے سننے کا عادی تھا یہ ساری خرافات پتہ نہیں کیسے رخصت ہوگئیں۔ رہ رہ کے دارالعرفان میں گذرے ہوئے لمحے یاد آتے۔ اور ایک انتہائی ضعیف شخص جس کے ساتھ مجھے نماز میں کھڑا ہونے کا موقع ملا تھا۔ نماز کے بعد ان حضرت کی زبان سے فارسی کے شعر سننے کا موقع ملا۔ وہ اپنی دھن میں بول رہے تھے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
می نشیند در حضور اولیاء

ایک ساعت اولیاء اللہ کی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے جو چاہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی نصیب ہو جائے اسے کہو کہ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ دل سے آواز نکلتی واقعی یہ سچ ہے سچ ہے۔ جب یہ شعر میں پڑھتا تو دارالعرفان کا پورا منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہوئی کہ میرے گھر میں جنات ایک مستقل مصیبت بنے ہوئے تھے۔ بیوی والدہ اور میں خود بھی ان سے از حد نالاں تھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ سوتے میں جنات گردن دبوچ لیتے تھے محسوس ہوتا کہ زندہ نہیں چھوڑیں گے بچے رات کو سوتے میں چیخ پڑتے گھر میں ہر ایک کے

گلے میں تعویذ بندھا ہوتا تھا۔ پتہ نہیں کیا ہوا کہ منارہ سے واپس آیا تو یہ ساری مصیبت دور ہو گئی میری اپنی حالت یہ ہوتی تھی کہ رات کو سوتے میں اگر کبھی منہ کھلا رہ جاتا تو سانسیں رک جاتی تھیں حضرت جیؒ کی ایک محفل کی برکت سے یہ ساری مصیبت دور ہو گئی۔ اکثر اوقات تنہائی میں دل میں قسمیں کھاتا کہ واقعی حضرت اللہ یار خان ولی اللہ ہے واقعی جو دل روشن چاہتا ہے خلوص لے کر جائے چار آنے کی گنجائش ہو تو روپیہ ملتا نظر آتا ہے سوچتا ہوں جن احباب کو کئی سال حضرت جیؒ کی صحبت نصیب ہوئی ہے انہیں کیا کچھ نہ ملا ہوگا۔ جبکہ مجھ بدکار کی سال ہا سال کی نحوست دور ہوئی۔ میں نے 1983ء میں ہی المرشد کا اجراء کرایا جو اب بھی میری زندگی کا رفیق ہے ہر ماہ کا شمارہ نئے ماہ کے شمارے تک میرے زیرِ مطالعہ رہتا ہے۔ حضرت جیؒ 1984ء میں اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ لیکن رب العزت نے ابھی تک مجھے اس جماعت سے وابستہ رکھا ہے تو اس کی وجہ محض المرشد کا مطالعہ ہے۔

رمضان المبارک 1984ء میں دن کے وقت تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے تیاری کر رہا تھا اور اسی حالت میں نیند آگئی خواب میں دیکھا کہ گویا حشر برپا ہے میں بھی اپنے گناہوں میں پھنسا ہوا ہوں ایسے میں حضرت جیؒ میرے پاس آئے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پل صراط سے اس طرح لے گئے گویا یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے میں نے حضرت مدظلہ سے تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ حضرت نے تمہیں پکڑ کر ذکر پر لگا دیا اور کیا چاہتے ہو۔ الحمد للہ علی ذالک۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ جماعت سے منسلک رہوں اللہ تعالیٰ استقامت علی الدین نصیب فرمائے۔ گو میں سب جماعت کے احباب سے سب سے زیادہ ناکارہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلب گار ہوں کہ وہ میری وابستگی جماعت سے تا زیست رکھے گا۔ زندگی کی بہت بڑی خواہش تھی کہ روحانی بیعت نصیب ہو جائے یہ خواہش بھی رب العزت نے 11 اگست 1995ء کو پوری فرمادی۔ اس نعمت کے سامنے پوری دنیا کی نعمتیں ہیچ ہیں۔ حضرت مدظلہ العالی کا یہ جملہ میری زندگی کا ماحصل ہے کہ مجھے بیٹھے بیٹھے حکومت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں آگیا اور نہ مجھے حکومت کی ضرورت ہے مجھے جو کچھ حاصل ہے اس کے سامنے روئے زمین کی حکومت بھی ہیچ ہے حضرت مدظلہ کا یہ جملہ پوری جماعت کے لئے مشعل راہ ہے واقعی ہمیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے دوام ذکر کی صورت میں صحبت شیخ کی صورت میں ہمارے لئے روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظلم وجور کے خاتمے کے لئے ہمیں شیخ المکرم مدظلہ کے ہم رکاب رکھے آمین۔ حضرت جیؒ کی ایک محفل یاد آتی ہے تو دل کو حضرت مدظلہ کا یہ شعر تڑپا دیتا ہے۔

جا بسی ہیں کس نگر وہ صورتیں
جن سے پاتا تھا دل مضطر قرار
جانے صحراؤں میں کیوں کھلتے ہیں پھول
کون ویرانے میں دیکھے گا بہار؟

ماہنامہ ”المرشد“ لاہور

ماہنامہ ”المرشد“ لاہور محرم ۱۴۰۰ھ سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا مرکزی عنوان تو ”تزکیہ نفس“ ہے۔ ”تزکیہ نفس، اصلاح باطن“ کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت کے مطابق صحیح اسلامی تصوف پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ نفاذ دین کے لئے جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس حوالے سے الاخوان کے پلیٹ فارم سے امیر تنظیم الاخوان محمد اکرم اعوان کے افکار پڑھیے۔

آیئے! المرشد کے مستقل خریدار بن کر اپنی صلاحیتوں کو علمی وفکری ارتقاء بخش کر میدان عمل میں دین اللہ کے نفاذ کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں۔

ہیڈ آفس۔ ماہنامہ ”المرشد“ اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون نمبر 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

معاشی استحکام کی یہ حالت ہے کہ عام آدمی پریشانی کی دلدل میں دھنستا چلا جارہا ہے' ٹیکس لگائے جارہے ہیں مہنگائی کا منہ زور گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا ہے

تم نے تو زندگی کے اجالے چرالئے

زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہی مسائل کے حل کی ضمانت دے سکتا ہے' تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر وسلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ مولانا محمد اکرم اعوان کا ایوان وقت میں اظہار خیال

میزبان۔ جاذب سہیل، محمد ریاض اختر

نوائے وقت: حکومت کی دس ماہ کی کارکردگی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مولانا اکرم اعوان: ۱۲ اکتوبر کو مسلم لیگ کی حکومت جانے کے بعد قوم نے فوجی حکومت کو خوش آمدید کہا لوگ سابق حکمرانوں کی پالیسیوں سے تنگ تھے ان کے دور میں ناانصافیاں ہو رہی تھیں۔ جنرل صاحب نے ایوان اقتدار میں داخل ہو کر قوم سے پہلے خطاب میں کہا تھا؟

☆ احتساب بلاامتیاز کیا جائے گا۔

☆ لٹیروں سے قومی دولت واپس لی جائے گی۔

☆ ملک کو معاشی طور پر مضبوط بنایا جائے گا۔

☆ انصاف ہر کسی کو بلاامتیاز دیا جائے گا۔

دس مہینے گزر گئے حکومت کی کارکردگی قابل ذکر نہیں رہی۔ حکمرانوں نے اپنے مقرر کردہ ایجنڈے کے تحت لوٹ مار کرنے والوں سے پیسے واپس نہ لئے۔ زرداری سے کیا کچھ واپس لیا گیا بے نظیر صاحبہ اور نواز شریف بھی ابھی تک الزامات کی ہی زد میں ہیں۔ جب ان سے کچھ برآمد نہ ہوا تو ان کے حواریوں سے کیا نکلے گا۔ معاشی استحکام کی یہ حالت ہے کہ آدمی پریشانی کی دلدل میں دھنستا جا رہا ہے۔ ٹیکس لگائے جا رہے ہیں مہنگائی کا منہ زور گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ جنرل صاحب نے سروے فارم کی تقسیم بھی کر دی۔ یہ کام مسلم لیگ کی حکومت کرتے ہوئے ہچکچاہٹ سے دوچار رہی تھی۔ سابق حکومت خیال کرتی تھی کہ یہ قدم ان کی سیاسی موت ہوگا۔ موجودہ حکومت ان سے ایک قدم آگے بڑھی جنرل سیلز ٹیکس کا دائرہ کار ٹیلی فون تک بھی بڑھا دیا۔ آپ بتائیں کیا ہر شخص ٹیلی فون پر تجارتی لین دین کر رہا ہے۔ احتساب چند افراد تک محدود ہے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ احتسابی عمل سے ان لوگوں کو گزارا جا رہا ہے جو حکومت کے لئے خطرے کا باعث ہیں۔ ان ہی افراد کو سزا دی جا رہی ہے۔ ان کو ہی عوامی عہدوں سے نااہل کیا جا رہا ہے۔ تیسری بات عوامی سہولتوں سے متعلق ہے لوگ ان

> حالات انقلاب کی بجائے خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہے ہیں کسی بھی قوم کے لئے خانہ جنگی بدترین مصیبت ہوا کرتی ہے' سیاسی دانشور متوقع حالات سے باخبر ہونے کے باوجود "بے نیازی" سے کام لے رہے ہیں

سہولتوں سے اور بھی دور ہوتے جا رہے ہیں۔ رشوت کے ریٹ بڑھ گئے جائز کام میں خواری کا پہاڑ عبور کرنا پڑ رہا ہے۔ دیہات میں چینی ۳۲ روپے فی کلو فروخت ہو رہی ہے یہ اس آئٹم کا حال ہے جو ہماری اپنی پیداوار ہے۔ چند دن قبل آٹے کی قیمت میں اضافہ کر کے مہنگائی بڑھنے کے عمل کی سرپرستی کی گئی۔ اندازہ کریں.....

ایک محنت کش جس کے چار بچے ہیں وہ مزدوری میں بچوں کی تعلیم، صحت اور دیگر ضروریات زندگی کیسے پوری کرے گا۔ اس عام آدمی کی حکومت سے توقعات ختم ہو گئی ہیں بے کاری انتہا کی ہے۔ ایسے ماحول میں جنرل صاحب نے قوم کو نئے بلدیاتی نظام کی "خوشخبری" سنائی ہے یہ نیا نظام نہیں ۱۹۴۷ء والے سسٹم کی ایک شکل ہے۔ نیا نظام تب ہو جب اس کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی جائے۔ بلدیاتی نظام مغربی ممالک سے مستعار لیا گیا ہے۔ کیا ایک عمارت کے دروازے تبدیل کر دینے یا اس پر سفیدی کرنے سے عمارت نئی ہو سکتی ہے..... اسے مرمت کہا جاتا جنرل صاحب نے پرانے نظام میں پیوند کاری کر کے قوم کو نیا نظام دینے کی نوید سنائی ہے۔ انہوں نے ایک اور کام بہت خوبصورت کر دیا۔ ڈالر کی شرح کو آزادی دے دی۔ اب جب آئی ایم ایف والے چاہیں گے اس کے ریٹس میں رد وبدل ہو جایا کرے گی بنکوں میں ۴۵ والا ڈالر مارکیٹ میں ۵۲ روپے میں مل رہا ہے۔ اس آزادی نے معیشت کا بیڑا غرق کرنا ہے اور وہ ہو رہا ہے۔

☆☆۔ اقتصادی حالت اب خراب ہے یا پہلے تھی؟

==۔ مسلسل خراب ہو رہی ہے لیکن ان سے حالات ٹھیک کرنے کی امید نہیں۔ فوجی حکومت آئی تو لوگوں کو امیدیں تھیں کہ سرمایہ داروں کے گرد گھیرا تنگ ہوگا۔ جاگیریں واپس لی جائیں گی۔ جن لوگوں نے قرضہ لیا ان سے واپس لیا جائے گا لیکن

www.naqshbandiaowaisiah.com

وہ اپنے وعدوں کو پورا نہ کر سکے انہیں معلوم نہیں کہ بیوروکریسی بڑی مضبوط ہے وہ کب نظام کی تبدیلی کے حالات پیدا ہونے دے گی۔ ایک مخصوص طبقے کے لوگ ہی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو رہے ہیں۔ بڑے اور نامور تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم رہنے والے بچوں کے والدین نظام کی تبدیلی کے لئے غریب کے بچے کی سرپرستی کر سکتے ہیں۔ اگر یہ لوگ غریبوں کے بچوں کو بھی یکساں مواقع دیں تو گدڑی کے یہ "لعل" بھی زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کے پرچم لہرا سکتے ہیں لیکن افسوس کہ تعلیم میں بھی انصاف نہیں۔ اس تفریق کے باعث ہر آنے والی حکومت نے حالات خراب کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اقتدار ان کے لئے' وسائل ان کے لئے' ثمرات بھی ان کے لئے' غریبوں کو تو صرف وعدے ہی مل رہے ہیں۔

میرے خیال میں ۱۹۶۰ء کے ایوبی دور کے بعد اقتصادی حالات خراب ہونا شروع ہوئے ان کے بعد ایوان اقتدار میں آنے والوں نے اپنے اپنے حصے کی ذمہ داری ادا کی۔ کسی نے ترقی معکوس کی طرف تیزی سے سفر کیا اور کسی نے آہستہ آہستہ بیڑا غرق کیا اس دور میں میرے پاس ایک پرانی گاڑی تھی جس کی ٹینکی میں ۱۴ گیلن تیل آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ پٹرول ڈالتے ہوئے پمپ والے نے فی لیٹر ایک روپیہ زیادہ مانگا جواز دیا گیا مشرقی پاکستان میں سیلاب آ گیا ہے۔ متاثرین کی امداد کے لئے "ریلیف فنڈ" مقرر کیا گیا ہے۔ اندازہ کریں مشرقی پاکستان ایک سانحہ میں ہم سے علیحدہ ہو گیا حالات بدل گئے۔ لیکن کسی حکومت نے تیل پر عارضی طور پر لگایا جانے والا ٹیکس واپس نہیں لیا۔ یہ ٹیکس اس وقت مسلسل بڑھ رہا ہے یہ ہے انداز حکمرانی......!!

☆☆۔ چیف ایگزیکٹو سے سیاست دانوں کے رابطے کیا کوئی بہتری کی امید ہے؟

==۔ صاحب بہادر!! حقیقی جمہوریت کی بات کرتے نہیں تھکتے۔ دراصل ہر حکمران نے جمہوریت کی تعریف اپنے انداز سے کی۔ امریکہ میں صدارتی نظام کو جمہوریت کہا جاتا ہے۔ برطانیہ میں ملکہ کی شہنشاہیت جبکہ چین ماسکو والوں کی جمہوریت اپنی ہے۔ پیپلز پارٹی کی جمہوریت اور ہے مسلم لیگ کی جمہوریت اس سے مختلف ہے۔ جمہوریت سے مراد ہر آدمی کو رائے کی آزادی دینا ہے۔ رزق کے حصول کے یکساں مواقع کی فراہمی جان و مال کا تحفظ' تعلیم کے برابر مواقع اور یکساں انصاف کی فراہمی ایسے حالات کو جمہوری نظام کہا جا سکتا ہے۔ پچھلے دنوں ہمارے ایک دوست

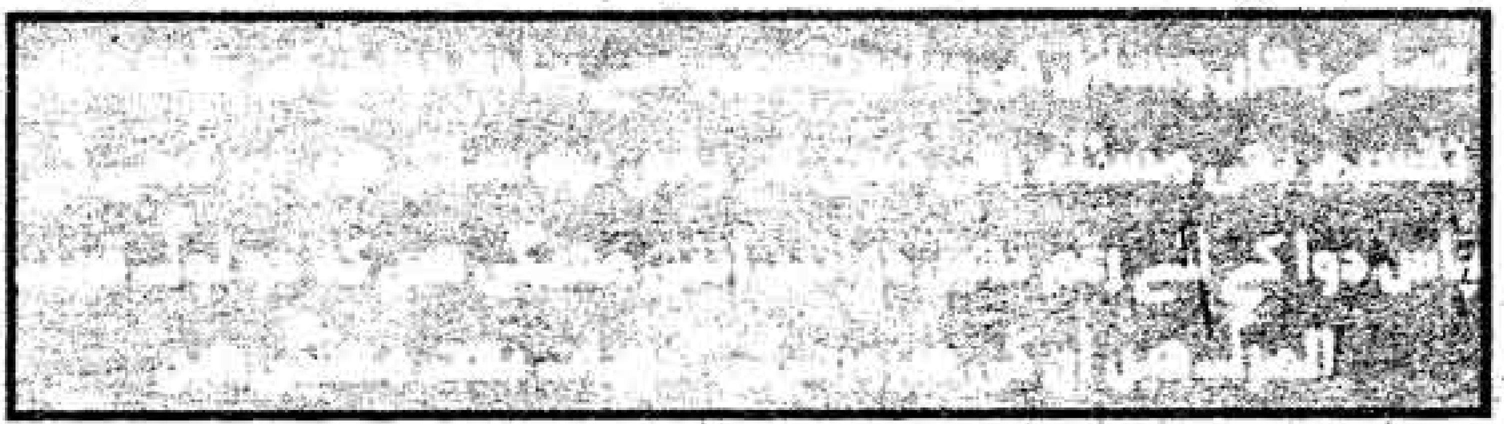

ریٹائرڈ جرنیل نے عام شہری کی حیثیت سے اپنے خراب فون کی شکایت کی اہلکار ایک دوسرے افسر کو شکایت درج کرانے کی ہدایت کرتے رہے لیکن ان کا فون درست نہ ہوا۔ بالآخر ان جرنیل صاحب نے اپنے ملازم سے کہا ڈویژنل انجینئر سے میرے عہدے کا تعارف کروانے کے بعد شکایت کرو۔ چنانچہ اس فارمولے کے تحت ایک دن میں ان کا فون درست ہو گیا۔ اب آپ اس سسٹم کو جمہوری نظام کہہ سکتے ہیں۔ یہاں ایم این اے جس کا کام قانون سازی کرنا ہے وہ گلیاں پختہ کرنے کی سیاست کو رواج دے رہا ہے اہل دیہات "بجلی دو ووٹ لو" کے فلسفے پر رائے کا حق استعمال کرتے ہیں۔ یہ جمہوریت نہیں۔ چیف ایگزیکٹو سیاست دانوں سے رابطہ اپنے پروگرام کو دوام دینے کے لئے کر رہے ہیں ورنہ انہیں اس کی بھی ضرورت نہیں۔

☆☆۔ کیا واقعی حکمران امریکی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں؟

==۔ دعویٰ کی صدیق کرنا ذرا مشکل ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت تو نہیں لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ پاکستان امریکی کالونی بنتا جا رہا ہے۔ مزدوری ہم کر رہے ہیں پھل کسی اور کی جھولی میں گر رہا ہے۔ ورلڈ بنک کس کے اشارے پر پروگرام و پالیسیوں کا اعلان کرتا ہے؟ ہم نے ایف۔۱۶ کے لئے امریکہ کو پیسے دیئے وہ طیارے دے رہا ہے نہ رقم۔ جب رقم کا مطالبہ کیا تو غلے کی پیش کش کر دی اب وہ سویابین ایف۔۱۶ کے بدلے دینے پر بضد ہے۔ میں نے شروع میں امریکی کالونی کی بات کی تھی یوسف رمزی کو یہاں سے ان کے بندے اٹھا کر لے گئے۔ افسوس اس' جرم' کو قبول کرنے کے لئے لغاری صاحب تیار ہیں نہ نواز شریف۔ حد تو یہ ہے کہ قاضی حسین احمد جو خود کو تیسری طاقت سمجھتے ہیں وہ بھی ایوان اقتدار میں داخل ہونے کے لئے امریکہ کی طرف نظریں جمائے ہوئے ہیں جو اس نظریئے پر حکومت کرے گا وہ نمک حلالی کے لئے کیا کچھ نہیں کرے گا۔ اب ان کی طرف سے بھارت سے تعلقات کا استوار کرنے کی باتیں بھی سنی جا رہی ہیں۔ اگر قاضی صاحب کو یہی کچھ کرنا تھا تو واجپائی کی پاکستان آمد کے دوران

www.naqshbandiaowaisiah.com

بزرگوں کو زخمی کرانے کا کیا مقصد تھا۔ خدارا!!! ہیں کو اب کچھ نظر آتے ہیں کچھ کے مصداق ایسی سیاست سے باز آجائیں۔

☆☆۔ مذہبی جماعتوں کو کنٹرول کر کے حکومت کون سا نظام لانے کی خواہش مند ہے؟

==۔ مغرب نے کلیسا اور اقتدار کو علیحدہ کر دیا ہے۔ ان کی خواہش اور کوشش ہے کہ اسلامی ممالک میں بھی مذہب کو علیحدہ رکھ دیا جائے کیونکہ مذہبی سکالر، دانشور اور دینی رہنما ابھی تک اپنے فرائض سے غافل ہیں اس لئے معاشرتی و عوامی مسائل پیدا ہو رہے ہیں، بڑھ رہے ہیں لیکن انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے ایک روز اللہ کی عدالت میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ ۵۳ سال سے نفاذ اسلام کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ مذہبی رہنماؤں کو قومی اسمبلی، سینٹ، صوبائی اسمبلیوں میں الجھا دیا گیا ہے۔ وہ موجودہ سیاست اور اس کے ثمرات سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں آج تک کسی مذہبی رہنما نے مروجہ نظام کے متبادل اسلامی نظام پیش نہیں کیا۔ جب ان سے سوال کیا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم نے حکومت کو پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے اسے پس پشت ڈالا۔ بھئی اگر حکومت نے اس نظام کو مسترد کر دیا ہے تو آپ نے اسے عوامی عدالت میں کیوں نہ پیش کیا۔ سود کے معاملے کو لیں شریعت بنچ نے حرام قرار دیا ہائی کورٹ نے اس فیصلے کو برقرار رکھا سپریم کورٹ نے حرام قرار دیا کسی عالم دین نے ابھی تک اس کا متبادل نظام پیش کیا۔ بس وہ مدرسے چلا رہے ہیں تبلیغ کر رہے ہیں شاید ان کے نزدیک یہی اسلام کی خدمت ہے۔

☆☆۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حالات انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں؟

==۔ نہیں۔۔۔۔ حالات انقلاب سے زیادہ خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہے ہیں کسی بھی قوم کے لئے خانہ جنگی بدترین مصیبت ہوا کرتی ہے ایسے حالات میں لوگوں کا مطمع نظر ایک دوسرے کو مار ڈالنا ہوتا ہے۔ سیاسی دانشور متوقع حالات سے باخبر ہونے کے باوجود "بے نیازی" سے کام لے رہے ہیں لاہور میں آل پارٹیز کانفرنس نے حکمرانوں کی پالیسیوں کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اگر اے پی سی اور اس کے حامی میدان عمل میں آ گئے تو اس کا صاف مطلب "شہری بمقابلہ فوجی" ہے اور خانہ جنگی کیا ہوتی ہے؟ لوگ اب بھی دولت لوٹ رہے ہیں اغوا برائے تاوان جاری ہیں۔ اسٹیٹ خاموش ہے ایک اور بھیانک منظر کی طرف نظر دوڑائیں ہمارے ایک طرف ہندوستان ایک طرف سمندر ایک طرف ایران دوسری طرف افغانستان ہے ہمارے پاس راہ فرار کی گنجائش نہیں ایسے میں حکمرانوں سیاست دانوں اور مذہبی رہنماؤں کو ہوش مندی سے کام لینا چاہئے۔

☆☆۔ پھر پاکستان کا مستقبل کیسا ہوگا؟

==۔ پاکستان نفاذ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر شہری کو یہاں رزق حلال کمانے کے یکساں مواقع میسر ہوں گے اگر کوئی بے روزگار ہوگا تو ریاست اسے الاؤنس دے گی۔ کیا ایسا ہو سکا؟ نہیں حکمران میٹرک تک مفت تعلیم کی بات کرتے رہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہوتا۔ یہاں ۸۰ فیصد لوگ وسائل کی عدم دستیابی کے باعث بچوں کو مڈل کے بعد تعلیم نہیں دلواتے فوج میں آنے کے لئے بھی تعلیم کی شرط ہے۔ یوں بہت سے بچے تعلیم کی کمی کے باعث افواج پاکستان میں شریک نہیں ہو پاتے ہمارے وسائل کی برابر تقسیم سے زیادہ دولت کی منصفانہ تقسیم بھی مسئلہ رہی۔ مثلاً کسی کے پاس وسائل کی نہریں ہیں اور کسی کے پاس دوا کھانے کے پیسے نہیں ہیں، میں کچھ دن قبل بیمار ہوا ڈاکٹری نسخہ کے مطابق پانچ کیپسول خریدے گئے جن کی مالیت ۴۵۹ روپے تھی یہ دوا ایک معمولی مرض کے لئے تھی جو اندازہ کریں (لوگ) قریب المرگ ہوں گے ان کی ادویات کے اخراجات کا اندازہ کیا ہوگا۔ عام آدمی کی حالت کے بارے میں سوچنا ضروری ہے۔ سیاست دان اقتدار کی گیم کی بجائے مسائل کی طرف توجہ دیں آئین اور دستور کے مطابق حکمران کے لئے مسلمان اور پاکستانی شہری ہونا ضروری ہے ہر حکمران ان دو شرائط پر پورا اترا لیکن اسے خود پر عائد شدہ ذمہ داریاں پوری کرنے کا خیال نہ آیا۔ وقت نہ ملا اگر ذمہ داریاں دیانت داری سے ادا کی جاتیں تو مسائل کے انبار نہ لگتے۔

☆☆۔ ملک صاحب! بھارت کو پسندیدہ ترین ملک بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں؟

==۔ بھارت ایک عرصے سے رشین کیمپ میں شامل ہے۔ افغانستان میں سوویت یونین کی شکست کے بعد جب سوویت یونین میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو امریکی مفادات بھارت میں "داخل" ہو گئے۔ سپر پاور کو ایک بڑی تجارتی منڈی مل گئی۔ بھارت ایک ارب انسانوں کا ملک ہے۔ (پوری دنیا میں چھ ارب افراد بستے ہیں) امریکہ بہادر بھارتی سرزمین پر فیکٹریاں اور کارخانے لگا کر اپنے آپ کو مضبوط کر رہا ہے۔ چونکہ وہاں افرادی قوت سستی ہے اس لئے وہ دن رات منافع حاصل کر رہا ہے اس پس منظر میں امریکہ بھارت کا طرف دار ہے اگر وہ اس پالیسی کو ہم پر تھونپتا تو کام ہم کرتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور فائدے وہ اٹھاتا۔ افسوس اس پر ہے کہ ہماری حکومتیں امریکہ سے مرعوب رہتی ہیں اس جواز پر نواز شریف ایوان اقتدار سے رخصت کئے گئے اور تو اور۔۔ قاضی حسین احمد بھی ایوان اقتدار میں داخل ہونے کے لئے امریکہ کی طرف امیدیں لگائے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ امریکن جماعت کے طرز عمل کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ آج کل وہ بھارت سے تعلقات کار بڑھانے کے لئے بھی دل میں نرم گوشہ پیدا کر رہے ہیں اگر یہی کچھ کرنا تھا تو انہیں واجپائی کی (پاکستان) آمد پر احتجاج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

☆☆۔مسئلہ کشمیر پر جمہوریت پسند ممالک کیوں خاموش ہیں؟

==۔کشمیر کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا پہلے میں غذائی مسئلہ بیان کرنا چاہوں گا۔ بھارت غلہ پیدا کرنے والا ملک ہے۔ مشرقی پنجاب ۷ اضلاع کا مجموعہ ہے۔ یہاں بھارتی حکومت نے خصوصی توجہ دے کر کسانوں کو ٹیوب ویل دیئے۔ بجلی کے کنکشن مفت لگائے جہاں یہ نہیں وہاں گورنمنٹ نے پمپ لگائے ہیں اسی لئے ان اضلاع میں اتنا غلہ پیدا ہو رہا ہے جو پورے بھارت کی ضرورت پوری کرنے کا سبب ہے مغربی بنگال سے چاول، وسطی بھارت سے گندم اسی لئے وہاں کی اراضی زرخیز ہے۔ جو صحرا تھا وہ بھی جنگل بن چکا ہے جب جرنیل سنگھ نے غلہ کی ترسیل روکنے کی دھمکی دی تو

اندرا گاندھی نے گولڈن ٹمپل والی پالیسی پر عمل کرانے کا حکم دیا۔ ہندوستان کے وسائل کا دوسرا ذریعہ ویلی آف کشمیر ہے۔ جہاں زعفران کے کھیت ہیں زعفران واحد جنس ہے جو عالمی منڈیوں میں "تولے" کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔ زعفران آج بھی بڑی تگ و دو کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ کشمیر سے نکلنے والے دریا اس کی شادابی کا ذریعہ ہیں ان کے پاس پیداوار اور جھیلیں رواں دواں ہیں۔ ایسے پس منظر میں وہ اپنی روٹی سے کیسے محروم ہو سکتا ہے وہ کشمیر گفتار اور مذاکرات سے نہیں دے گا اس سے (کشمیر) چھیننا پڑے گا۔ تقسیم کے وقت یہ اصول تھا کہ رائے شماری کرائی جاتی جو علاقے مسلمانوں کے تھے وہ پاکستان میں شامل ہو جاتے اور جو نہیں آنا چاہتے تھے بھارت انہیں اپنا حصہ بنا لیتا۔ تقسیم کے وقت کشمیر میں عسکری جہاد جاری تھا اگر وہ دو گھنٹے مزید جاری رہتا تو سری نگر ہمارے پاس ہوتا لیکن سیز فائر کے اعلان نے صورت حال بدل دی کرگل پر کیا ہوا جب فتح پالی تو امریکی حمایت و طرف داری سے عجیب فیصلہ سامنے آ گیا۔ کشمیر میں جہاد آج بھی جاری ہے اسے روکا جا رہا ہے۔ دونوں اطراف کے حکمران مصلحت "انوالو" کر کے معاملات کو پیچیدہ کرتے رہے۔ جہادی تنظیمیں دونوں حکومتوں کی پالیسی سے بے نیاز ہو کر اپنے مشن پر کاربند ہیں۔ وہ اپنی پالیسیاں بنانے میں آزاد ہیں حزب المجاہدین کی

یوسف رمزی کو امریکی بندے اٹھا کر لے گئے اس "جرم" کو قبول کرنے کے لئے لغاری تیار ہیں نہ نواز شریف' حد تک تو یہ ہے کہ قاضی حسین احمد جو خود کو تیسری قوت سمجھتے ہیں وہ بھی ایوان اقتدار میں داخل ہونے کے لئے امریکہ کی طرف نظریں جمائے بیٹھے ہیں جو اس نظریے پر حکمرانی کرے گا وہ نمک حلالی کے لئے کیا کچھ نہیں کرے گا

طرف سے یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان اور پھر الٹی میٹم کے بعد جنگ بندی کا خاتمہ ان کے اپنے فیصلے ہیں ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کسی نئی حکمت عملی یا مجبوری کا حصہ ہو اہل کشمیر ۱۰۔۱۲ سال سے حالت جنگ میں ہیں اگر وہ اس عرصے میں آرام کرنے کے خواہش مند ہیں تو تھوڑے وقت کے لئے ایسا کرنا ان کا حق ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جونا گڑھ ریاست حیدر آباد دکن ہماری تھی لیکن وہاں کے لوگوں نے بھارتی حکمران کا حق تسلیم کر لیا۔ اس لئے ہم بھی خاموش ہو گئے کشمیری اس حق کو تسلیم نہیں کرتے ہم کشمیریوں کے ساتھ ہر حال میں کھڑے تھے اور کھڑے رہیں گے رہا سوال جمہوریت پسند ممالک کا وہ اپنے مفادات کے تابع ہیں وہ بھلا اپنے وسائل دوسرے ممالک کے لئے کب استعمال کریں گے۔ اگر وہ امن پسند جمہوریت پسند ہوتے ہیں تو کشمیریوں کے حق آزادی کو نہ صرف تسلیم کرتے بلکہ اس کے لئے جدوجہد بھی کرتے۔

☆☆۔افغانستان میں اب تک جنگ بندی کیوں نہیں ہو سکی؟

==۔افغانستان میں افراد کی نہیں نظریات کی جنگ ہو رہی ہے۔ افغانی متحد ہو کر سوویت یونین کے خلاف لڑے اگر وہ ان کے نظریات کو قبول کر لیتے تو کیا روسی وہاں حکومت کرتے نہیں وہ اس خطے کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھاتے وہاں سہولتوں کا جال پھیلاتے' لیکن وہاں نظریہ آڑے آیا کہ وہ بے دین ہیں ہم اہل اسلام اس کے لئے افغانستان کا بچہ بچہ ان کا مخالف تھا۔ نظریاتی جہاد کی کامیابی کی یہی ایک وجہ تھی سوویت یونین کے جانے کے بعد یہاں کی بعض طاقتیں افغانستان میں سیکولر اسٹیٹ کی راہ ہموار کرنے لگیں جب وہ خطرے کے نشان

www.naqshbandiaowaisiah.com

کوعبور کرنے لگے تو وہ جو اپنے استاد اور سپاہیوں کی قیادت میں روس کے خلاف برسرپیکار تھے۔ وہی طالب علم (طالبان) اپنے استادوں کے خلاف ہو گئے۔ احمد شاہ مسعود، پروفیسر برہان الدین، حکمت یار کیا یہ سب اپنے اپنے مفادات کے تابع نہیں۔ طالبان کی فتح کا صرف یہی جواز تھا کہ وہ غلبہ اسلام کے خواہش مند تھے۔

☆☆۔ ہمارے افغانستان سے تعلقات میں وہ گرم جوشی نہیں جو ماضی کا حصہ تھی؟

==۔ اس گرم جوشی نے جنرل ضیاء الحق کی جان لے لی ضیاء کی خواہش تھی کہ افغانستان اسلامی اسٹیٹ بنے وہ اسلامی بلاک (وفاق) کی بھی بات کرتے تھے کہ ایران، افغانستان اور دیگر اسلامی ریاستوں کی فیڈریشن ایسی ہو جہاں دفاع اور کرنسی ایک ہو۔ امریکہ بھی تو ۵۴ ریاستوں کا مجموعہ ہے جب ان کا پلان آؤٹ ہوا تو وہ ''ٹارگٹ'' بن گئے۔ اسامہ بن لادن کا جرم کیا ہے وہ کہتا ہے کہ امریکہ کو مشرق وسطیٰ سے باہر نکالا جائے شاید یہ بات امریکہ کو ناگوار گزری۔ اس لئے مڈل ایسٹ اس کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

☆☆۔ امریکہ جنوبی ایشیا میں کس پالیسی پر عمل پیرا ہے؟

==۔ آپ ان کی ''بادشاہت'' یا چوہدراہٹ دیکھیں۔ ایف۔۱۶ کی رقم ادا کرتے ہوئے ۲۰ سال ہو گئے لیکن سودا مل رہا ہے نہ رقم اب بات سویابین (دال) پر ختم ہو رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے دال کھاؤ؟ زندہ رہو۔ سابق تجربات بتا رہے ہیں مغرب سے خیر کی امید رکھنا جہالت ہے۔ عمر اصغر خان (وفاقی وزیر محنت) کا کہنا ہے کہ ہمارے سیاست دانوں اور بیوروکریٹس حضرات کے غیر ملکی بنکوں میں ۸۰ ارب ڈالر پڑے ہیں۔ پاکستان پہ قرضہ کی کل رقم ۳۸ ارب ڈالرز ہے۔ حکومت انقلابی قدم اٹھاتے ہوئے اس رقم سے اپنے قرضے ادا کر کے باقی ۴۲ ارب ڈالر قومی خزانے میں جمع کرائے ویسے بھی حکمران لوٹی ہوئی دولت واپس لینے کے جواز پر ایوان اقتدار میں داخل ہوئے تھے۔

☆☆۔ آج کل انٹرنیٹ پر حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ کا بڑا چرچا ہے؟

==۔ لگتا ہے کہ حکومت کے لئے اس رپورٹ کو کوئی اہمیت نہیں۔ آخر اس رپورٹ کی اشاعت میں کون سی قباحت ہے اس کی تحقیقات اوپن ہونی چاہئے۔ ۱۹۷۱ء کے سانحہ میں کیا ہوا جو جرنیل زندہ ہیں ان سے پوچھیں راؤ فرمان علی، جنرل نیازی، بریگیڈئر حیات سمیت بہت سے فوجی حیات ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ ملکی سلامتی کے تناظر میں رپورٹ شائع نہیں ہو سکی بھارت نے ہماری اس ''سلامتی'' کو انٹر نیٹ پر جاری کر دیا اب کس سلامتی کی بات کرتے ہیں بہتر یہی ہے کہ قوم کو حقیقت بتا دی جائے۔

☆☆۔ کیا واقعی حکومت دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کی خواہش مند ہے؟

==۔ برطانیہ امریکہ سمیت ساری دنیا اسلام سے خوف زدہ ہے۔ ان کی قومیں گناہ سے آلودہ زندگی کی آخری حدوں کو چھو رہی ہیں۔ وہاں کے لوگ اس فلسفے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ مرنے کے بعد سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ ان کا خیال ہے کہ NEXT کچھ نہ کچھ ہے ضرور! اس لئے چرس پینے والے بھی سکون اور آرام دہ زندگی کے لئے اسلام کی طرف آرہے ہیں امریکہ میں ۶۰ لاکھ مسلمان ہیں جن میں امریکیوں کی تعداد ۲۰ لاکھ سے ۲۵ لاکھ کے درمیان ہے۔ یہ تعداد بتدریج بڑھ رہی ہے۔ اسلام کے تیزی سے پھیلنے کے عمل نے اہل مغرب کو پریشان کر دیا ہے اس کے اثرات سے جان بچانے کے لئے وہ اسلامی ریاستوں کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں ان سازشوں کی نوعیت ہر خطے میں مختلف ہیں۔ آپ الجزائر کو دیکھ لیں ترکی کی حالت کا جائزہ لے لیں یا افغانستان پر نظر دوڑائیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح مسلمانوں کے جان و مال کے دشمن بنے ہوئے ہیں اسلام پھیلنے اور نافذ ہونے والا مذہب ہے۔ ان ہتھکنڈوں سے یہ دین ختم نہیں ہوگا۔ مغرب والے خوف زدہ ہیں کہ اگر ساری مسلمان ریاستیں متحد ہو گئیں تو انقلاب برپا ہو جائے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اسلامی انقلاب روکنے کی پیش بندی کر رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ مغربی طاقتیں اپنے دفاع کے لئے ایسے حربے استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

☆☆۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بعض دینی جماعتوں کو بیرونی امداد میسر ہے؟

==۔ برصغیر میں کئی یونیورسٹیاں قائم تھیں جہاں بچے تعلیم حاصل کر کے ان جامعات سے فارغ التحصیل ہونے والے زندگی کے تمام شعبوں میں شامل ہو کر ملک و ملت کے کام آتے یہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے بچے نہیں تھے ان کی کارکردگی کے بارے میں لارڈ میکالے نے اپنی حکومت کو

ایک وفاقی وزیر کے مطابق سیاست دانوں اور بیوروکریٹس کے بیرونی ممالک کے بنکوں میں ۸۰ ارب ڈالرز ہیں جب کہ غیر ملکی قرضہ ہم پر ۳۸ ارب ڈالر کا ہے، حکومت یہ رقم وصول کر کے پورا قرضہ ادا کرے اور باقی ۴۲ ارب ڈالر قومی خزانے میں جمع کروائے ویسے بھی حکمران لوٹی ہوئی دولت واپس لینے کے وعدے کے ساتھ اقتدار پر متمکن ہوئے تھے

ایک رپورٹ بھیجی جس میں لکھا تھا ''برصغیر میں مسلمان بچوں کی شرح خواندگی ۸۰ فیصد ہے جو دینی تعلیم مدرسوں سے حاصل کر رہے ہیں اس سے ان کے ایمان مضبوط ہوتے ہیں ان کے لئے روزگار کے دروازے بند کر دیں یا محدود کر دیں پھر ایسا ہی ہوا مدرسے چندوں اور زکوٰۃ پر صدقات پر اپنے امور چلانے لگے انگریزی حکمرانوں کے جانے کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے۔ بجٹ میں صفائی کرنے والوں کا حصہ مخصوص ہے۔ دوسرے ملازمین اور شعبوں کے لئے رقم مختص ہے مگر دینی مدرسوں کو زکوٰۃ صدقات پر چھوڑ دیا ہے۔ ان مدرسوں کے لئے بجٹ میں رقومات کیوں نہیں رکھی جاسکتیں کافرانہ دور حکومت میں مجبوری ہوتی ہے۔ جس کے تحت مدرسے چندے اور قربانی کی کھالوں پر چلائے جاتے تھے۔ اسلامی حکومت میں ایسا عجیب لگتا ہے ایسے میں کچھ جماعتیں' ایران کچھ سعودی عرب اور کچھ بیرونی طاقتوں سے مرعوب ہیں۔ وہ ان کے ترجمان بن کر ان کے نظریات کا پرچار کرتے ہیں بعض جماعتوں اور رہنماؤں کے طرز عمل سے فرقہ واریت کو بھی ہوا ملتی ہے۔

☆☆۔ ملی یکجہتی کونسل کی طرف سے اخوت اور یکجہتی کی کوششیں کس حد تک کامیاب رہیں؟

==۔ مجھے بھی ملی یکجہتی کونسل میں شامل کرنے پر زور دیا گیا میں نے کہا چونکہ اس کونسل میں شامل کچھ اراکین قومی اسمبلی سینٹ کے ممبر بن کر نظام کا حصہ بنے ہوئے ہیں ایسے رہنما کس طرح اپنے نیک مقصد کو پاسکتے ہیں۔

مغرب کی سازش ہے کہ اسلامی ممالک میں بھی سیاست اور مذہب کو الگ الگ کر دیا جائے چونکہ مذہبی سکالرز دانشور اور دینی رہنما ابھی تک اپنے فرائض سے غافل ہیں اسی لئے معاشرتی و عوامی مسائل پیدا ہو رہے ہیں انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک روز اللہ کی عدالت میں ان کی جواب طلبی ہوگی

☆☆۔ زکوٰۃ کی تقسیم کے بارے میں بھی ہر حکومت اپنی پالیسی پر کاربند رہی؟

==۔ زکوٰۃ کا سب سے بڑا مصرف مقروض کو قرض سے نجات دلانا ہے تاکہ وہ آبرومندانہ زندگی گزار سکے۔ زکوٰۃ کے مستحقین میں مقروض قیدی مسافر بھی شامل ہیں کوئی بندہ کتنا ہی بااثر کیوں نہ رہا ہو اگر وہ قیدی ہے تو اس کی مدد زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔ اس طرح مسافر کے لئے حکم ہے اب آپ دیکھیں ۱۴ کروڑ عوام یہودیوں کے محتاج ہیں کیا ان کی گردن قرض سے چھڑانے کے لئے انقلابی قدم اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اس کا نام بھی مقروضوں کی فہرست میں شامل ہے۔ بیرونی ممالک کے بنکوں میں پاکستانیوں کے روپے کو حکومت اپنے کنٹرول میں کیوں نہیں کرتی۔

☆☆۔ ایسا لگتا ہے کہ مغرب کا اصل ٹارگٹ نوجوان ہیں؟

==۔ مشرق و مغرب اسلامی کی حقانیت کو تسلیم کر رہے ہیں کبھی ہندو مذہب میں ''شہید'' کا لفظ سنا تھا اب وہ بھی قتل ہونے والے سپاہیوں کے لئے اس مقدس لفظ کا سہارا لے رہے ہیں اہل مغرب جہاد سے خوف زدہ ہیں اس لئے وہ نوجوان نسل کے دلوں سے جہاد کا جذبہ کھرچ رہے ہیں۔ ان ہی سازشیوں کے قادیانی نبوت کا مسئلہ کھڑا کیا۔ ہم اللہ کی دھرتی پہ اللہ کے نظام کو نافذ کرنے کے خواہش مند ہیں مغرب جو بھی سازشیں کرے وہ نوجوانوں کے دلوں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا چراغ نہیں بجھا سکتا...... آج ہم جو اپنے مسائل میں الجھتے جا رہے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں آج کل نظام کو تبدیل کرنے کے مطالبے میں شدت آ رہی ہے اگر یہاں قرآن و سنت کی بنیاد پر نظام رائج ہو گیا تو ہمارا ملک مسائل کے انبار سے نکل کر خوشحال اور مضبوط بن جائے گا۔

☆☆۔ آپ کی جماعت کا کوئی عسکری گروپ بھی ہے؟

==۔ اس کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوئی ہر مسلمان اللہ کا سپاہی ہے جو بوقت ضرورت اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں آجاتا ہے۔

☆☆۔ کہتے ہیں خدمت اور عمل کے مابین حد فاصل نہیں ہوتی لیکن یہاں ایسا نہیں؟

==۔ اگر آپ کا اشارہ خانقاہوں یا گدی نشینوں کی طرف ہے تو جان لیں ہمارے دین میں گدی نشینی کا کوئی تصور نہیں۔ اگر اس کی حقیقت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ بھی اس طرف توجہ دیتے پھر قیصر و کسریٰ کو مسخر کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ دین عملی طور پر خدمت پر زور دیتا ہے قول و فعل میں امتیاز رکھنے والے خدمت و عمل کے تصور کو نہیں سمجھ سکتے۔ افسوس ہماری سیاست بھی موروثیت کے زیر اثر ہے۔ بھٹو کے بعد ان کی صاحبزادی بے نظیر جنرل ضیاء کے بعد ان کے لخت جگر (اعجاز الحق) سیاسی رہنما بنے ہوئے ہیں جو اپنے والد کے نام اور انداز کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں خانقاہیں بھی اس مقصد کے لئے نہیں ہوتیں میدان عمل میں نکل کر خادم بننا ہمارا اصل مقصد ہونا چاہئے۔

نقل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

www.naqshbandiaowaisiah.com

کالم کے جواب میں خط

خورشید ندیم روزنامہ "جنگ" کے مستقل لکھاریوں میں سے ہیں انہوں نے ایک کالم بعنوان "دینی سیاست سے متعلق چند سوالات" لکھا جو قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ انہیں علم ہو سکے کہ ہمارے اہل قلم کس انداز سے سوچتے ہیں۔ اس کا جواب کسی دینی سیاسی جماعت (مخاطبین) کی طرف سے آتا تو زیادہ بہتر ہوتا' بہر حال سرفراز حسین نے اس نہج میں اپنی ایک کوشش کی ہے جو اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

دینی سیاست سے متعلق چند سوالات

تحریر۔ خورشید ندیم

میں بنیادی طور پر دینی سیاست کا ایک طالب علم ہوں یہی وجہ ہے کہ سیاست کے نظری اور عملی مسائل پر دینی اعتبار سے غور کرتا رہتا ہوں' دینی سیاست میں سرگرم اہل مذہب کے رویے بطور خاص میری دلچسپی کا موضوع ہیں۔ اپنی اسی طالب علمانہ حیثیت میں آج میں چند سوالات اٹھانا چاہتا ہوں۔ لیکن پہلے ایک مختصر تمہید.....

پاکستان میں جمہوری حکومتیں قائم ہوئیں اور غیر جمہوری بھی' ہم نے اہل مذہب کو دونوں کے ساتھ تعاون کرتے دیکھا ہے۔ تعاون کی ایک شکل یہ ہے کہ آپ خیر خواہی کے ساتھ ہر نیک کام میں حکومت کی تائید کرتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ باضابطہ طور پر حکومت کا حصہ بنتے اور سرکاری مراعات لیتے ہیں۔ پہلی صورت پر تو ظاہر ہے کہ کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دوسری صورت البتہ ایسی ہے کہ اس پر کئی طرح کے سوالات جنم لیتے ہیں مثال کے طور پر جمہوری حکومتوں کے ساتھ تعاون تو قابل فہم بات ہے کیونکہ اسلام اس حکومت کو سند جواز عطا کرتا ہے جو عامتہ الناس کے مشورے سے وجود میں آئی ہو لیکن اگر کہیں کوئی غیر جمہوری حکومت قائم ہو تو کیا اس کے ساتھ بھی اسی طرح تعاون کیا جائے گا؟ اگر اہل مذہب کی زبان حال پر اعتبار کیا جائے تو اس کا عمومی جواب اثبات میں ہے۔ میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

جب جنرل محمد ضیاء الحق کی قیادت میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا تو کچھ عرصے کے بعد ملک کے ایک نامور عالم دین مولانا عبدالملک کاندھلوی کا ایک انٹرویو "جنگ" میں شائع ہوا اس میں انہوں نے کہا "امت کی تاریخ میں پہلا مارشل لاء حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نافذ کیا" یہ ایک جید عالم دین کی طرف سے اس دور اقتدار کے دینی جواز کا فتویٰ تھا۔ جب جنرل صاحب نے وفاقی شرعی عدالت قائم کی تو پاکستان کے ممتاز ترین علماء اس میں بطور جج تعینات ہوئے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس حکومت کو شرعی اعتبار سے درست سمجھتے تھے تب ہی اس کے تحت یہ ذمہ داری قبول کی۔ جنرل پرویز مشرف صاحب برسراقتدار آئے تو ملک کی تمام دینی سیاسی جماعتوں نے الا ماشاء اللہ ان کا خیر مقدم کیا' کچھ روز پہلے ایک مشہور عالم مولانا ولی رازی سندھی' کابینہ کا باضابطہ حصہ بن گئے۔ آپ پاکستان کے جلیل القدر عالم مفتی محمد شفیع مرحوم کے فرزند ہیں۔

دوسری طرف ہم بعض جید علمائے دین کو دیکھتے ہیں کہ وہ آمرانہ حکومتوں کے ساتھ تعاون کے لئے آمادہ نہیں ہوئے ان میں سرفہرست مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ہیں۔ انہوں نے ایوب خان مرحوم کی حکومت کے اخلاقی جواز کو قبول نہیں کیا۔ ان کے نزدیک اس مسئلے کی اتنی غیر معمولی اہمیت تھی کہ انہوں نے صدارتی انتخابات میں ایک خاتون امیدوار کی حمایت کی حالانکہ وہ خواتین کے اس طرح کے سیاسی کردار کو شرعاً درست نہیں سمجھتے تھے' لیکن ان کے نزدیک یہ ایک کم تر "برائی" تھی۔ عملی سیاست کے ساتھ وابستگی کے آخری دن تک جمہوریت کے ساتھ ان کا یہ تعلق قائم رہا۔ اصل مذہب کے ان متضاد بلکہ متصادم رویوں سے مجھ جیسے طالب علم کے ذہن میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں' میں یہ سوالات یہاں اٹھا رہا ہوں اور میری خواہش ہے کہ دین کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

علماء اس ضمن میں ہماری راہنمائی کریں۔

☆..... شرعی اعتبار سے اس حکومت کی حیثیت کیا ہے' جو ملک کے قانون اور رائے عامہ کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے بزور قائم کی جائے؟

☆..... کیا ایک حکومت میں کسی خدمت پر مامور کسی سرکاری اہلکار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شخصی اجتہاد سے یہ فیصلہ کرے کہ وقت کی حکومت نے چونکہ ملکی دستور کو پامال کیا ہے اور وہ عوامی تائید سے محروم ہو چکی ہے' لہٰذا وہ اسے اقتدار سے الگ کر کے خود اس پر قبضہ کر سکتا ہے؟

☆..... مولانا فضل الرحمٰن کا ارشاد ہے کہ اگر فوج طاقت کے ذریعے حکومت پر قبضہ کر سکتی ہے تو علماء بھی ایسا کر سکتے ہیں' کیا مولانا کی اس رائے کے لئے کوئی شرعی دلیل موجود ہے؟

☆..... امت کے بعض جلیل القدر فقہاء کے دور میں ایسی حکومتیں قائم ہوئیں جن کو وہ شرعاً درست نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے ایسی حکومتوں سے عملی تعاون نہیں کیا۔ یہ صحیح ہے کہ وہ تعاون کے لئے آمادہ نہیں ہوئے کیونکہ وہ درست طور پر یہ سمجھتے تھے کہ بغاوت اگر انتشار میں مزید اضافہ کر دے تو اس سے گریز کرنا چاہئے۔ یہ اقدام انہی لوگوں کے لئے جائز ہو سکتا ہے جنہیں عوامی سطح پر تائید حاصل ہو۔ تاہم خروج یا بغاوت کوئی شرعی فریضہ نہیں ہے کہ ہر صورت میں ادا کیا جانا چاہئے۔ اگر ان کے دور میں کوئی ایسی بغاوت برپا ہوئی جو ان کے خیال میں کسی کامیابی پر منتج نہیں ہو سکتی تھی تو انہوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا' لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ کوئی سرکاری منصب قبول نہیں کیا۔ اس حوالے سے سب سے روشن مثال امام ابو حنیفہؒ کی ہے۔ امام نے سزا جھیل لی' جیل جانا گوارا کیا لیکن حکومتی عہدہ قبول نہیں کیا' کیا یہ امام اعظم کا انفرادی اجتہاد تھا یا اس کی بنیاد کسی شرعی عذر پر تھی؟

☆..... خلفائے راشدین نے کھلی مجالس میں اپنی خلافت کی بیعت کیوں لی' یہ شرعی ضرورت تھی یا انتظامی؟

☆..... آج چونکہ اجتماعی سطح پر اسلام ہماری پہلی ترجیح نہیں رہی اس لئے آج حکومت جمہوری ہو یا غیر جمہوری یہ مذہب کا مسئلہ نہیں ہے' آپ چاہیں تو تائید کریں اور چاہیں تو مخالفت' دین کو اس سے کچھ بحث نہیں' کیا یہ موقف شرعاً درست ہے؟

سوالات کو جب علمی سطح پر اٹھایا جائے تو پھر وہ علمی دلائل کے متقاضی ہوتے ہیں۔ معاملہ اگر دین سے متعلق ہے تو ظاہر ہے کہ یہ دلائل قرآن وسنت سے ماخوذ ہونے چاہئیں میں ان سوالات کو اس لئے اہم سمجھتا ہوں کہ ہمارے مذہبی طبقات دینی معاملات میں بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ توہین رسالتؐ کے قانون اور جمعہ کی چھٹی جیسے مسائل پر ان کے رد عمل سے کیا جا سکتا ہے۔ ایک طرف وہ اتنی سی بات قبول نہیں کرتے لیکن دوسری طرف وہ ان سوالات کو دینی اعتبار سے کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں کہ حکومتیں تبدیل کیسے ہوتی ہیں اور کس کو مسلمانوں پر حکمرانی کا حق ہے؟ کیا یہ سوالات فی الواقعہ دینی حوالے سے کچھ اہمیت نہیں رکھتے؟

میں اس رائے کا قائل ہوں کہ عملی سیاست علماء کا اصل میدان نہیں ہے' اس لئے میں ان سوالات کے صرف علمی جوابات ہی کے لئے درخواست گزار ہوں' تاہم چونکہ علماء نے اپنے لئے خود ہی عملی سیاست کا انتخاب کیا ہے اس لئے اگر ان جوابات کو ان کے طرز عمل سے مشروط کر دیا جائے تو یہ کوئی ناجائز مطالبہ نہیں ہو گا۔ بہر حال میں چونکہ دینی سیاست کا طالب علم ہوں' اس لئے میری دلچسپی ان سوالات کے علمی جواب تک محدود ہے۔ تو کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ ان مسائل کے؟

جواب آں غزل

تحریر۔ سرفراز حسین

جناب خورشید ندیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اخبار "جنگ" کی مورخہ ۲۰۰۰۔۷۔۱۰ کی اشاعت میں آپ کا ایک کالم چھپا تھا "دینی سیاست سے متعلق چند سوالات" میں انتظار ہی کرتا رہا کہ علمائے کرام میں سے کوئی اس کا جواب دے تو ہم بھی اس سے استفادہ کر سکیں مگر آج تک ان کی طرف سے اس کا کوئی جواب نظر سے نہ گزرا۔ شاید آپ کو ملا نہیں یا چھپنے کی باری نہیں آئی۔

ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم دنیا جہان کی

واقفیت رکھتے ہیں مگر وہ جو ہدایت ہے' وہ جو روشنی ہے' اسے ہم نے جلدانوں میں مقید کر رکھا ہے۔ اور وہ جو تلاوت کرتے ہیں' ان کا مقصد صرف ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کیا حکم دے رہا ہے' کس چیز سے منع کر رہا ہے۔ ہم ان علم و حکمت کے موتیوں پر سے بڑی بے اعتنائی سے گزر جاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسی زبان نہیں ہے جو یوں بے سوچے سمجھے پڑھی جائے۔ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جو کسی زبان کو یہ جانے بغیر صبح و شام پڑھتی جائے کہ وہ کیا پڑھتی ہے مگر' مسلمان قوم۔ جس کتاب پر ایمان رکھتی ہے' جس ایمان کی بنا پر مسلمان ہے' اسی کے بارے میں لاعلم ہے۔ بقول امیر محمد اکرم

بقول امیر محمد اکرم اعوان صاحب کہ "ماننے کیلئے تو جاننا ضروری ہے' جو جانتا نہیں وہ مانتا کیسے ہے اور وہ مانتا کیا ہے

اعوان صاحب کہ "ماننے کے لئے تو جاننا ضروری ہے' جو جانتا نہیں ہے وہ مانتا کیسے ہے اور وہ مانتا کیا ہے۔" یہ علماء حضرات اس بارے میں جانے کیا فتویٰ دیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ سمجھے بغیر' جانے بغیر' قرآن کو پڑھنا کلام الٰہی کی بے ادبی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ان لوگوں سے پوچھو کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں (۳۹/۹)

بیسویں سورۃ ۱۲۳ نمبر آیت (۲۰/۱۲۳) میں ارشاد ربانی ہے کہ جب میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو بھی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی کا شکار ہو گا۔ یہ کتاب ہدایت ہم صبح شام پڑھتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ اس میں کیا کیا رہنما اصول دیئے گئے ہیں۔ لاعلمی سزا سے بچنے کا جواز پیدا نہیں کرتی۔ ایک آدمی اگر لاعلمی میں زہر کھا لیتا ہے تو زہر تب بھی اثر کرتی ہے اور اگر علم رکھتے ہوئے کھاتا ہے تو زہر تب بھی اثر کرتی ہے۔ آگ میں بے دھیانی سے' بے توجہی سے ہاتھ چلا جائے تو وہ پھر بھی جل جائے گا اور اگر کوئی جان بوجھ کر آگ میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا چاہے تو آگ نے پھر بھی جلانا ہے۔ اسی طرح کوئی غلط عمل ہم لاعلمی میں کر جائیں یا جان بوجھ کر کریں' اس کے اثرات سے' اس کے نتائج سے ہم بچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خدا نے تمہیں پیدا کیا پھر تم میں سے کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر (۶۴/۲) تو یہ عمل ہی ہے جو مومن اور کافر بناتا ہے صرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے سے کوئی مسلمان نہیں بن جاتا۔ یہی لاعلمی ہے کہ جب بھی ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آتا ہے جسے اسلام کے قوانین کے مطابق حل کرنا مقصود ہو تو ہمیں انہی تفرقہ بازوں کی طرف (بہ استثنائے چند) دیکھنا پڑتا ہے جنہیں ہم علمائے دین کہتے ہیں۔

جناب ندیم صاحب! میں بھی آپ کی طرح ایک طالب علم کی حیثیت رکھتا ہوں۔ آپ کے سوالات کی ذمہ داری مجھ پر تو بہر حال عائد نہیں ہوتی کہ میں علماء کی کیٹگری میں FALL نہیں کرتا' لیکن طالب علم ہونے کی ایک مشترکہ حیثیت سے ہم آپس میں تبادلہ خیالات تو کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اپنے اس خط کے دوسرے پیرے کے آخر میں میں بعض علماء کو تفرقہ باز لکھ گیا ہوں' پہلے اسے کلیئر کر دوں کہ اسلام کے نزدیک تفرقہ بازی کیا ہوتی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو (جس سے اس نے تمہیں نوازا) تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت ڈال دی اور اپنی عنایات سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا (۳/۱۰۳) اور ایسے بھائی بھائی بنا دیا جس کے متعلق فرمایا کہ دشمن کے مقابلہ میں چٹان کی مانند سخت اور آپس

وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں فرقے پیدا کر لئے وہ گروہ بن گئے (اے رسول) تیرا ان سے کوئی واسطہ نہیں

میں نہایت ہمدرد (۴۵/۴۹) اس کے بعد کیا ہوا فرمایا کہ ہم نے انہیں اس معاملہ (دین) کے متعلق واضح باتیں بتائی تھیں لیکن انہوں نے العلم (وحی) آجانے کے بعد آپس میں اختلاف کیا اور اس اختلاف کی وجہ محض ان کی باہمی ضد تھی (۴۵/۱۷) وہ جو اللہ تعالیٰ نے شروع میں فرمایا ہے تا کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں یا میں اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہوں اگر تم عقل رکھتے ہو تو ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے اپنی آیات کھول کھول کر بیان فرماتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ اسی فرقہ بندی کے ضمن میں مزید ارشاد ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں فرقے پیدا کر لئے اور گروہ بن گئے (اے رسول) تیرا ان سے کوئی واسطہ نہیں (۶/۱۶۰) پھر ارشاد ہے تم مشرکوں میں سے نہ ہو جانا یعنی ان میں سے جنہوں نے اپنے دین میں فرقے پیدا کر لئے اور خود بھی ایک گروہ (فرقہ) بن بیٹھے (پھر حالت یہ ہو گئی) کہ تمام فرقے اپنے اپنے مسلک پر اترا رہے ہیں اور ہر کوئی سمجھتا ہے کہ میں ہی حق پر ہوں (۳۰/۳۲) یہ حوالہ جات اس کتاب میں سے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہدایت ہے اور اس کے قوانین بدلا نہیں کرتے (۶/۱۱۶) اور تم صرف اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور کسی سرپرست کا اتباع مت کرو (لیکن) تھوڑے ہیں جو اس حقیقت کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ (۷/۳)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا تم ایسی روش اختیار کرنا چاہتے ہو کہ قوانین خداوندی کے ایک حصہ پر ایمان رکھو اور ایک حصے سے انکار کرو، جو کوئی ایسا کرے گا تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو گا کہ اس دنیا میں بھی ذلت و خواری نصیب ہو گی اور وہ قیامت میں شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو گا (۲/۸۵) ادھر حکم ہے کہ دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ ادھر یہ حال ہے کہ اس دین کو تبرک کے طور پر رکھ چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تم کائنات پر غور کیوں نہیں کرتے۔ ہم نے دیکھا کہ جنہوں نے غور کیا انہوں نے خلا پر فتح پالی۔ انہوں نے زمین، سورج اور چاند کی گردشیں گن لیں۔ وہ سالہا سال پہلے بتا دیتے ہیں کہ سورج کو گرہن کب لگے گا۔ چاند کو کب لگے گا، کتنا عرصہ رہے گا، کس کس ملک میں دیکھا جا سکے گا۔

افسوس کہ موجودہ ایجادات میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں ہے گو چند اصول و ضوابط ہمارے اسلاف کے بتائے ہوئے ہیں جن پر موجودہ سائنسی دنیا انحصار کرتی ہے جن کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا کہ

تھے تو وہ تمہارے ہی آباء مگر تم کیا ہو

سوچنے والی چیز تو یہ ہے کہ ہم نے کیا ایجاد کیا؟ "فرقے" جنہوں نے غور و فکر سے کام لیا کائنات میں وہ مریخ کی خبریں دے رہے ہیں ہم ابھی تک داڑھی کی طوالت میں الجھے ہوئے ہیں۔ ایک فرقہ کے مطابق داڑھی کی کچھ لمبائی ہے دوسرے کے مطابق کچھ اور ہے اس بات پر بھی فرقے بن گئے۔ وضو کے طریقے کے اختلاف پر فرقے بن گئے۔ تف ہے ہم پہ!

> بقول امیر محمد اکرم اعوان "جو بڑی سیاسی جماعت ان مذہبی جماعتوں کو ایک وزارت اور دو تین قومی اسمبلی کی نشستوں کی یقین دہانی کروا دے یہ انہی کی حلیف بن جاتی ہیں، گویا ان کا دین تو وہیں مکمل ہو گیا"

آپ نے سوالات سے پہلے مضمون کی تمہید میں ملکی سیاست سے متعلق ان علماء کے کردار کی جو مثالیں بیان کی ہیں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ ان علماء کی تو ساری سیاسی زندگی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ؎

آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر

ان کا چونکہ اسلام ایک نہیں ہے۔ یہ سب ایک دوسرے کی نظر میں کافر ہیں، اس لئے یہ ایک کاز (Cause) کے لئے جمع بھی نہیں ہو سکتے۔

بقول محمد اکرم اعوان، امیر تنظیم الاخوان، "جو بڑی سیاسی جماعت ان مذہبی جماعتوں کو ایک وزارت اور دو تین قومی اسمبلی کی نشستوں کی یقین دہانی کروا دے یہ انہی کی حلیف بن جاتی ہیں گویا ان کا دین تو وہیں مکمل ہو گیا۔"

اسلام کی داعی یہ جماعتیں اگر صرف اسلام کے لئے میدان سیاست میں ہوں تو یہ باہم دگر متفرق نہ ہوں ان کا اتحاد تو اصولی طور پر کسی دوسری سیاسی جماعت سے بنتا ہی نہیں ہے۔ نواب زادہ نصر اللہ صاحب تو صرف ایک نکاتی ایجنڈا پر بھی مختلف نظریات کی حامل سیاسی جماعتوں کا اتحاد بنا دیتے ہیں، کیا ان مذہبی جماعتوں میں دین کی کوئی ایک شق بھی مشترک نہیں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی مذہبی جماعتیں ہیں۔

ملک میں موجودہ مغربی جمہوری نظام کو آپ نے مشاورت کا نام دے کر لکھا ہے کہ اسلام ایسی حکومت کو سند جواز عطا کرتا ہے جو

www.naqshbandiaowaisiah.com

عامتہ الناس کے مشورے سے وجود میں آئی ہو اور سوال کیا ہے کہ غیر جمہوری حکومت سے بھی کیا ایسے ہی تعاون کیا جانا چاہئے جیسا جمہوری حکومت سے؟ اس ضمن میں گزارش ہے کہ آپ نے مغربی جمہوریت اور مشاورت میں فرق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ آپ مشاورت اور جمہوریت کے فرق کو بخوبی سمجھتے ہوں گے۔

میرے بھائی! مشورہ تو اس سے کیا جاتا ہے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو۔ آپ قانونی امور میں وکیل سے مشورہ کرتے ہیں' بیماری میں ڈاکٹر سے مشورہ کرتے ہیں' کوئی ٹیکنیکل معاملہ ہو تو مشورہ کے لئے انجینئر سے رجوع کرتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ وکیل کی جگہ آپ انجینئر کو کھڑا کر دیں۔ انجینئر کی جگہ کسی ڈاکٹر کو بٹھا دیں باوجودیکہ یہ سب حضرات اپنے اپنے فیلڈ میں کوالیفائیڈ ہوتے ہیں مگر جب ملکی امور کی بات آتی ہے' ملک کے نظم و انصرام کی بات آتی ہے تو اٹھارہ بیس سال کے لڑکے بالوں کو Involve کر لیا جاتا ہے۔ انہیں اپنے حق میں' اپنی حمایت کے لئے قائل کیا جاتا ہے بلکہ ورغلایا جاتا ہے۔ مفادات کا یقین دلایا جاتا ہے اور اقتدار میں آکر ان کو Out of the way اور Out of the merit فوائد بھی پہنچائے جاتے ہیں۔ اس مہم میں ہر امیدوار ایک دوسرے کو' ہر جماعت دوسری جماعت کو خائن' چور ڈاکو اور نااہل ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کیا اس سارے عمل کو' ساری ہلڑ بازی کو' مفادات کے لالچ دینے ووٹوں کی خرید و فروخت کرنے کو' مشاورت کہا جا سکتا ہے؟ کیا یہ آپس کی مہم جوئی اور مقابلہ بازی مشاورت کے زمرے میں آتی ہے! کیا مشورے اس طرح سے کئے جاتے ہیں اور طرفہ تماشا یہ کہ جنہوں نے ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہوتی ہے' ان کی اپنی اہلیت کا کوئی معیار ہی نہیں ہوتا۔ کیا مشاورت کے لئے ایسی ہی سنجیدہ فضا کی ضرورت ہوتی ہے جو الیکشن کے دوران پیدا کر دی جاتی ہے۔

خلافت راشدہ کے دور میں خلفائے عظام

> **عوام کی منتخب شدہ حکومت اگر اسلامی قوانین نافذ نہ کرے اور ایسی حکومت جو بزور قائم ہو وہ بھی اسلامی قوانین نافذ نہ کرے' شرعی اعتبار سے ان دونوں کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں' دونوں خلاف شریعت ہیں**

کو ایسے تو نہیں چنا گیا تھا۔ آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی مثال لے لیں' نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی ان کو مختلف واقعات کے پس منظر میں قائم مقامی کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ لہذا آپ ﷺ کی وفات کے بعد کسی مقابلہ اور کسی دوسری شخصیت کے متعلق سوچے بغیر انہیں بار خلافت سونپ دیا گیا۔ حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نامزد کردہ تین چار صحابہ میں سے چنا گیا اور حضرت عثمانؓ کو بھی حضرت عمرؓ کی چار پانچ اصحاب پر مشتمل کمیٹی میں سے چنا گیا۔

اسلام میں کوئی اپنے آپ کو اقتدار کے لئے پیش نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے مہم چلانا اور جوڑ توڑ کرنا تو دور کی بات ہے۔ مومن کا فریضہ ہے کہ وہ اللہ کے نظام کے مطابق زندگی گزارے۔ اس لئے وہ اپنے میں سے جس کو زیادہ متقی پرہیزگار' اہل علم اور اللہ کے نظام کو چلانے کا زیادہ اہل سمجھتے ہیں اقتدار سونپ دیتے ہیں۔ اسلامی نظام میں چونکہ خلیفہ وقت کا معیار زندگی ایک عام شخص کے معیار زندگی کے مطابق ہوتا ہے' ہر معاملہ میں اسے اللہ اور اس کی مخلوق کی جواب دہی کا خوف ہوتا ہے اور جمہوریت کے نظام کی طرح خلافت کے نظام میں خلیفہ کا کوئی حق فائق یا استحقاق نہیں ہوتا' یہ ایک بار امانت ہوتا ہے اس لئے اسے اٹھانے کے لئے کوئی آسانی سے تیار نہیں ہوتا۔

یہ جو بعض تواریخ میں صحابہ کرامؓ کی اقتدار کے لئے رسہ کشی اور جدوجہد کے واقعات ملتے ہیں یہ ہماری مسخ شدہ تاریخ ہے۔ اسی طرح کی غلط روایات ہماری احادیث کی کتابوں میں بھی ملتی ہیں۔ میں نے بخاری شریف میں کسی جگہ پڑھا کہ جب نبی کریم ﷺ کا آخری وقت آیا تو ایک صحابی نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے قریش کے لوگوں کو فوت ہوتے ہوئے دیکھا ہے کہ مرتے وقت ان کے چہرے کیسے ہو جاتے ہیں اور آپ ﷺ اس مرض سے بچنے والے نہیں ہیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا ہم آپ ﷺ سے اپنی خلافت کے حق میں کہلوانہ لیں تو دوسرے صحابی جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں آرہا فرمانے لگے کہ اگر آپؐ نے انکار کر دیا تو بعد میں دوسرے صحابہ تو ہمیں خلافت کے لئے Con-sider بھی نہیں کریں گے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہ نبی اکرمؐ کی تعلیمات نے اس کردار کے لوگ پیدا کئے تھے۔ کیا یہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ میں ان سے راضی ہوا اور وہ مجھ سے راضی ہوئے۔ کیا ایسے لوگ، ایسی معزز و محترم شخصیات اپنے نبی کی موت و حیات کی کشمکش کے وقت اپنے اقتدار کے متعلق سوچیں گی اور وفات کے بعد اقتدار کے لئے اس حد تک چلی جائیں گی کہ آپس میں لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جائے؟ حالانکہ قرآن میں ان کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ آپس میں بہت نرم دل اور دشمنوں کے لئے بہت سخت ہیں۔ اور ان کا نظام حکومت وامر ھم شوری بینھم (۴۲/۳۸) باہمی مشورے سے طے پاتا ہے۔ وشا ورھم فی الامر (۳/۱۵۹)

رہا جمہوری اور غیر جمہوری حکومتوں سے تعاون کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کا حق حکومت کے سلسلہ میں ارشاد ہے ان الحکم الا اللہ حکومت صرف اللہ کی ہے یا امر الا تعبدوا الا ایا۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اختیار نہ کی جائے۔ لا یشرك فی حکمہ احدا (۱۸/۲۶) اور اپنے اس حق حکومت میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا۔ مزید یہ ہے "کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا حاکم چاہوں حالانکہ اس نے ایسی کتاب نازل کر دی ہے جو ہر بات کو نکھار کر بیان کرتی ہے (۶/۱۱۵) جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور نظام زندگی چاہتا ہے تو وہ نظام کبھی قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخر الامر نقصان اٹھائے گا (۳/۸۵) کیا تم ایسی روش اختیار کرنا چاہتے ہو کہ قوانین خداوندی کے ایک حصہ پر ایمان رکھو اور دوسرے حصے سے انکار کرو۔ جو کوئی ایسا کرے گا تو اس کے نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ اسے دنیا میں بھی ذلت و خواری نصیب ہوگی اور وہ قیامت میں شدید ترین عذاب میں مبتلا ہوگا (۲/۸۵)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ اسلام کے علاوہ کوئی نظام اس کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ اس کا نام خواہ جمہوریت ہو یا کوئی دیگر۔۔۔۔

جمہوریت ایسا نظام ہے جس کی بنیاد "اکثریت" پر موقوف ہے۔ حکومت سازی کے لئے بھی جمہوریت یہی بنیاد فراہم کرتی ہے اور قانون سازی کے لئے بھی۔ اسلام اس نظام کی ضد ہے۔ وہ اکثریت کو مطلق نہیں مانتا۔ اسلام کے نظام کی بنیاد اکثریت کی بجائے قوانین الٰہی پر ہے۔ قانون سازی انہی کی روح کے مطابق، انہی کے تحت رہ کر ہو سکتی ہے۔ اور جن قوانین کی سزائیں یا امر و نہی بالصراحت قرآن میں بیان کر دیا گیا ہے وہ من و عن نافذ کئے جائیں گے۔

"اسلام اور جمہوریت" کے نام پر ایک Booklet جو کہ جناب حافظ عبدالرزاق صاحب کی تحریر کردہ ہے، مزید تفصیل کے لئے پیش خدمت ہے۔

حیرانی تو اس بات پہ ہے کہ اسلام کی داعی جماعتیں بھی جمہوریت بحال کرو کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے۔

اللہ تعالیٰ کے حق حکومت کے سلسلہ میں مذکورہ آیات کے بعد مزید ارشاد ہے کہ۔

۱۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق حکومت قائم نہیں کرتے وہی کافر ہیں (۵/۴۴) دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ایسے لوگ ہی فاسق ہیں (۵/۴۷) ایک اور آیت میں ہے کہ ایسے لوگ ہی ظالم ہیں (۵/۴۴)

۲۔ وہ (اسلامی حکومت) الحق کے مطابق لوگوں کو چلاتی ہے اور اس کے مطابق عدل کرتی ہے (۷/۱۸۱)

۳۔ ان کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرو اور جب حق تیرے پاس آچکا ہے تو ان لوگوں کے خیالات کی پیروی مت کرو (۵/۴۸)

مذکورہ بالا آیات نے تو کوئی ابہام نہیں چھوڑا کہ حکومت اہل علم کا حق ہے اور حکومت کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کے قوانین کو نافذ کرے۔ لہذا اس منتخب شدہ حکومت کی جسے عوام منتخب کریں لیکن وہ اسلامی قوانین کو نافذ نہ کرے اور ایسی حکومت جو بزور حکومت پر قبضہ کر لے اور وہ بھی اسلامی قوانین نافذ نہ کرے، شرعی اعتبار سے ان دونوں کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں خلاف شریعت ہیں۔ رہا مولانا فضل الرحمٰن کا یہ ارشاد کہ علماء بھی فوج کی طرح طاقت سے حکومت پر قبضہ کر سکتے ہیں تو عرض ہے کہ اگر وہ بھی ایسی ہی حکومت قائم کریں جیسی موجودہ ہے یا سابقہ رہی ہیں تو وہ بھی اسی کیٹگری میں آئیں گے مگر اگر اللہ کے فرمان کے مطابق حکومت قائم کریں تو گویا انہوں نے اللہ کی حکومت قائم کر دی ایسی حکومت شرعاً جائز ہوگی۔ مذکورہ بالا آیات اس کی شرعی دلیل ہیں۔

بغاوت اور خروج کے سلسلہ میں آپ نے

استنفسار فرمایا ہے تو عرض ہے کہ جب کوئی کلمہ شہادت پڑھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایک اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے جس کی محکومیت اختیار کی جائے اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بندہ کا اللہ سے یہ اقرار دراصل تمام غیر اسلامی نظاموں سے بغاوت کا اعلان ہے۔ اگر بغاوت کو انتشار کا نام دیا جائے جیسا کہ آپ نے حوالہ دیا ہے تو گویا ہر نبی نے اس وقت کے رائج نظام سے بغاوت کا اعلان کرکے گویا انتشار پھیلانے کی کوشش کی۔ اور آپ دیکھیں کہ نبی اکرم کو اسلامی نظام رائج کرنے میں کتنے سال لگ گئے۔ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اتنا عرصہ انتشار پھیلاتے رہے؟ حق بات کو بغاوت کا نام دے کر اور یہ خیال کرکے کہ یہ کامیابی پر منتج نہیں ہو سکتی اس سے پہلو تہی کرنا اللہ تعالیٰ کی تعلیمات میں سے نہیں ہے۔ انتشار، فساد اور ظلم تو اس نظام نے پھیلا رکھا تھا جس کو ختم کرنے کے لئے انبیاء کرام جیسی عظیم ہستیوں نے اپنی زندگیوں کو داؤ پر لگادیا۔

اسلام ہماری زندگی میں اگر پہلی ترجیح نہیں رہا تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ مسلمان کے لئے تو ایسی کوئی ترجیحات نہیں ہیں کہ اس کی پہلی ترجیح اسلام ہو، دوسری جمہوریت، تیسری کوئی اور ہو۔ مسلمان تو تب ہی ہے جب اس کی پہلی اور آخری ترجیح اسلام اور صرف اسلام ہو۔ باقی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے نظام الٰہی مسترد کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو یقیناً میری زمین بڑی وسیع ہے۔ سو صرف میری ہی محکومی اختیار کرو (۲۹/۵۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے اور حقیقی معنوں میں مومن ہیں ان کیلئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی (۸/۷۴) (۸/۲۶) (۷۰/۹۳) وہ لوگ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کررہے ہیں اپنا کہتے ہیں فرشتے ان سے کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس اس ملک میں۔ کہتے ہیں فرشتے کیا نہ تھی زمین اللہ کی وسیع کہ تم وہاں ہجرت کرجاتے۔ سو ایسوں کا ٹھکانہ ہے دوزخ اور وہ بہت بری جگہ پہنچے (۴/۹۷)

تو میری سمجھ کے مطابق تو خروج/ہجرت تو اس وقت ہے جب آدمی کسی جگہ اتنا بے بس ہوجائے کہ وہ نفاذ اسلام کی جدوجہد بھی نہ کرسکے۔

اور جن کی ترجیحات اسلام نہیں ہے ان کے لئے ارشاد ہے۔

سو ہم نے (اس قوم کو) ایک افسانہ بنادیا اور وہ (ریت کے ذروں کی مانند) منتشر ہوگئے (۳۴/۱۹)

درج ذیل آیات میں دیکھئے اللہ تعالیٰ اسلامی نظام اپنانے والوں سے کیسے کیسے وعدے فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ جو [illegible] غالب آجاتے ہیں (۵/۵۶)

۲۔ اگر تم مومن ہو [illegible] سب پر غالب رہو گے۔ (۳/۱۳۹)

۳۔ ہم پر مومنین کی نصرت [illegible] (۳۰/۴۷)

۴۔ دنیا کی زندگی اور آخرت میں [illegible] پشت پناہ ہیں (۴۱/۳۱)

۵۔ جو کوئی طاغوت [illegible] کردے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں [illegible] رکھو اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے (۲/۲۵۶)

ایک اور وعدہ ملاحظہ فرمائیں۔ کیا ساتھ نبھانے کا وعدہ ہے مگر کوئی یقین بھی تو کرے اللہ پر، اپنے اللہ پر۔۔۔۔ فرمایا

اور جنہوں نے ہمارے واسطے محنت کی ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ محسنین کے ساتھ ہے۔ (والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا) یہ [illegible] وعدے تو تھے اسلامی نظام کے [illegible] گزارنے والوں سے اب [illegible] فرمایا [illegible]

> **انگلش کتنی مشکل زبان ہے کہ پرنٹ ہوتی ہے تو ٹائپ ہوتی ہے تو لفظ اور طرح کے ہوتے ہیں۔ ہاتھ سے لکھیں تو لفظوں کا سٹائل اور ہے۔ لیکن چونکہ ہم نے اس پر محنت کی ہے اس لئے یہ مشکل نہیں لگتی، مگر عربی زبان سیکھنے پر ہم نے توجہ نہیں دی، بغیر محنت کے اسے مشکل قرار دیتے ہیں۔**

www.naqshbandiaowaisiah.com

قوانین کو جھٹلانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے کیا ارشادات ہیں۔

ا۔ جو میرے احکامات سے روگردانی کرے گا ہم اس کی روزی تنگ کر دیں گے اور وہ قیامت کے دن بھی اندھا اٹھایا جائے گا (۲۰/۱۲۴)

۲۔ (جب بنی اسرائیل نے خدا کے احکام سے منہ موڑا) اس پر ذلت و خواری کا عذاب آگیا اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہو گئے (۲/۶۱)

۳۔ (جو قوم کفران نعمت کرتی ہے) اللہ اسے بھوک اور خوف کا مزہ چکھاتا ہے (۱۶/۱۱۲)

۴۔ (جو حق سے منہ موڑے) وہ اس دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے (۲۲/۹)

۵۔ ان سے کہہ دو کہ اللہ کا قانون اس پر قادر ہے کہ (اس کی خلاف ورزی پر) تم پر خارجی دنیا سے عذاب لے آئے یا داخلی دنیا سے، یا تم گروہوں میں بٹ کر خلط ملط ہو جاؤ (اور اس طرح تمہاری وحدت ختم ہو جائے) اور تم ایک دوسرے کی شدت قوت کا شکار ہو جاؤ۔ دیکھو ہم کس طرح ان حقائق کو پھیر پھیر کر تمہارے سامنے لاتے ہیں تاکہ تم ان پر غور و فکر کرو (۶/۶۵)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو "کتاب مبین" بھی کہا ہے یعنی واضح، غیر مبہم۔ اب جیسا کہ اس کتاب مبین کے احکامات کو اوپر نوٹ کیا گیا ہے۔ غور فرمائیں! کیا ان کی مزید تشریح کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ تو میرے محترم خورشید ندیم صاحب! اگر مسلمان ہونے کیلئے صرف نماز روزہ ہی سب کچھ ہوتا تو اس سے انڈیا میں بھی کوئی منع نہیں کرتا تھا۔ آج امریکہ اور یورپ میں بھی کوئی منع نہیں کر رہا۔ بعثت نبوی کے وقت جہاں چاند سورج، ستاروں کی، درختوں کی، آگ کی اور بتوں کی پوجا کی جا رہی تھی اگر کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کو سجدے کرنے بھی شروع کر دیتے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے خود عربی پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ انگلش کتنی مشکل زبان ہے کہ پرنٹ ہوتی ہے، ٹائپ ہوتی ہے تو لفظ اور طرح کے ہوتے ہیں۔ ہاتھ سے لکھیں تو لفظوں کا سٹائل اور ہے۔ چھوٹے حروف اور سٹائل کے ہیں بڑے حروف اور سٹائل کے ہیں لیکن چونکہ ہم نے اس پر محنت کی ہے اس لئے یہ ہمیں مشکل نہیں لگتی۔ ہم سیکھ ہی گئے ہیں۔ لیکن عربی زبان کے حروف میں ایسا کوئی تکلف نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کل ۸۰۰۰۰ الفاظ ہیں مگر اصل الفاظ کی تعداد ۲۰۰۰ ہے جو بار بار آنے کی وجہ سے اسی ہزار ہو گئے ہیں۔ اور ۲۰۰۰ الفاظ میں سے تقریباً ۵۰۰ الفاظ ایسے ہیں جو کہ اردو زبان میں بھی مستعمل ہیں۔ لیکن چونکہ ہم نے اس کو پہلی ترجیح میں نہیں رکھا اس لئے ہم اس کو نہیں سیکھ سکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پرائیویٹ سکولوں میں پرائمری کلاس کا بچہ جب لفظ THIS پڑھتا ہے تو ساتھ ہی اسے اس کا مطلب بھی یاد کرایا جاتا ہے۔ CHAIR پڑھتا ہے تو بتاتے ہیں اس کے معنی کرسی ہیں اور قاعدوں پر سامنے شکل بنی ہوتی ہے۔ اتنا اہتمام کرتے ہیں انگلش پڑھانے میں۔ لیکن جب وہی بچہ عربی پڑھتا ہے تو کوئی نہیں اسے بتاتا کہ "لا" کے معنی کیا ہیں "الہ" کسے کہتے ہیں۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ وہ نیکیوں کے لالچ میں بغیر سمجھے پڑھتا چلا جاتا ہے۔ ساری عمر تلاوت کرتا رہتا ہے اور جب کوئی دین کا مسئلہ درپیش آتا ہے تو پھر پوچھتا ہے کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے"۔

> **وہ نیکیوں کے چکر میں بغیر سمجھے پڑھتا چلا جاتا ہے۔ ساری عمر تلاوت کرتا رہتا ہے اور جب کوئی دین کا مسئلہ درپیش آتا ہے تو پھر پوچھتا ہے کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے"**

شکایات المرشد

☆ المرشد کی ماہانہ کاپی ہر ممبر کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دی جاتی ہے اس میں کوتاہی نہیں ہوتی۔

☆ قارئین سے التماس ہے کہ رسالہ بروقت نہ ملنے کی صورت میں اپنے ڈاک خانہ سے رجوع فرمائیں۔

☆ اگر شکایت دور نہ ہو تو ایک خط بمعہ اپنا ایڈریس اور خریداری نمبر لکھ کر اس ایڈریس پر ارسال کریں۔

رانا جاوید احمد۔ سرکولیشن مینجر، ماہنامہ "المرشد" اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

www.naqshbandiaowaisiah.com

نفاذ اسلام اور ہم

عبادات اوراذکار و وظائف کا حاصل یہ ہے کہ نفاذ اسلام کو وطن عزیز کا مقدر بنادو

تحریر۔ الطاف قادر گھمن

وطن عزیز کو قائم ہوئے ۵۳ سال بیت گئے۔ حکومتیں بدلیں، قانون بدلے، لیکن نظریہ اسلام، نظریہ پاکستان سے دوری ہی رہی۔ جس وعدے پر اللہ تعالیٰ نے یہ مقدس سرزمین عطا کی۔ آج تک ہم اس وعدے کو وفا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

۱۲ اکتوبر کو انقلاب میں جو فوجی حکومت بلند

وطن عزیز کا معاشی نظام اسلامی ہو' عدالتی نظام اسلام ہو' سیاسی نظام اسلامی ہو

بانگ دعووں سے برسرِ اقتدار آئی تھی۔ کہ لوٹا ہوا سرمایہ واپس لایا جائے گا۔ سسٹم تبدیل کیا جائے گا۔ عدل و انصاف عام کیا جائے گا۔ نظام تبدیل کیا جائے گا۔ مگر افسوس وہ بھی اپنے اہداف، مقاصد، نصب العین کو بھول کر کسی اور طرف یعنی امریکہ بہادر کی خوشنودی میں لگ گئی۔ حسب سابق وہ بھی اپنی بقا کے لئے سرگرداں ہوگئے اور محض دعووں، نعروں اور پریس کانفرنسوں میں الجھ گئی۔ کہیں ٹیکس کی بھرمار، کہیں سروے فارم، کہیں ضلعی حکومتوں کے نظام کا ایشو اور کہیں امریکی اشاروں پر جہاد کشمیر بند کروانا ہے۔

کیا پرویز مشرف حکومت اس لئے آئی ہے کہ غریب آدمی کو غریب تر کر دیا جائے۔ تعلیم اور صحت عام آدمی کی پہنچ سے دور ہوجائے۔ میں سوال کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ کہ ۱۲ اکتوبر کے انقلاب۔ بلند و بانگ دعووں ۔۔۔ سے ۔۔۔ کیا حاصل ہوا۔

کیا لوٹا ہوا سرمایہ وطن عزیز میں واپس لایا گیا؟ کیا غریب آدمی کو کوئی ریلیف ملا؟ کیا نظام کی تبدیلی سے مراد ضلعی حکومتوں کا نظام ہے؟ کیا فوجی حکومت کا کام امریکہ کے اشارے پر جہاد کشمیر بند کروانا اور مجاہدین اسلام سے غداری کرنا ہے؟

کیا نظام کی تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ موجودہ سسٹم کو موجودہ کافرانہ نظام کو ہی پیوندکاری کے ذریعے چلایا جائے۔

نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ نظام کی تبدیلی کا مطلب۔ اسلام کے نفاذ کا اعلان تو سب سے پہلے وطن عزیز میں ۱۹۹۴ء کے موسم بہار میں ونہار کی سرزمین پر ایک درویش صوفی نے اپنی خانقاہ سے کیا تھا۔ اس عظیم شخصیت نے جو اپنی خانقاہ میں لوگوں کے قلوب کو اللہ اللہ سکھاتی تھی۔ اس نے میدان عمل میں اللہ کے نفاذ کے لئے رب کی دھرتی، رب کا نظام مشن بنالیا۔ اور اپنے پیروکاروں کو متنبہ کر دیا کہ ہماری عبادات، ہمارے اذکار و وظائف کا حاصل یہی ہے کہ اپنے منور قلوب کو لیکر میدان عمل میں اترو اور لا الہ الا اللہ کو وطن عزیز کا مقدر بنادو۔

قوم، سیاست دان اس دوراہے پر انقلاب، نفاذ اسلام جیسے جملوں سے واقف نہ تھے۔ ایسے عالم میں یہ جذبات، احساسات لوگوں کو عجیب لگے۔ خلق خدا کی زبان پر یہ تھا کہ ایسے حالات میں یہ کیسے ممکن ہے۔ تب میرے دل و دماغ میں یہ احساس پیدا ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان صاحب جو بات لیکر اپنی خانقاہ سے نکلے ہیں کہ نفاذ اسلام وطن عزیز کا مقدر ہے۔ انشااللہ ضرور ہوگا۔ کیونکہ میرے تصور میں کوہ

ہماری منزل صرف اور صرف نظام دین مصطفیٰؐ ہے۔ اس کیلئے ہماری جان مال عزت آبر حاضر ہے

صفا پر کھڑے آقائے دو جہاں، رہبر انس و جاں محمد عربی ﷺ کا وہ جملہ گونج رہا تھا۔ کہ آپ ﷺ نے یاایھاالناس کا اعلان کیا۔ کہ اے بنی نوع انسان۔ اس وقت ذرائع ابلاغ کون سے تھے۔ دنیا آپ کو دیوانہ، مجنوں اور پاگل تک معاذ اللہ کہہ گئی۔ لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ ۲۳ برس اسلام کا نزول ہوتا رہا اور اگلے ۲۳ برس میں دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر اسلام کی حکومت تھی اور جس کا امیر مسجد النبوی کا خطیب تھا۔ جس کے دور حکومت میں لوگ زکوٰۃ لیکر پھرا کرتے تھے۔ مگر کوئی لینے والا نہ تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

یقیناً سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ، تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان اسی نظام کا مطالبہ کر رہے ہیں، اسی نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں جس نظام میں عدل و انصاف پانی اور ہوا کی طرح عام ہو۔ جس نظام میں بڑے چھوٹے کی تمیز نہ ہو۔ وہ نظام صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا نظام اسلام ہی ہے۔

جن حالات میں امیر الاخوان نے اسلام کے نفاذ کی بات کی، تبدیلی نظام کی بات کی اس وقت لوگ ان باتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ دینی علماء بھی اس میں سنجیدہ نہ تھے۔ مایوس تھے۔ تبدیلی نظام کی وہ آواز جو تنہا حضرت جی نے بلند کی تھی اور اس اکیلی آواز پر امیر الاخوان کے روحانی شاگرد اس مقصد کے لئے کوشاں ہو گئے۔ اب وہی آواز پوری قوم کی آواز بن چکی ہے۔ میں نے اور عوام نے جاگتی آنکھوں صوفی کی کرامت دیکھی جو صدا صرف ایک صوفی نے بلند کی تھی۔ آج گلی محلے میں ہر مرد و زن کی پکار ہے۔ کہ چہرے نہیں نظام بدلو۔ ظلم کی صبح و شام کو بدلو۔ رب کی دھرتی پر رب کا ہی نظام ہو۔ اب وہی پکار ریڑھی والے سے لیکر بیوروکریٹس تک ان پڑھ ساجھے ماجھے گامے سے لیکر اعلیٰ سطح کے افسران تک یہ صدا سنائی دے رہی ہے۔ کہ نظام اسلام ہی ہماری بقا، ہماری عافیت اور ہماری پناہ گاہ ہے۔

صوفی کی کرامت اور امیر الاخوان کی جدوجہد نظام اسلام کو دیکھ کر بے ساختہ ہونٹوں پر مچل جاتا ہے کہ

یہ دور آگ نہیں روشنی ہے منزل کی
علم اٹھائے چلو قدم بڑھائے چلو
یہ ڈوبتے ستارے یہ فسردہ رخ ماہ
آثار بتاتے ہیں کہ سحر ہو کے رہے گی

امیر الاخوان کی منزل صرف اور صرف اسلام ہے۔ ان کے نزدیک نفاذ اسلام کا مطلب تو صرف یہی ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ وطن عزیز کا معاشی نظام اسلامی ہو، عدالتی نظام اسلامی ہو، سیاسی نظام اسلامی ہو۔ اسلام تو یہ ہے کہ ۲۶ لاکھ مربع میل زمین فتح کرنے والے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو خطاب کا بیٹا قیامت کے دن جواب دہ ہوگا۔ اسلام محبتوں، اخوتوں، الفتوں کا نام ہے، اسلام امن عافیت کا نام ہے۔ امیر الاخوان نے جب نفاذ اسلام کے لئے لوگوں میں شعور بیدار کیا کہ ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ نفاذ اسلام ہے۔ اسلامی نظام نافذ ہونا چاہئے۔ تو لوگوں میں یہ احساس پیدا ہونے پر ایک چٹان جیسا مضبوط رہنما نظر آیا۔ اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

قوم ۱۹۴۷ء کی طرح اسلام کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہوئی تو قوم کی پکار اور مجبوری پر جب میاں نواز شریف نے نفاذ شریعت کا اعلان کیا۔ لوگوں کو حوصلہ ہوا مگر وہ تو سیاست کے باب میں ایک مذاق تھا۔ نفاذ اسلام کو محض ایشو بنانے پر ہی تو مینڈیٹ کا ہیرو 8×6 کے کمرہ میں قید ہے۔

امیر الاخوان امیر محمد اکرم اعوان نے تو میاں صاحب کو کنونشن ہال اسلام آباد میں ملک بھر کے علماء کی موجودگی میں کہا تھا۔ نفاذ اسلام کیجئے اور اگر خون کے دریاؤں کی ضرورت پڑی تو ہمارا خون راہ حق کے لئے حاضر ہے اور دوسری بات کہ میرا ایمان ہے کہ نفاذ اسلام وطن عزیز کا مقدر ہے۔ وزیر اعظم نے بارہا ذاتی ملاقاتوں میں بھی اقرار کیا کہ آپ کی نفاذ اسلام کی تجاویز بہت اچھی ہیں ہم ضرور عمل کریں گے۔ لیکن بھاری مینڈیٹ کا ہیرو اپنے دعویٰ کو وفا نہ کرنے پر آج تختہ دار کے قریب ہے۔

امیر الاخوان تو پرویز حکومت سے اب بھی کہتے ہیں کہ جنرل صاحب بھٹو، ضیاء الحق اور میاں صاحبان کا انجام آپ کے سامنے ہے۔ جس حکمراں نے بھی اس سے پہلو تہی کی اس کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ وقت ہے سنبھل جاؤ۔ تم لوگوں نے اسلام کو عام حیثیت دی تو سن لو۔ اسلام اتنا لاوارث نہیں جتنا تم لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ اللہ کے حبیبؐ نے جو طریقہ حکومت عطا کیا ہے۔ ہمیں اس کے علاوہ کوئی اور نظام منظور نہیں ہے۔ ہماری منزل نفاذ اسلام ہے اور اسی منزل کے حصول کے لئے جانبازان اسلام میدان عمل میں آ چکے ہیں۔

ظلم کے نظام کے خاتمہ اور اسلام کے نفاذ کے لئے لاکھوں پاکستانی جانبازوں نے امیر الاخوان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی ہوئی۔ ہزاروں پروانے شمع جلنے پر شہادت کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اگر حکمرانوں تم اسلام نافذ کرو تو ہم تمہارے بلاتنخواہ سپاہی، معاون مددگار ہوں گے وگرنہ پھر ہمارا تو عزم ہے کہ

لا الہ کی تیغ کاٹے گی اندھیرے کا جگر
گنبد خضرا سے روشن ہوگی پھر اپنی سحر
اپنا خون سیماب دیکر اتنا ہم کر جائیں گے
نام آقا کا چمن میں پھر رقم کر جائیں گے

(انشاءاللہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ والے کیسے ہوتے ہیں

زیر نظر اقتباس رہ نورد شوق سے لیا گیا ہے جو بشریٰ اعجاز کی تصنیف کردہ ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ الاخوان کا مکمل تعارف اس میں موجود ہے اور شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان کی شخصیت کا بڑا ہی خوبصورت خاکہ اس میں موجود ہے۔

تحریر۔ بشریٰ اعجاز

قسط نمبر 2

شروع میں مجھے اللہ والے کا اخلاق اچھا لگا تھا' بعد میں پتہ چلا یہی کرامت ہے' یہی خوبی ہے یہی صوفیاء کا بنیادی وصف ہے۔ پھر مجھے شیخ کی چند اور خصوصیات کا علم ہوا اور دنیا داری جس پر سب سے پہلے میری تصوراتی عقیدت نے ناک بھوں چڑھائی تھی۔ اس کے پیچھے پوشیدہ ترک کا فلسفہ آہستہ آہستہ سمجھ آنے لگا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا اتنا خوبصورت امتزاج ایک ہستی میں' میری آنکھوں نے شاید اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

ماورائی صفات اور کشف و کرامات کو صوفیاء سے وابستہ کر کے انہیں اپنے آفاقی تصور کے فریم میں زبردستی ٹھونس کر ان کے سامنے عقیدت کے ہار پھول لے کر پوجا کے انداز میں بیٹھنے والی روایتی سوچ سے باہر نکلی تو دیکھا صوفیاء کا وصف تیاگ نہیں' اسوہ حسنہ اور اتباع سنت رسولؐ ہے۔ یہی وہ جمالیاتی پہلو ہے جو بالآخر کمال سے جا ملتا ہے۔ شریعت مطہرہ کی خشک پگڈنڈی ہی درحقیقت منتہائے آدمیت ہے' منتہائے تصوف ہے۔ جس پر چل کر منزل مراد ملتی ہے۔

شیخ اپنے آپ کو انسان سمجھتے ہیں۔ دیوتا کہلانے سے سخت چڑ ہے انہیں۔ مسند پر بیٹھ کر عقیدت مندوں کا ہاتھ پر بوسہ دینا اور نذر و نیاز سے سخت کوفت ہوتی ہے انہیں' پیر صاحبی انہیں بالکل نہیں بھاتی۔ ملنے کے لئے آنے والوں سے دور رہنا انہیں اچھا نہیں لگتا۔ جب تک وہ سب سے مل نہ لیں تسلی نہیں ہوتی۔ گھر' بچوں' بیویوں' دوستوں' رشتہ داروں' سلسلے جماعت' ارکان سلسلہ اور ارکان جماعت' کاروبار' لین دین' تصوف' روحانیت' دارالعرفان' اویسیہ خطابات' بیانات' ذکر الٰہی' نمازیں نثر پارے' تفسیر' شاعری' طب' سائیکالوجی' تعلیم' زراعت' بینکنگ' شکار' ایمانیات' اخلاقیات' معاملات ایسے ہی ان گنت چھپے ہوئے اور ظاہر گوشے ایک ہستی میں' اور اس قدر توازن کہ کسی بھی شخص' شعبۓ' شوق اور فرض کو نظر انداز کئے جانے کا وہم تک نہیں ہوتا۔ سب پر یکساں توجہ' سب کا یکساں خیال' سب کی یکساں اہمیت' یہ ایسی حقیقتیں ہیں جو چند ملاقاتوں میں ہی مجھے معلوم ہو گئیں اور میں ایچ سی ہاپولڈ کے اس بیان کو مجسم دیکھنے لگی۔ "اگرچہ صوفیائے اسلام کے مشاہدات عام طور پر وہی ہیں جو دوسرے ارباب روحانیت کے ہوتے ہیں۔ لیکن صوفیا میں چند ایسے خاص عناصر ہیں جو روحانیت کے طالب علم کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

صوفی کے لئے ترک دنیا بہت ضروری ہے لیکن صوفی کا ترک اور قسم کا ہوتا ہے۔ صوفی طالب مولا ہوتا ہے اور طلب مولا میں صوفی کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پس پشت ڈال دے۔ بلکہ دنیا کے اندر گھس کر اس کی حقیقت اور ماہیت کو پالے۔ یہ بات باقی ارباب روحانیت میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ صوفی کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ دنیا کے اندر گھس کر اس کی حقیقت معلوم کرے۔ اور اس بات کے لئے اسے تزکیہ نفس کی ضرورت پڑتی ہے۔ تاکہ تکبر سے بالاتر ہو کر رائے قائم کرے۔ اور نفسانیت سے بالاتر ہو کر لوگوں سے معاملہ کرے۔ اور اپنے جذبات اور خواہشات پر قابو رکھے۔

یہ بات دنیا میں رہ کر حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا تک پہنچنے کا یہی اور صرف یہی راستہ ہے"!!

اور اس راستے پر وہ صاحب حال ہستی بڑے خلوص سے چل رہی تھی۔ تعلق مع اللہ اور خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت کے ساتھ۔ یہی چیز میرے لئے اچنبھے کا باعث تھی یہی چیز میری آنکھوں سے حیرت کے چھینٹے اڑاتی تھی۔ اس چیز کا ادراک مجھے اس محبوب کی طرف بلاتا تھا۔ جو محبوب سے ملاتا ہے۔ مجھے حیرتوں کو دوند کرنے والے اس صوفی کی کشش کا اقرار اس انکار سے مانگنا تھا' جو میرے برسوں کی بغاوت

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھی۔ وہ صوفی بظاہر ایک نہایا دھویا۔ کوچیا مانجھیا' ٹرانسپیرنٹ سا انسان لگتا ہے' جو کشف چھپاتا ہے۔ کرامات کو مخفی رکھتا ہے۔ عبادات پر زور دیتا ہے عمل کی پرزور تلقین کرتا ہے۔ تعویز گنڈوں کی مذمت کرتا ہے' اونچی کرسی پر بیٹھ کر جس کی طبیعت گھبراتی ہے۔ جو انسانی نفسیات کے انتہائی حساس حصے کو دیکھتا انسان کی آنکھ سے ہے۔ مگر سوچتا صوفی کی محبت سے ہے۔ اور علاج خدا جیسے پیار سے کرتا ہے۔ جس سے بات کرو تو کائناتوں کے اندر راستے کھلنے لگتے ہیں' عرش امکان کی حدوں میں سمانے لگتے ہیں۔ وہ نفی کرتا ہے ہر اس بات کی جو کرامت کے ضمن میں اس سے وابستہ کی جاتی ہے' مگر میں ہارون الرشید' حافظ عبدالرزاق' ثمینہ اعوان اور کرنل سلطان جیسے لاتعداد لوگوں کی باتوں پر کیسے دھیان نہ دوں' جو قرب کی انتہائی منزلوں پر بیٹھے اس صاحب حال صوفی کے بارے میں اپنے ایسے تجربات بیان کرتے رہتے ہیں جو فہم کی حد میں نہیں آتے' جنہیں ادراک کی ہوائیں چھو نہیں سکتیں' جنہیں روزمرہ کے خانے میں فٹ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ انہیں وہی جان سکتے ہیں جو انہیں جاننے کی مصیبت سے گزرنا جانتے ہیں' کشف المحجوب میں' حضرت حضری علیہ رحمہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

۔۔۔"یہ باتیں سالکین کے سمجھنے کی ہیں۔ جن لوگوں کو عملی طور پر مقامات ومنازل سلوک پر عبور نہیں' وہ ہرگز نہیں سمجھ سکیں گے۔ ان کو چاہئے کہ خواہ مخواہ کے اعتراضات سے پرہیز کریں۔ روحانیت بھی باقی فنون کی طرح ایک فن ہے اور اس کے دقائق ماہر فن ہی سمجھ سکتا ہے۔ جیسے علم طب یا انجینئرنگ کی کتابیں صرف ماہرین فن طب اور ماہرین انجینئرنگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ دوسروں کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ ہاں الی اللہ میں کوشش کی جائے تو تزکیہ نفس کے بعد یہ مقامات آسانی سے حاصل بھی ہو سکتے ہیں اور دقائق سمجھ میں بھی آسکتے ہیں۔ بلکہ دیگر علوم و فنون سے زیادہ فنون روحانیت میں کمال حاصل ہوسکتا ہے۔"

۔۔۔مگر یہ کیسے ہے جیسے کوئی آرائش خود طلب کرتا ہے' کسی کو وہ خود آراستہ کر دیتا ہے۔ یہ تو دینے والے کا کمال ہے۔ یہ تو لینے والے کا بخت ہے۔ جو آتا ہے سائل بن کر رہے اور لوٹ کر چلا جاتا ہے۔ لٹنے والا دونوں جہان لٹا کر بھی خوش کہ شکر ہے آیا تو!!

۔۔۔ایک روز شیخ سے ملاقات کے دوران میں نے سوالات والی گٹھڑی کھولنے کی جسارت کی' پوچھا۔ شکر کیسے ادا کیا جاتا ہے۔ نوٹ بک پر جھکے ہوئے شیخ کے چہرے پر کیفیت کے چھینٹے اڑے' ان کی آنکھوں سے یقین کی پھوار گرنے لگی' اسی طرح لکھتے لکھتے وہ بے نیازی سے بولے۔ "جب بندے کو یقین ہو جائے کہ وہ شکر ادا نہیں کرسکتا۔ اس کیفیت کو مقام شکر کہتے ہیں۔" "بس اتنی سی بات۔" "جی اتنی سی بات باقی سب فسانہ ہے۔" وہ مسکرائے۔ اور مجھے ممتاز مفتی جی کی کہی ہوئی ایک بات یاد آئی' جب ان سے پوچھا تھا کہ اللہ کا شکر کیسے ادا کیا جائے۔ تو وہ شرارتی نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے بلا توقف بولے تھے' بس کہہ دو' تھینک یو اللہ میاں جی! بس اتنی سی بات' میں نے حیرت سے پوچھا۔ جی اتنی سی بات' انہوں نے کھلکھلاتے ہوئے جواب دیا۔

۔۔۔مگر درحقیقت یہ اتنی سی بات نہیں تھی' بہت بڑی بات تھی' مولوی نے جسے مصیبت بنا دیا' ناقابل عمل بنا دیا اور صوفی نے سوئی کی نوک پر جیسے دنیا نام کا پہیہ رکھ کر بڑی سہولت سے گھما دیا' جنت دوزخ کا جھگڑا چھوڑو' محبوب سے قرب کی بات کرو' یہ تو کچھ بھی نہیں' جیسے جیسے چلو گی معلوم ہوگا۔ آسانیاں مشکلوں میں' اور مشکلیں اصلی آسانیوں میں کیسے بدلتی ہیں۔ تو میں جو آسانیوں کی سوختہ تھی' مشکلوں کی طرف چل نکلی ہوں۔ اس لئے کہ ہر دست تو یہ اطمینان ہی بہت ہے کہ اس انکار سے تو نجات ملی' جو کچھ بھی کرنے نہیں دیتا تھا' کہیں دیکھنے نہیں دیتا تھا۔ سوچنے نہیں دیتا تھا۔ چلنے نہیں دیتا تھا۔ اب کم از کم آنکھیں تو پٹ پٹا سکتی ہوں۔ کچھ نہ کچھ سوچ بھی سکتی ہوں' اور چلنے کی کوشش بھی کر رہی ہوں' اسی لئے اب وہ لڑکی میری انگلی نہیں چھوڑتی' میلوں ٹھیلوں میں' سفر حضر میں' جاگ خواب میں' میرے ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور میری دعا ہے' اس کا ہاتھ مجھ سے نہ چھوٹے' کہ وہی تو اس محبوب تک پہنچانے کا سبب ہے جو محبوب حقیقی تک پہنچاتا ہے!

(رہ نوردِ شوق سے اقتباس' از بشریٰ اعجاز)